

اور نگریب عالمگیر کی جنگ تخت نشینی کے ایک اہم حادثہ کی اولین اہمیت

# حَسَنَاتُ الْحَمْرَيْنِ

حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما سفر حرمین الشریفین کے لفظ ظا و مکاشفا

جامع

حضرت مولانا الشریعہ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم ہند

ترجمہ فارسی

محمد شاگرد بن ملا بدر الدین سندھی

تحقیق و تعلق و ترجمہ اردو

محمد قسبال مجددی

مکتبہ شریعہ خانقاہ احمد سعیدی،  
موسی زنی شریف ٹ  
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۱۹۸۱ء







اور گزیرب عالمگیر کی جنگ تخت نشینی کے ایک اہم ماخذ کی اولین اشاعت

# حَسَنَاتُ الْكَرْمَلِیْنَ

حضرت خواجہ محمد معصوم بن جعفر بن عبداللہ فی ثانی سہ ماہ سفر ہمدان الشریف کے ملفوظات و مکاشفات

جامع

حضرت مولانا الشریع محمد علی دکن حضرت خواجہ محمد معصوم ہمدانی

ترجمہ فارسی

محمد شاکر بن ملا بدر الدین سندھی

تحقیق و تعلق و ترجمہ اردو

محمد قسبال مجددی

مکتبہ شریعہ خانقاہ احمدیہ،  
موسی زئی شریف ٹ  
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۱۹۸۱ء



✓ ۲۹۷ ۴۹۲

سلسلہ مطبوعات نمبر ۸  
جملہ حقوق بحق محمد اقبال مجددی محفوظ

۵۱۳۹ ج

۲۳۶۱۶

کتاب	حسانات الحرمین
مؤلف	حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
جامع (عربی)	خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت
ترجمہ فارسی	محمد شاکر بن طاہر الدین سرہندی
تحقیق و تعلق و ترجمہ اردو	محمد اقبال مجددی
کتابت سرورق	حافظ محمد یوسف سیدی
کتابت متن	محمد ریاض تلمیذ الحاج محمد اعظم منور قم
ناشر و پروف ریڈر	محمد سعد سراجی مرشد بابا
طبع اول	۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء
مطبع	حیثیت اسلام پبلسیہ لاہور
قیمت	

## لاہوری کیٹلاگ کارڈ

محمد معصوم، خواجہ سرہندی :

حسانات الحرمین ( ملفوظات و مکاشفات ..... )

تصوف - تاریخ I - محمد عبید اللہ بن خواجہ محمد معصوم سرہندی، جامع  
II - محمد شاکر بن بدر الدین سرہندی، مترجم فارسی III - محمد اقبال مجددی، تحقیق و اردو ترجمہ  
IV - عنوان

۲۹۷ ۶۴۰۹

- ملنے کے پتے
- ۱۔ راجہ برادر بک سلیو، رحیم بازار۔ ڈیرہ اسماعیل خان
  - ۲۔ میاں احمد - معرفت قاری شاہ آواز، مسجد سیدان الی پاکستانی چوک اچھر لاہور
  - ۳۔ حافظ محمد سعید - جامعہ شاہ ولی اللہ، جامع مسجد رحیم یار خان



# فہرست عنوانات

آپ کے قیامِ حرمین کے دوران تالیف	۵	فہرستِ عکسیات
۳۰ ہونے والی کتب سلسلہ نقشبندیہ	۷	انتساب
۳۲ عربستان میں سلسلہ مجددیہ کی ترویج	۹	عرضِ ناشر
تعلقات حضرت خواجہ محمد معصوم و حضرت	۱۱	افتتاحِ سخن (از مرتب)
۳۵ شیخ آدم بنوری۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۳	مقدمہ
۳۴ مولفِ حسناتِ الحرمین حضرت مروجِ الشریعت		حضرت خواجہ محمد معصوم
۳۵ درس و تدریس	۱۵	ولادت
۳۶ تالیفات	۱۵	منصبِ ارشاد
۳۶ مکتوباتِ معصومیہ (تدوین)	۱۶	اولاد و خلفاء
۳۷ یواقیتِ الحرمین	۱۷	حضرت خواجہ کی تصانیف
۳۷ رسالہ فی قرأتِ خلفِ الامام	۱۸	مکتوباتِ معصومیہ
۳۸ رسالہ در عدمِ اتمیلِ کفار	۱۸	مکاشفاتِ غیبیہ
۳۹ رسالہ در ردِّ افخر الدین رازی	۱۹	اذکارِ معصومیہ
۳۹ خزینۃ المعارف	۲۰	بیاضِ حضرت خواجہ
۵۰ اولاد	۲۱	حضراتِ کاسفِ حرمین الشریفین
۵۰ شیخ محمد بادی	۲۲	حضرت خواجہ کے خلفاء ساکن حرمین
۵۱ تصانیفِ شیخ محمد بادی	۲۵	شیخ محمد مراد شامی
۵۵ ننانوادرہ مترجمِ حسناتِ الحرمین	۲۵	سیدزین العابدین مینی منی محدث
۶۲ حسناتِ الحرمین	۲۸	حضرت خواجہ کے قیامِ حرمین کے اثرات
۶۳ فارسی ترجمہ	۲۹	

مکتوباتِ معصومیہ



۱۱۹	اوزنگ زیب کی دینداری	۴۳	حنات الحرمین کی مقبولیت
	جنگ تخت نشینی میں راسخ العقیدہ	۴۴	حنات الحرمین کے خطی نسخے
۱۲۲	علماء و مشائخ کا کردار	۴۲	اس عہد کا مذہبی ماحول
	اوزنگ زیب کے نقشبندی مشائخ	۴۲	وحدت الوجود اور وحدت الشہود
۱۳۷	سے روابط	۴۳	داراشکوہ کے عقائد کا پس منظر
	نبات حضرت مجدد الف ثانی اور نگزیب	۷۸	شیخ محب اللہ آبادی
۱۴۴	کی مصاحبت میں	۸۲	محسن فانی کشمیری
	خلفائے حضرات مجددیہ اور	۸۴	سرمد
۱۵۲	اوزنگ زیب	۸۶	بابا لال بیراگی
	اوزنگ زیب کی سٹیٹ پالیسی کے	۷۹	چندر بھان برہمن
۱۵۷	پس پردہ صدائے مجددی کا احساس	۹۱	میاں باری
	حنات الحرمین (فارسی متن)	۹۲	✓ شیخ سلیمان مصری
۱۶۱	مع توضیحات و حواشی	۹۲	شاہ فتح قلندر
۲۱۱	حنات الحرمین (اردو ترجمہ)	۹۴	دیگر صوفیاء خام اور دارا
۲۵۸	ماخذ مقدمہ و حواشی	۹۵	گرد ہر رائے اور دارا
۲۵۸	مخطوطات	۹۷	داراشکوہ کے عقائد
۲۵۹	مطبوعات عربی	۱۰۶	داراشکوہ اور علمائے کرام کی توہین
۲۶۰	مطبوعات فارسی	۱۱۱	اوزنگ زیب کے علماء و مشائخ سے تعلقات
۲۶۴	مطبوعات اردو	۱۱۱	حضرت خواجہ محمد معصوم اور اوزنگزیب
۲۶۷	انگریزی ماخذ	۱۱۵	شیخ برہان الدین شطاری
۲۷۰	اشاریہ	۱۱۶	✓ شیخ عبداللطیف سلطان پوری
		۱۱۸	خواجہ محمد سعید سرنندی



## عکسیات شامل حسناات الحرمین

- ۱- نقشہ جزیرہ عرب و بندرگاہ مناجہاں حضرت خواجہ محمد معصوم نے قیام فرمایا۔ ۱۲
- ۲- حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے مزار کا گنبد۔ (مانخوذاز تصویر کی کتابچہ سرہند  
طبع مکتبہ اشیق، استنبول - ترکی) ۲۳
- ۳- درگاہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا دروازہ (از کتابچہ سرہند) ۲۳
- ۴- حسناات الحرمین کے جامع خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت کا مزار (مانخوذاز  
کتابچہ سرہند) ۵۲
- ۵- حسناات الحرمین کے قلمی نسخہ انڈیا آفس کا پہلا ورق ۶۸
- ۶- حسناات الحرمین (نسخہ انڈیا آفس) کا ورق ثانی ۶۹
- ۷- ایضاً آخری دو ورق ۷۰
- ۸- حسناات الحرمین کے خطی نسخہ مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مرحوم، ٹنڈوسائیں داد  
(سندھ) کا پہلا ورق ۷۱
- ۹- اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط بنام حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم  
سرہندی جو داراشکوہ کو شکست دینے کے فوراً بعد خوش خبری کے طور پر  
سرہند ارسال کیا گیا۔ مثنیٰ برخطی مکتوبات حضرت مجدد کتب خانہ گنج بخش  
مرکز تحقیقات فارسی، راولپنڈی۔ ۱۳۲
- ۱۰- اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط بنام حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی مثنیٰ بر



نسخہ خطی مذکورہ نمبر ۹

۱۴۹

۱۱۔ سلطنت مغلیہ کا وہ نقشہ جو حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے وصال سے صرف

۱۵۹

دو سال بعد برنیر کے سفر نامہ کے ساتھ ۱۷۷۰ء میں پیرس سے طبع ہوا

۲۱۷

۱۲۔ حضرت مجددی مسجد کا وہ مقام جہاں کعبہ حسنا نے نزل فرمایا

(ماخوذ از کتاب پیرہند)



# انتساب

پروفیسر حافظ محمود شیرانی مرحوم کے نام  
جن کی تحقیقی کاوشوں سے متاثر ہو کر مرتب  
کتاب ہڈانے اس "گلشن ہمیشہ بہار"  
میں قدم رکھا۔

احقر  
محمد اقبال مجددی







## عرضِ ناشر

دورِ حاضر میں جبکہ تحقیق و تدقیق کے کام نے جا بجا ترقی و طرفداری کا نام پالیا ہے اور برسی کو ذاتی خیالات و رجحانات کے ترجمہ و ترجمانی کا فرض سمجھ لیا گیا ہے اور مستشرقینِ مستغربین کی شکر چڑھی گولیوں نے جدید تعلیم یافتہ معاشرے کے دل و دماغ کو اپنے مہلک اثرات کے گھیراؤ میں لے لیا ہے تو اس امر کی ضرورت اور شدید ہو جاتی ہے کہ ایسی نادر خطی کتب کی اشاعت عام تمام کی جائے جو ماخذ و مراجع اور کتب حوالہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن کی علمی و تاریخی حیثیت و اہمیت مسلم و مقدم ہے اور جن کی عدم طباعت اشاعت کے سبب اپنے اور بیگانے شعوری و لاشعوری طور پر تاریخی مسلمات کا چہرہ مسخ کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب — حسنات الحرمین — اسی قسم کی ناگزیر کتاب ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ حالت میں گوشہٴ رخفایں مستور و مہجور رہی جبکہ اس کی اشاعت اب سے بہت پہلے ہو جانی چاہیے تھی لیکن کل امر یہ ہونے لگا تھا کہ مصداق یہ تعطل و انقطاع بھی تو ناگزیر تھا۔

کارکنانِ مکتبہ سراجیہ کے لیے اس درجے بہا کی منظر عام پر جلوہ گری بھبت و مسرت کا پیام اور وقار و افتخار کا انعام ہے۔ الحمد للہ تم و تم۔  
محمد اقبال صاحب مجددی سلمہ بے شمار آفرین کے حقدار اور بسیار تحسین کے سزاوار ہیں کہ آپ نے علمی و تاریخی معادن سے اس گوہر گراں مایہ کا سراغ لگایا اور مکتبہ سراجیہ کی گزارش پر اس کا ترجمہ و مقدمہ اور حواشی تحریر کر کے اس کے ہر رخ تاباں کو اور نمایاں کر دیا۔



بادی النظر میں یہ کتاب حضرت قبلہ مولانا خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات حسنات کا مجموعہ ہے لیکن تصوف و روحانیت سے متعلق احباب کے لیے ایک ارمغانِ روحانی کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ تاریخی و تحقیقی کام کرنے والے حضرات کے لیے ایک علمی و تاریخی سوغات ہے۔ یہ نادر کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جو منغل دورِ حکومت کی تین مشہور شخصیتوں شاہجہان، داراشکوہ اور اورنگ زیب عالمگیر کے باہمی تعلقات و مناقشات اور خانوادہ مجددیہ کا کردار حکومتِ وقت میں منت منت ظہور پذیر ہونے والے تغیرات پر اس خانوادہ مبارکہ کے اثرات اور امتِ اسلامیہ ہندیہ کے حق میں رونما ہونے والے ثمرات و نتائج کی بھرپور رونمائی کرتا ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کا انکشاف بھی ہوتا ہے کہ خانوادہ مجددیہ اور اس کے متعلقین و منتسبین کا تحریری سرمایہ کھنڈکالے بغیر اس دور کی صحیح ترین اور مکمل ترین تاریخ مرتب نہیں کی جاسکتی۔ فقط

### المخلص

خاکسار محمد سعد سراجی مرشد بابا  
مالک مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ  
موسی زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۲ ہجری



## افتتاحِ سخن

۱۹۶۷ء کے اوائل کی بات ہے راقم ابتدائی درجے کا ایک طالب علم تھا جبکہ نجیب اشرف ندوی مرحوم کے نوشتہ مقدمہ رقعات عالمگیر کے مطالعہ کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس سے اورنگ زیب عالمگیر کی شخصیت کے خاکے نقوشِ ذہن پر مرسم ہونا شروع ہوئے اور ۱۹۷۳ء تک اس گراں قدر مقدمے کا کئی مرتبہ بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ جس سے نہ صرف اورنگ زیب کی نچتگی کو دار بلکہ اسلام کے دفاع کے لیے اس کے ابتدائی دور کی خدمات کا وہ نقشِ دل و دماغ پر ثبت ہوا کہ راقم کے شبِ روز اس قسم کی کتابوں کی تلاش میں بسر ہونے لگے۔ اس دوران میں اورنگ زیب عالمگیر کو ”محی الدین“ بنانے والے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی سیاسی اور سماجی خدمات سے آگاہ ہونے کا جذبہ بھی پیدا ہوا اور آج یہی جذبہ جنون کے ابتدائی مراحل طے کر کے طالب علمی کے پہلے زینے پر قدم رکھ چکا ہے۔

۱۹۷۵ء کے آغاز میں جب اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں اس سلسلہ کے ذاتی کتب خانوں سے استفادہ کا موقعہ ارزانی فرمایا تو پیش نظر کتاب ”حسنات الحرمین“ کے خطی نسخوں کا سراغ لگانا شروع کیا نیز ۱۹۷۶ء کے ایران و افغانستان کے علمی سفر کے دوران اس کتاب کے خطی نسخوں کی تلاش برابر جاری رہی اور اب تک بحدِ بھد اس کے پانچ خطی نسخوں کے وجود کا علم ہو چکا ہے۔

گذشتہ ایک سال سے جناب صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا دارا بن حضرت



مولانا خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددی سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف پاکستان اس کتاب کو مرتب کرنے کا برابر اصرار کر رہے تھے۔ ان کی اس تشویق و ترغیب نے اس کام کو آگے بڑھانے میں مہمیز کا کام کیا اور آج اس سلسلہ کا یہ اہم ماخذ اسی طریقہ کی مشہور خانقاہ میں ان کے قائم کردہ مکتبہ سراجیہ کے زیر اہتمام طباعت و اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ مکتبہ سراجیہ اب تک کئی اہم کتابیں شائع کر چکا ہے اور مستقبل قریب میں بعض اہم کتابوں کی طباعت و اشاعت کا ارادہ ہے۔

مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے اس کتاب کے مقدمہ کے بعض حصوں کا مطالعہ کیا اور مفید مشورے دیئے۔ اسی طرح شیخ اکبر ابن عربی کے بعض رموز کے سلسلہ میں جناب مرزا غلام قادر کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کیا، جناب مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے اس کتاب میں شامل بعض احادیث کی تخریج میں رہنمائی کی، دوست عزیز میاں احمد صاحب نے کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں تعاون کیا۔ خداوند کریم ان تمام اصحاب کو جزائے خیر دے۔ آمین

کارکنان کتب خانہ انڈیا آفس، لندن بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے میری درخواست پر حسنت المحرمین کے نسخے کارڈو گراف ارسال کیا اور دیگر نسخوں سے تقابلی کی اجازت دی۔

دارالمورخین

مخلص محمد اقبال مجددی

۲۸ صفر ۱۴۰۲ھ / ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء

۱ یوم وصال حضرت مجدد الف ثانیؑ

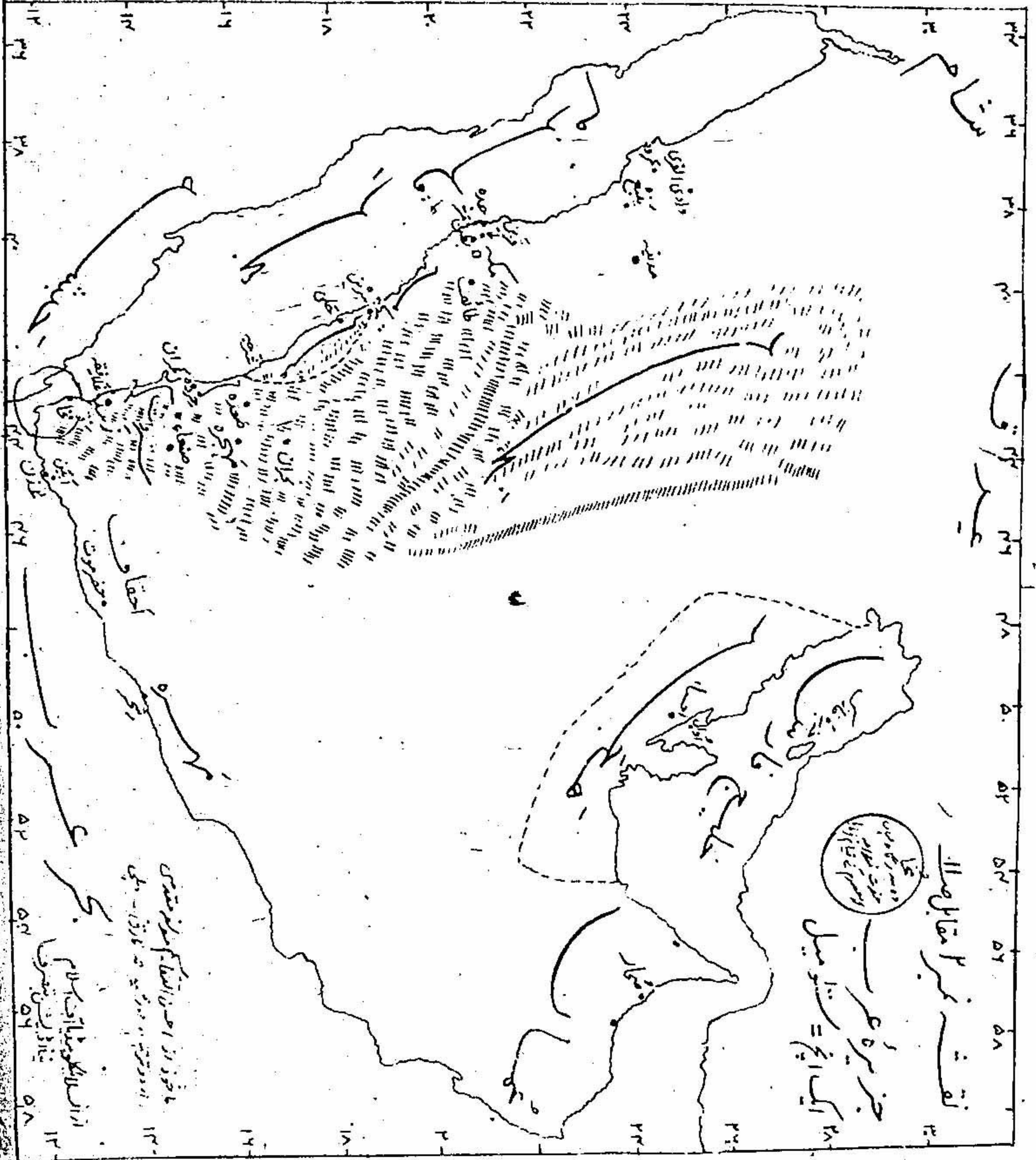
گیلانی سٹریٹ، منور عزیز پارک

نیو دکن پورہ - لاہور

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ حضرت قبلہ شاہ احمد سعید احمدی دہلوی مہاجر مدنی کے خلیفہ نامدار حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری (رحمۃ اللہ علیہما) کی قائم کردہ ہے اور ان کے جانشین یکے بعد دیگرے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی حضرت خواجہ محمد سراج الدین اور حضرت حافظ محمد ابراہیم قلندرؒ راہ نمائی فرماتے رہے اور رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ ابھی تک اسی طرح جاری و ساری ہے۔

مقدمہ





۱۔ نقشہ جزیرہ عرب و سینا و جزیرہ نارج

حضرت خواجہ محمد معصوم نے قیام فرمایا۔



## حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

حضرت خواجہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، مرجع خلائق، مصلح، انتہائی پابند شرع، قاطع بدعت، اسلاف کے صحیح ترین متقلد، سیاسی امور میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے متبع اور ”عروۃ الوثقی“ کی جامع ترین تصویر تھے۔

### ولادت

حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت بستی ملک حیدر (قریباً دو میل خام از سر ہند) میں شوال ۱۰۰۷ھ / مئی ۱۵۹۹ء کو ہوئی۔ اسم گرامی محمد معصوم، کنیت ابوالخیرات، لقب مجد الدین اور خطاب عروۃ الوثقی ہے۔ آپ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری (ت ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء) خلیفہ

۱۔ صفرا احمد معصومی : مقامات معصومیہ - قلمی (نسخہ ب) ص ۸۲

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مولف حضرات القدس (۲۶۲/۲) نے ۱۰۰۹ھ لکھا ہے اور اس کی اتباع جو اہر علویہ، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ اور مولف فریضہ الاصفیاء نے کی ہے حالانکہ مولف حضرات القدس سے سہو ہوا ہے۔ انہوں نے خود حضرت مجدد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محمد معصوم کی ولادت میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس ولادت سے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی ملازمت نصیب ہوئی۔ یہ مسلمہ ہے کہ حضرت مجدد، حضرت خواجہ سے ۱۰۰۷ھ میں منسلک ہو گئے تھے۔ لہذا حضرت خواجہ محمد معصوم کا صحیح سال ولادت ۱۰۰۷ھ ہے۔

زبدۃ المقامات اور مقامات معصومیہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے (زید ابوالحسن : مقامات خیر ۵۹)

۲۔ صفرا احمد : مقامات معصومیہ ص ۱۱۳



حضرت مجدد اور اخوند سجاول سرمندی (مولف شرح وقایہ) اور سلطان العلماء ملا بدرالدین سلطانپوری<sup>۱</sup> سے آپ نے تحصیل علم کی۔ اور قیام حرین الشرفین کے دوران آپ نے اپنے خلیفہ مولانا سید زین العابدین محدث مدنی سے اجازت حدیث بھی لی تھی۔

## منصب ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا اور اپنے ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم میں بہت واضح طور پر تحریر فرمایا :  
 بعد نماز باہاد مجلس سکوت داشتیم ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتم از من جدا شد و خلعت دیگر من متوجه شد کہ بجائے آن خلعت نشیند بخاطر آمد کہ این خلعت زائله را بکسے خواہند دادیانه و آرزوے آن شد کہ اگر آن را بدہند بہ فرزندى ارشدى محمد معصوم بدہند بعد از لمحہ دید کہ بفرزندى مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بتمام پوشانیدند و این خلعت زائله کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشته<sup>۲</sup> ..... الخ

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمادی ہے کہ اس خلعت سے مراد منصب قیومیت ہے جو ارشاد و تعلیم و تربیت سے عبارت ہے۔  
 حسنات الحرمین اور روضۃ القیومیہ میں ہے کہ قیام حرین کے دوران آپ

۱ صفراحد : مقامات معصومیہ ص ۸۳

۲ ایضاً : ص ۴۸

۳ مجدد الف ثانی : مکتوبات ۱۰۴/۳



کو الہام ہوا کہ ”تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے“  
چنانچہ آپ سے خلق کثیر نے ظاہری و باطنی علوم میں فیض پایا اور طالبانِ حق  
کو اس فیض سے بہرہ ور کرتے رہے۔  
آپ کا وصال ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ / ۱۷ اگست ۱۶۶۸ء کو سرہند میں ہوا۔  
اولاد و خلفاء

حضرت خواجہ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں یعنی حضرت  
صفت اللہ، حضرت محمد نقشبند ثانی حجتہ اللہ، خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت، شیخ  
محمد اشرف، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد صدیق۔ دخترانِ عفت مآب میں امۃ اللہ،  
عائشہ، عارفہ، عاقلہ اور صفیہ کے اسمائے گرامی ان کی اولاد مبارک اور ان سب کے احوال و  
مقامات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

ان سب حضرات کے حالات و کمالات اس مختصر مقدمہ میں لکھنا ممکن نہیں  
ہے ہم نے صرف حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت جو حسنات الحرمین کے مولف  
ہیں کے مفصل حالات لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نفس گرم، توجہ مبارک اور صحبت میں کچھ ایسی برکت  
دی تھی کہ آپ کے حینِ حیات ہی آپ کے خلفا پورے عربستان، ماوراء النہر

۱۔ روضہ ۹۸/۲ و حواشی حسنات الحرمین۔

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت ”اولاد و خلفاء“

۳۔ ان حضرات کی اولاد گرامی کے حالات و انساب کے لیے ملاحظہ ہو :

احمد کی : ہدیۃ احمدیہ - کانپور

محمد حسن جان : انساب الانجاب - طبع ٹنڈوسائیں دادسندھ

زید ابوالحسن : مقامات خیر - طبع دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۶۱

محمد فضل اللہ مجددی : عمدۃ المقامات - طبع ٹنڈوسائیں دادسندھ ۱۳۵۵ھ



اور افغانستان سے سرحد تک اس طرح پھیل گئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ دعوت و عزیمت کے مبارک منصب پر فائز ہو کر آپ جہان کو منور فرما رہے ہیں۔ حضرت شاہ احمد سعید نے لکھا ہے کہ آپ کے دست مبارک پر نولاکھ افراد نے بیعت کی اور آپ کے خلفاء تقریباً سات ہزار تھے۔<sup>۱</sup>

مولف مقامات معصومیہ نے جو آپ کے نواسے تھے، آپ کے بہت سے خلفاء کے نام ان کی وطنی نسبتوں سمیت تحریر کیے ہیں جن میں سے بعض کی صحبت انہیں میسر آئی تھی۔ انہوں نے ان میں تیس خلفاء کے مفصل حالات بھی لکھے ہیں۔<sup>۲</sup>

### حضرت خواجہ کی تصانیف

اگرچہ حضرت خواجہ کو دعوت و ارشاد کے سلسلہ میں بے پناہ مصروفیت کے باعث علمائے اسلام کی طرح تصنیف و تالیف کے مواقع میسر نہیں آئے لیکن اس کے باوجود آپ نے طالبان حق کی راہنمائی کے لیے اپنے مکتوبات کی تین ضخیم جلدیں اور کئی رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔

### مکتوبات معصومیہ

اپنے والد بزرگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرح آپ نے بھی اپنے مکتوبات جمع کروانے کا اہتمام فرمایا تھا اور یہ تینوں جلدیں آپ کے حین حیات ہی میں یعنی بترتیب ۱۰۴۳، ۱۰۴۲، ۱۰۴۱ھ میں مرتب ہو کر ہدایت و روحانی راہنمائی

<sup>۱</sup> احمد سعید مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ - ۳۴

<sup>۲</sup> آپ کے بعض عرب ماہر مقیم عربستان خلفاء کے کمالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا تحت "حضرت خواجہ کا قیام حرمین"



کے سرچشمہ کا کام دینے لگی تھیں۔ آپ کے مکتوبات کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مکتوبات حضرت مجدد کے بعض متعلق مقامات اور بعض توضیح طلب امور کو نہایت ہی واضح الفاظ میں بیان کر کے اس سلسلہ علیہ پر بڑا احسان کیا ہے۔

## یواقیت الحرمین

رسالہ ہذا۔ اس کی تفصیل متعلقہ مقام پر ملاحظہ فرمائیں۔

## مکاشفات غیبیہ

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات پر مشتمل ہے حضرت مجدد نے متفرق اوراق پر اپنے مکاشفات تحریر فرمائے تھے۔ جسے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے مستقل رسالہ کی شکل دے دی مقامات معصومیہ میں ہے۔

”مکاشفات غیبیہ را حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس و مبداء و معاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ جمع نمودہ اند، یعنی خطبہ آنہا از خود ساخته و رسائل یافتہ من البدایت الی النہایت عبارت حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ...“

حضرت خواجہ نے یہ رسالہ ۱۰۵۱/۱۶۴۱ء میں مرتب فرمایا تھا۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ کی یہ تینوں جلدیں دو مرتبہ شائع ہو چکی ہیں۔ دوسری مرتبہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے مرتب فرما کر شائع کیے۔

۲۔ صفحہ حمد: مقامات معصومیہ ۷۷

۳۔ خطبہ حضرت خواجہ محمد معصوم درابتداء مکاشفات غیبیہ۔ طبع کراچی ۵



ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کے مختصر مقدمہ کے ساتھ یہ رسالہ ۱۹۶۵ء میں  
ادارہ مجددیہ کراچی نے پہلی مرتبہ مع اردو ترجمہ مکاشفات غیبیہ مجددیہ کے نام سے  
شائع کیا۔

### اذکارِ معصومیہ

حضرت خواجہ نے شب و روز کے اذکارِ مسنونہ کو ایک رسالہ کی صورت میں مرتب  
فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ میرزا خان کو غفلت سے اجتناب کرنے اور رسالہ مذکورہ کے  
مطابق عمل کرنے کا حکم اس طرح فرمایا ہے :

اس فقیر رسالہ اذکار و ادعیہ ماثورہ موقوتہ و غیر موقوتہ باذکر فضائل بعضے ازان  
کتب احادیث معتبرہ نوشتہ است نقل آنرا فرستادہ مطالعہ خواہند  
فرمود..... الخ

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام مولانا محمد حنیف میں اس کا ذکر کیا ہے  
فرماتے ہیں :-

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کے سرورق اور اپنے مقدمہ میں اسے خواجہ  
محمد ہاشم کشمی کا مرتبہ رسالہ لکھا ہے۔ حالانکہ رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں نہیں  
ہوتی کہ اسے خواجہ کشمی نے ترتیب دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ص ۱۵ میں مندرج اجازت نامہ  
برائے خواجہ کشمی سے یہ قیاس فرمایا ہے (مقدمہ ص ۱) جبکہ اس رسالہ میں شامل دیگر اجازت ناموں  
میں بھی اجازت دہندگان کے اسماء اسی طرح درج ہوئے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ کے نواسے  
میر صفرا احمد کی شہادت مذکورہ بالا کے بعد قیاس آرائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح اس  
رسالہ کا نام مکاشفات غیبیہ جو قدیم کتابوں میں درج چلا آ رہا ہے یکسر بدل دینا بھی درست  
معلوم نہیں ہوتا۔

محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۱۰۱/۲



بعضے ازیں قسم وظائف اوراد و اعمال را این فقیر جمع نموده است۔  
 یہ رسالہ چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اسے حکیم سیفی مرحوم نے باعانتِ محکمہ اوقاف لاہور  
 ۱۳۸۲ھ میں خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا۔

### بیاض حضرت خواجہ محمد معصومؒ

اس بیاض میں حضرت خواجہ نے اپنے والد و مرشد بزرگ حضرت مجدد کے وہ اسرار و  
 مکاشفات تحریر فرماتے تھے جو آپ نہ تو خلفاء کے سامنے بیان کرتے تھے اور نہ ہی  
 عموماً ان اسرار کا اظہار کرتے تھے۔ بعد میں حضرت خواجہ اپنے مکاشفات بھی اسی  
 بیاض میں تحریر کرتے رہے۔ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی نظر سے یہ بیاض کئی مرتبہ  
 گزری تھی، لکھتے ہیں :-

ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد معصوم) را غایت اطلاع است بر اسرار و  
 معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گرویدہ و چہ  
 غیر آن از اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند  
 و بعضے را از انہا در بیاضہ خاصہ خود تسوید فرمودہ، چوں بایں بندہ نظر

۱۔ محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۱۲/۱

محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے مقدمہ مکتوبات معصومیہ (۱۵) میں مکتوب (۱۲/۱)  
 کی مندرجہ بالا عبارت سے سہواً اس رسالہ کو مولانا محمد حنیف (مکتوب الیہ) کا جمع کردہ  
 رسالہ قیاس فرمایا ہے حالانکہ حضرت خواجہ کی عبارت بہت واضح ہے۔  
 نیز صاحب عمدۃ المقامات (۲۶۸) نے حضرت خواجہ کے رسالہ زیبادرفن حدیث در کیفیت اوعیہ  
 ماثورہ موقوتہ وغیر موقوتہ..... کا جس طرح ذکر ہے اس سے غامق قاری کو التباس ہو سکتا ہے کہ  
 حضرت خواجہ نے فن حدیث پر ایک رسالہ تالیف کیا ہوگا لیکن یہ بات ہی مؤلف عمدۃ المقامات نے  
 اس رسالہ کا جو موضوع بتایا ہے وہ واضح کر دیتا ہے کہ یہ زیر بحث رسالہ اذکار ہی ہے۔



عنایتی داشتند و محرم می دانستند با کثرت آنها اطلاع بخشیده بودند به نقل  
بعضی اجازت فرموده ہے.....

دیانے طاعون کے دوران بھی یہ بیاض حضرت خواجہ کے پاس تھی۔ اس وبا  
کے دوران بھی اس میں مکاشفات کا اندراج ہوا تھا۔ ایک مکاشفہ خواجہ کشمی نے  
حضرت خواجہ سے نقل کیا ہے۔ اس مبارک بیاض سے مولانا بدرالدین سرہندی نے بھی  
حضرات القدس کی تالیف کے دوران استفادہ کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں  
اس بیاض کی نقلیں اس سلسلہ کے بعض حضرات نے حاصل کر لی تھیں مقامات معصومیہ  
کے مؤلف جو حضرت خواجہ کے نواسے ہیں اس بیاض کے بکثرت اقتباسات دیتے ہیں۔  
جس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ بیاض مقامات معصومیہ کی تالیف (۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) تک  
موجود تھی۔ اگر روضۃ القیومیہ (حدود ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء) اور عمدۃ المقامات  
(۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) کے مؤلفین نے زبده، حضرات اور مقامات معصومیہ سے نقل کرنے  
کی بجائے اس بیاض کے اقتباسات براہ راست بیاض سے دیتے ہیں تو یہ اس کے  
۱۸۱۸ء تک موجود ہونے کا ثبوت ہے۔

## حضرات کا سفر حرمین الشریفین

صوفیہ کرام اور خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کی تحریرات میں اس پاک سرزمین پر

۱۔ محمد ہاشم کشمی: زبده المقامات۔ طبع نوکشور ۳۱۸

۲۔ ایضاً ۲۴۲، ۱۹۱-۱۹۲

۳۔ بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۱۰۸/۱

اگر زبده المقامات، حضرات القدس اور مقامات معصومیہ میں سے اس بیاض کے اقتباسات  
یکجا کیے جائیں تو اس کا ایک خاکہ ضرور سامنے آسکتا ہے۔



حاضر ہونے کی خواہش اور بسا اوقات نہایت اضطراب کے ساتھ صرین شریفین کے بارے میں ”مکاشفاتِ غیبانہ“ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ اسی مقدس سرزمین پر حاضری کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن ”کعبہ مقصود“ دہلی ہی میں مل گیا، پھر سرہند شریف میں ”نزول کعبہ“ کا واقعہ اور مکاشفہ اس ذوق و شوق کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں حج کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوئے لیکن آپ کے ایک مکتوب سے جو ۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء کا تحریر کردہ ہے آپ کے یہ سفر اختیار کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت خواجہ اپنے ایک خلیفہ شیخ بایزید بن بدیع الدین سہارنپوری کو اپنے ارادہ سفر کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

امید واریم کہ اواخر ایس ماہ کہ ذی الحجہ باشد از بست و دوم تابت و نہم انتقال از سرہند واقع شود و از راہ بندر سورت بہ کعبہ مقصود و وصول طیر آید..... ہر چند عقل عقیل نظر بہ عالم اسباب پابندی شود لیکن در راہ عشق پارہ از بند عقل باید برآمد..... الخ

مکتوب کے اس اقتباس سے مفصلہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :-

حضرت خواجہ حج کے ارادہ سے ۲۲ ذی الحجہ کو سرہند سے روانہ ہوئے اور حدود ۲۹ ذی الحجہ کو بندر سورت سے گزرنے کی قیاسی تاریخ بتائی۔

حضرت خواجہ جب روانہ ہوئے تو یقیناً اس وقت سال روانگی ۱۰۶۷ھ مہتا جیسا کہ حسنت کے ابتدائیہ میں مترجم نے وضاحت کی ہے۔ اس لیے اس مکتوب کا سال تحریر ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء متعین ہو جاتا ہے۔

۱۔ محمد معصوم، مکتوبات، ۳/۷۰

۲۔ ایضاً ۲/۷۲



حضرات صاحبزادگان ہندوستان کے مختلف شہروں کے طویل سفر اور سلسلہ مجددیہ کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے سورت پہنچے تھے۔

حضرات جب سرہند شریف سے رخصت ہوئے تو پہلا قیام پانی پت کی بڑی مسجد میں ہوا۔ بہت سے مزارات کی زیارت کے لیے بھی گئے۔ سب سے پہلے اپنے جد بزرگ حضرت شیخ عبدالاحد، پھر امام رفیع الدینؒ اور حضرت مجدد اور پھر پانی پت میں مزار حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر اور شیخ احمد ترک، دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیا، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، امیر خسرو وغیرہؒ

حضرات دیگر کئی مزارات پر بھی گئے حضرت خواجہ محمد نعمان بدخشی خلیفہ حضرت مجدد، اور حضرت مجدد کے شہرہ آفاق سوانح نگار مولانا محمد ہاشم کشمی کے مزار پر خصوصیت سے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت وحدت لکھنے ہیں کہ حضرت شیخ محمد سعیدؒ قدس سرہ نے جب برہانپور کے قیام کے دوران خواجہ کشمی کے مزار پر جانے کا قصد کیا تو عالم مثال میں وہ ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوتے معلوم ہوتے جس کا انہوں نے دور سے ہی ادراک کر لیا :

قتال سیدنا الشیخ (محمد سعید) فی برہانپور لہ اوردت  
زیارت قبر خلیفہ مجدد الالف الثانی خواجہ ہاشم البدخشی  
استقبلنی من مقامہ فادرکتی علی مسافتہ..... الخ

۱۰ صفحہ ۴۸۴ : مقامات معصومیہ

۱۱ وحدت عبدالاحد سرہندی : لطائف المدینہ - قلمی ورق ۱۲-۱

۱۲ ایضاً : ورق ۱۲-ب-۱۳-۱ ہر مزار کی خصوصیات اور ان پر اپنے مکاشفات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

۱۳ ایضاً : ورق ۱۳-ب



اسی طرح یہ حضرات اس سلسلہ کے دوسرے اصحاب کے مزارات پر بھی حاضر ہوتے جن کی تفصیل حضرت وحدت نے لطائف المدینہ میں دی ہے۔

مختلف مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام صاحبزادگان اس سفر میں شریک ہوتے۔ اگر روضۃ القیومیہ کے اس بیان پر اعتماد کیا جائے تو یہ ایک بہت بڑا اہل اللہ کا لشکر تصور کیا جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں :

حضرت خواجہ اپنے دونوں بھائیوں (حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد یحییٰ)

اور سات ہزار خاص مریدوں جن میں دو ہزار آپ کے خلفاء اور سات سو

حضرت مجدد کے، جن میں سو بڑے خلفاء بھی تھے... روانہ ہوتے...

## حضرت خواجہ کے خلفاء ساکن حرمین

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے کئی خلفاء حرمین الشریفین میں مقیم اور ارشاد و تبلیغ اور درس و تدریس میں مصروف تھے ان سب کے حالات اور کمالات کا احاطہ اس مقدمہ میں مشکل ہے چند شخصیات کا محل تعارف کروایا جا رہا ہے۔

## شیخ محمد مراد شامیؒ

اگرچہ ان کا قیام شام اور دمشق میں تھا لیکن اکثر حرمین الشریفین میں مقیم رہتے تھے۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے ماہر تھے۔ ان کے والد شیخ علیؒ سمرفند کے نقیب الاشرفؒ تھے۔ شیخ محمد مراد ہندوستان آئے اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے

۱۰ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۸۹/۲

۱۱ ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ شیخ مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد

حسینی حنفی بخاری نقشبندی (مرادی : سلک الدرر ۱۲۹/۴)



استفادہ کیا۔ واپسی پر بلا و عجم کا سفر بھی کیا، سمرقند اور بلخ کے مشائخ سے ملے اور مشہور شاعر مرزا صاحب سے ایران میں ملاقات ہوئی۔ دوسرے حج کے بعد ۱۰۸۰ھ/۱۶۷۰ء میں وہ دمشق گئے۔ ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں روم اور قسطنطنیہ کے سفر کے بعد ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۶ء میں تیسری مرتبہ حج کیا اور ایک سال حرمین الشریفین میں مقیم رہے۔ ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء میں انہوں نے چوتھی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں ایک مدرسہ قائم کیا جو مدرسہ نقشبندیہ کہلاتا تھا۔

شیخ محمد مراد کو دس ہزار احادیث مع اسناد حفظ تھیں۔ ان کی وفات ۲۱ ربیع الآخر ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء میں جامع ابی ایوب خالد انصاری میں ہوئی اور مدفن درس خانہ مدرسہ المعروفہ محلہ نیشابخی پاشا قسطنطنیہ ہے۔

شیخ محمد مراد کے جو حالات ان کے علاقائی ماخذ میں بیان ہوئے ہیں ان کی روشنی میں سرہند میں تالیف ہونے والے اعتقادی تذکروں میں بہت سی غلطیوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً سب سے زیادہ مبالغہ مولف روضۃ القیومیہ نے کیا ہے کہ شیخ مراد امی محض تھے، حالانکہ شیخ مراد کی قریب العہد اور ان کے پوتے کی تالیف سلک الدرر کے حوالے سے ہم لکھ آتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے ان کے اساتذہ کے نام بھی لکھے ہیں۔ مقامات معصومیہ میں ان کے نام کی نسبت "کشمیری ثم شامی" سے

۱۔ مراد محمد خلیل : سلک الدرر ۱۲۹/۴ - ۱۳۰

شیخ مراد کے سال وفات میں تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مولف مقامات معصومیہ نے حدود ۱۱۲۴ یا ۱۱۲۵ھ لکھا ہے (۸۴۳) ظاہر ہے کہ مولف سلک الدرر شیخ مراد کے اختلاف میں تھے اس لیے ہم نے ان کے مندرجہ سال وفات ۱۱۳۲ھ کو ترجیح دی ہے جب کہ مولف مقامات معصومیہ نے صحیح سال کے تعین کی بجائے "حدود" لکھ کر اس باب میں اپنی اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے۔

۲۔ روضہ ۲/۲۳۷ ہم نے مقامات معصومیہ کے حواشی میں ایسے متضاد بیانات کی نشاندہی کر دی ہے۔



اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاً کشمیر کے ہوں گے یا کشمیر آ کر مقیم ہوتے ہوں لیکن ان کے علاقائی ماخذ اس کی تصدیق نہیں کرتے اور نہ ہی رجال کشمیر کے سلسلہ میں کشمیری ماخذ۔  
 مولف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ حج کے لیے حجاز مقدس میں حاضر ہوتے تو شیخ مراد بھی کئی ہزار شامیوں کے ہمراہ حضرت کے استقبال کے لیے مکہ میں حاضر ہوتے۔<sup>۱۳</sup> تاہم یہ امر مسلمہ ہے کہ ان کی وجہ سے شام اور ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کو بڑا فائدہ ہوا۔ شیخ محمد مراد بھی کئی کتابوں کے مولف بھی تھے انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد کے بعض حصوں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔ ایک رسالہ فی آداب الطریقتہ النقشبندیہ<sup>۱۴</sup> اور نقشبندی سلسلہ کے آداب پر بہت سے رسائل اور مکتوبات وغیرہ ہیں۔<sup>۱۵</sup>

شیخ محمد مراد کی سب سے مشہور تالیف "المفردات القرآنیہ" ہے، جو دو جلدوں میں ہے۔ اس میں آیات کی تفسیر اس طرح ہے کہ پہلے عربی میں پھر فارسی اور آخر میں ترکی زبان میں کی گئی ہے۔ یہ کتاب سلک الدرر کی تالیف تک علما میں

۱۳ تاریخ کشمیر اعظمی میں جن شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نقشبندی کے حالات ملتے ہیں ان کے والد کا نام مفتی محمد طاہر ہے جب کہ زیر نظر شخصیت کے والد کا نام شیخ علی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارا مقالہ شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (مشمولہ نور اسلام۔ اولیائے نقشبندیہ) البتہ فہرست سازوں نے جامع المفردات کے بیان میں مولف کے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہے۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید شیخ مراد نے خود بھی اپنے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہو۔

۱۴ روضہ ۹۳/۲

۱۵ صفحہ ۸۴۱ : مقامات معصومیہ

۱۶ بغدادی، اسمعیل : ہدیۃ العارفین ۳۱۶/۲ طبع بیروت

۱۷ مرادی : سلک الدرر ۱۳۰/۴

کمالہ عمرضا : معجم المؤلفین ۱۱/۱۲ طبع بیروت



بہت ہی مقبول تھی۔

ہمیں بعض مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جامع المفردات کے چند نہایت خوشخط قلمی نسخے ترکی کے کتب خانوں میں اب تک محفوظ ہیں۔

شیخ مراد کے دو صاحبزادوں میں سے شیخ مصطفیٰ نے بھی حضرت خواجہ محمد معصوم سے کسب فیض کیا تھا۔ ہمارے خیال میں حضرت کا جو طویل عربی مکتوب جس میں شیخ مصطفیٰ کے نام ہے وہ یہی شیخ مصطفیٰ مرادی ہیں۔

شیخ محمد مراد کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد مشقی مرادی (ف ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء) حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی کے خلیفہ تھے۔

شیخ محمد مراد، حضرت خواجہ کے فرزندوں کا بھی اسی طرح احترام کرتے تھے۔ جب حضرت خواجہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ محمد صبغۃ اللہ حج کے لیے گئے تو شیخ محمد مراد نے حاضر خدمت ہو کر ایک لاکھ روپے بطور نذر پیش کیے۔

## سید زین العابدین مبنی محدث مدنی

حضرت خواجہ کے عرب خلفائے ان کا نام بھی سرفہرست ہے۔ روضۃ القیومیہ کے ایک بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید زین العابدین عرب سے سرہند میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنے قیام عربین الشریفین کے دوران

۱ مرادی : سلک الدرر ۱۳۰/۴

۲ صفر احمد : مقامات معصومیہ ۸۴۳ (ان کا نام روضۃ القیومیہ سے ماخوذ ہے ۲۳۷/۲)

۳ محمد معصوم : مکتوبات ۵۲/۲

۴ مرادی : سلک الدرر ۱۱۴/۴ - ۱۱۶ (مفصل حالات)

۵ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲۹۷/۴

۶ صفر احمد : مقامات معصومیہ ۸۴۲ ۷ کمال الدین محمد احسان : ۲۴۲/۲



ان سے اجازت حدیث لی تھی۔ حضرت خواجہ کا ایک عربی مکتوب بھی ان کے نام ہے۔  
ان کے علاوہ بھی حضرت خواجہ نے کئی علماء عربین کو اجازت ارشاد دی تھی، ان میں  
سے بعض کے اسماء تذکروں میں محفوظ ہیں۔

شیخ عمر شافعی مینی نے بھی آپ سے خلافت پائی اور اپنے پیر کی اتباع میں حنفی  
مسک اختیار کرنا چاہا لیکن حضرت نے منع کیا۔ مین میں ان سے اس سلسلہ کو بڑا فروغ ہوا۔  
خواجہ محمد صادق بخاری بھی حضرت کی طرف سے عرب میں ہی مصروف کار تھے۔ مولانا  
عبداللہ حجازی بھی آپ کے خلیفہ تھے اور شیخ محمد مراد کے ہمراہ حضرت خواجہ کی صحن الشرفین  
سے واپسی کے وقت مکہ میں حاضر تھے۔ اسی طرح مولانا محمد امین بدشتی جو حضرت شیخ آدم  
بنوڑی کے خلیفہ، ان کے سوانح نگار اور حضرت خواجہ سے بھی منسک تھے وہ عربستان  
میں نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف تھے بلکہ ان کی بدولت محافلین  
سلسلہ مجددیہ کی مخالفت سرور ہوئی اور انہوں نے اس سلسلہ میں تحریری طور پر بہت  
اہم کام کیا۔

## حضرت خواجہ کے قیام عربین کے اثرات

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سفر عربین کے بڑے مثبت اثرات مرتب

- ۱۔ صفراحمہ : مقامات معصومیہ ۲۸
- ۲۔ محمد معصوم : مکتوبات ۲/۴۱ - ان کی نسبت مینی روضۃ القیومیہ سے اور محدث مدنی کا لقب مقامات معصومیہ سے ماخوذ ہے۔
- ۳۔ محمد احسان : روضہ ۲/۲۴۴
- ۴۔ ایضاً : ۲/۱۱۴
- ۵۔ تفصیل کے لیے دیکھتے مقدمہ ہذا تحت حضرت خواجہ کے قیام عربین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ مجددیہ۔



ہونے تھے اور ان اثرات کے بہت سے پہلو ہیں۔ ہم صرف دونکات پر بحث کر رہے ہیں۔

اول اس سفر کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ نقشبندیہ۔  
دوم اس سلسلہ کی نشر و اشاعت عربستان میں۔

## آپ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ

ان سنین (۱۰۶۷-۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷-۱۶۵۸ء) میں سلسلہ مجددیہ پر ہندوستان اور عرب میں کئی اہم کتابیں مرتب ہوئیں۔ جن میں اول کتب مناقب و احوال دوم حضرت خواجہ اور اعیان سلسلہ کی تائید میں مؤثر کتب اور سوم حقیقت کعبہ کے مسئلہ پر کئی رسائل اس دوران تالیف ہوئے جن کا مختصر تعارف یہ ہے:-

(۱) لطائف المدینہ۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی نے اپنے والد حضرت

خواجہ محمد سعید سرہندی کے احوال، ملفوظات اور سفر حرمین کے دوران آپ کے

مکاشفات فصیح عربی زبان میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء کو ہی مرتب کر لیے تھے مولانا

محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں حضرت خواجہ محمد سعید کے جن مکاشفات کو

حضرت وحدت کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اس رسالہ سے ماخوذ ہیں۔ ہم نے

تحقیق و حواشی سے اس اہم رسالہ کو مرتب کر لیا ہے انشاء اللہ جلد طبع ہو جائے گا۔

(۲) مولانا بدخشی نے لکھا ہے کہ مخدوم زادوں نے اپنے قیام حرمین کے دوران اپنے

مکاشفات پر کئی رسائل لکھے تھے۔ ان میں حضرت وحدت کے نام کے ساتھ

علامہ محمد فرخ مجددی کے رسالہ مکاشفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۔ بدخشی محمد امین : نتائج الحرمین ورق ۲۲۲ ب ۲۲۵ - ۱  
بدخشی : مقامات احمدیہ و معصومیہ ۴۵ (اردو ترجمہ طبع لاہور)



(۳) مولانا بدخشی نے ہی صراحت کی ہے کہ اس قیام کے دوران حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت خواجہ کے مناقب لکھ کر بدخشی کو دیے کہ وہ انہیں نتائج الحرمین میں شامل کر لیں۔

(۴) مولف حضرات القدس مولانا بدرالدین سرہندی کے فرزندوں نے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد کے حالات پر اس دوران کئی رسائل تالیف کیے مولانا بدخشی لکھتے ہیں :

”شیخ بدرالدین و فرزندان او در مناقب ایشان رسالہا و مکتوبہا و کرامتہا جمع کردہ اند“۔

(۵) تالیفات مولانا محمد امین بدخشی : حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ مولانا بدخشی نے بھی اس دوران میں کئی اہم کتابیں تالیف کیں۔ ان کی کتابوں کی خاصی تعداد ہے۔ ان میں ہم صرف متعلقہ کتابوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مقامات احمدیہ و مناقب حضرات المعصومیہ۔ یہ کتاب مولف نے حضرت خواجہ کے حرمین الشریفین میں حاضر ہونے پر عربی زبان میں لکھی تھی۔ نتائج الحرمین کی تکمیل حدود ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء کے بعد اس کا خلاصہ فارسی زبان میں بھی کیا تھا۔ نیز انہوں نے وضاحت کی ہے کہ مجھے ”علوم و معارف و مناقب حضرت خواجہ پر کئی رسائل لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔“

۱۔ بدخشی : مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ ۲۸

۲۔ بدخشی : نتائج الحرمین - ورق ۲۹۳ - ۱، ب

۳۔ بدخشی : نتائج الحرمین - ورق ۲۷۸ - ب

رسالہ مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ کا ایک بہت ہی غیر مربوط اور متن سے خاصا مختلف سا اردو ترجمہ لاہور سے ۱۹۲۰ء میں طبع ہوا تھا۔



مولانا بدشتی کی سب سے اہم کتاب نتائج الحزمین ہے جو تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا بنیادی موضوع حضرت شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء) کے احوال، مناقب اور افکار کا بیان ہے لیکن ضمناً اس میں سلسلہ مجددیہ کے بارے میں ایسی معلومات درج ہو گئی ہیں جن سے دوسرے ماخذ کیسے خالی ہیں مثلاً اس کی تیسری جلد میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم کے حالات و کمالات کا بہترین طریقہ سے تذکرہ کیا گیا ہے خصوصاً حضرات کے سفر حج کی سب سے زیادہ تفصیلات اس میں درج ہوئی ہیں کیونکہ اس کے مولف حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران ہمہ وقت حضرت خواجہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ نیز حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہجرت حرمین (۱۰۵۳ھ) سے لے کر سال تکمیل (۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء) تک حرمین الشریفین میں سلسلہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کیلئے جو سعی کی گئی اس کی سب سے زیادہ معلومات کی حامل بھی یہی کتاب ہے۔

(۶) مناقب کے ساتھ ساتھ اس قیام کے دوران بعض حاسدین نے حضرت خواجہ کی مذمت میں بھی رسائل لکھے تھے۔ جن کے جواب علماء نے موثر طور پر دیے تھے اور رد و قبول کا یہ سلسلہ حضرت سے پہلے اور وصال کے بعد تک بھی جاری رہا، کتاب ”مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم“ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

(۷) حضرت کے حرمین الشریفین پہنچنے سے پیشتر ہی وہاں حقیقت کعبہ کا مسئلہ علماء کے درمیان زیر بحث تھا۔ نقشبندی حضرات کا خیال تھا کہ ”کعبہ سنگ و کلوخ کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقت کعبہ تمام حقائق سے افضل ہے جیسا کہ حقیقت



انبیاء کرام سے بھی۔“

یہ مسئلہ اس وقت شدت سے بحث کا موضوع بن جاتا ہے جب حضرت مجدد  
الف ثانی قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت شیخ آدم بنوڑی ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں  
ہجرت کر کے حرمین الشریفین میں مقیم ہو جاتے ہیں اس وقت سے حضرات  
مخدوم زادگان کے حرمین پہنچنے تک (یعنی ۱۰۶۸ھ) اس موضوع پر کئی رسائل  
تائیدی و تردیدی وجود میں آچکے ہوتے ہیں۔ خود حضرات ہر ہند نے ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء  
میں ہر ہند سے اس موضوع پر مفصل رسائل تالیف کر کے حرمین کے علما کے پاس  
بھیجتے تھے۔ جن میں انہوں نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی تائید میں پُر زور  
دلائل بھی دیے۔ مولانا محمد امین بدخشی خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے اس موقع  
پر سب سے اہم کردار ادا کیا اور اس موضوع پر ایک مفصل رسالہ ”المفاضلہ  
بین الانسان والکعبۃ“ کے نام سے لکھ کر اس قسم کے تمام تالیف شدہ رسائل کا  
جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے عربی و فارسی میں اس موضوع پر کئی اہم رسائل تالیف  
کرنے کا بھی ذکر کیا ہے اور اپنی سب سے مشہور کتاب نتائج الحرمین میں اس مسئلہ  
کے لیے تقریباً چالیس صفحات وقف کیے ہیں۔ اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تو  
زیادہ اختلاف پیدا نہ ہوتا لیکن جب حاسدین سے اس موضوع پر دلائل نہ بن  
سکے تو وہ سلسلہ مجددیہ کی مخالفت کے لیے دوسرے ذرائع استعمال کرنے لگے۔  
اور یہ سلسلہ عرصہ تک وہاں چلتا رہا۔ دونوں اطراف سے تائیدی و تردیدی رسائل

۱۔ بدخشی : المفاضلہ ورق ۱

۲۔ یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اقتباسات نتائج الحرمین میں پائے جاتے ہیں۔

۳۔ بدخشی : نتائج الحرمین۔ نسخہ ۱۔ ورق ۱۹۲-۲۱۶

۴۔ بدخشی : المفاضلہ (اس رسالہ میں اس سلسلہ کی نشر و اشاعت کے راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا  
ذکر بھی کیا گیا ہے۔)



لکھے جاتے رہے۔

## عربستان میں سلسلہ مجددیہ کی ترویج

جس طرح سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت ہندوستان، ماوراء النہر، ایران اور مغربی علاقوں میں ہوئی اس طرح عرب میں یہ سلسلہ بڑی سرعت سے رائج ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فعال ترین بزرگ مصنف حضرت خواجہ محمد پارسا (ف ۸۲۲ھ / ۱۴۲۰ء) مدفون جنت البقیع (مدینہ منورہ) حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ اجل شیخ تاج الدین سنبھلی کا قیام حرمین اور اس سلسلہ کی معروف کتاب رشحات کا عربی ترجمہ، پھر مکتوبات حضرت مجدد کے عربی تراجم نے مل کر اس سلسلہ کی ترویج کے لیے ایسا ماحول پیدا کر دیا جس سے اس میں روز بروز اتنی ترقی ہوئی کہ حضرت خواجہ محمد معصوم (۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء) میں جب حرمین الشریفین پہنچے تو ان کا جعل طرح خیر مقدم کیا گیا اس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے بہت سے عربی خلفاء میں سے چند ایک کا تعارف بھی کروایا جا چکا ہے۔

مولانا محمد بن فضل اللہ محبتی نے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی والعشرین، شیخ محمد خلیل مرادی نقشبندی (جن کے جدِ اعلیٰ حضرت محمد مراد مذکور حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے) نے سلک الدہر فی اعیان القرن الثانی والعشرین اور مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں ایسی تمام سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن کا تعلق اس سلسلہ کی ترویج سے ہے اور اس سلسلہ سے وابستہ بہت سے اصحاب کے بلند احوال اور کمالات کا دلنشین پیرایہ بیان میں تذکرہ کیا ہے، جن کی روشنی میں ان اثرات کا جائزہ لینا بہت آسان ہو جاتا ہے جو ان نفوس قدسی کے دم قدم سے اس پاک سرزمین پر مرتب ہوئے۔

۱۔ ہم نے اس موضوع پر ایک مفصل مقالہ حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں“

لکھا ہے، مشمولہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء



## تعلقات حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ

### ایک غلط فہمی کا ازالہ

روضۃ القیومیہ کے ذریعہ عوام و خواص میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے تعلقات بہت کشیدہ تھے بلکہ ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے تو ان سرہندی حضرات کی دو پارٹیاں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تعجب ہے کہ ڈاکٹر اکرام صاحب روضۃ القیومیہ پر ہر قسم کی تنقید کرتے ہوئے اُسے غیر محتاط، غالی معتقد، کم علم اور غیر ثقہ سب کچھ کہے جا رہے ہیں اور قارئین کو احتیاط کے ساتھ اس کے مطالعہ کی تلقین بھی مسلسل کرتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جہاں مجددی سلسلہ کے خلاف کوئی روایت ملتی ہے جس سے ان کے موقف کو سہارا ملتا نظر آتا ہے اُسے تو روضۃ القیومیہ پر تبصرہ کیے بغیر قبول کر لیتے ہیں اور جہاں کہیں ان کے اپنے خیالات پر زد پڑتی ہے وہاں روضۃ القیومیہ انہیں رطب و یابس کا مجموعہ نظر آنے لگتا ہے۔

بالکل ایسا ہی معاملہ روضۃ القیومیہ کی ان متضاد روایات کے بارے میں ہے۔ جو حضرت خواجہ اور حضرت شیخ آدمؒ سے متعلق ہیں۔ اس لیے ہمارے نزدیک ان روایات کا بھی بڑی تنقید کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

روضۃ القیومیہ میں ۲۶ سال قیومیت (۱۰۵۱ھ) کے تحت لکھا ہے :  
..... جب شیخ صاحب (آدم بنوڑی) کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔  
چنانچہ ہزار ہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے تو آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا



مجھے حضرت قیوم اول سے مل چکا ہے۔ مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے..... آنحضرت کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوتی کہ ایک دفعہ شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی بنوڑ گئے تو انہوں نے شیخ آدم سے ایسی گفتگو سنی جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت جیو مجھ سے فیض حاصل کریں..... اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی کو دکھیں۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدم کے متعلق خواجہ محمد معصوم کا ایک مکتوب بنام حضرت شاہ جیو بھی کہیں سے نکال لیا ہے۔ مکتوب یہ ہے۔ بعض ناممکن اور ادھورے ساک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابری کرتے ہیں لیکن برابری کہاں ان سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے جو محض نادانی اور خام خیالی ہے بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالاتِ فلسفہ میں خود بھی مبتلا ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں۔ انہوں نے ضائع کیا، کھویا اور گنوا یا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے۔ محض خواب ہیں ان کی مثال چوہے کی سی ہے، جو ہلدی کی گانٹھ پر پیساری بن بیٹھتا ہے۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے ۱۰۵۱ھ کے واقعات میں یہ سب کچھ لکھا ہے جیسا کہ مولانا بدخشی نے خود وضاحت کی ہے کہ وہ ان ایام میں خانقاہ سرہند میں مقیم تھے۔ اگر اس



قسم کا کوئی واقعہ پیش آتا تو کہیں اشارتاً ہی اس کا ذکر کرتے۔ بلکہ نتائج الحرمین کے مطالعہ کے بعد تو یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ صاحبزادگان سرہند اور حضرت شیخ آدمؒ کے درمیان تعلقات میں کسی قسم کی کشیدگی نہیں تھی۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے چنانچہ شیخ آدمؒ نے اپنے مریدوں اور فرزندوں کو تعلیم و تربیت کے لیے حضرت خواجہ کے پاس بھیجا تھا اور شیخ آدمؒ حضرت خواجہ کو حضرت مجدد کا قائم مقام جانتے اور تعظیم کرتے تھے۔ ان دنوں (۱۰۵۰ھ) مولانا بدخشی بھی خالقاہ سرہند میں مقیم تھے فرماتے ہیں:-

”ایشان (خواجہ محمد سعید) حضرت سیدی (شیخ آدم) را بسیار دوست می داشتند و فرزندان و فقرائے ایشان تربیت می کردند لہذا سیدی فرزندان خود را بایشان سپردہ بودند تو جرمی خواستند و خود ہم تو اضع نمودہ و حلقہ و خلوت ایشان می نشستند و بجای پیر خود تعظیم می کردند ایں جامع علیہ الرحمۃ در سال ہزار و پنجاہ زایشان مہربانی بسیار دیدہ۔“

حضرت خواجہ غلام محمد بن شیخ آدمؒ کو خود شیخ آدمؒ نے اپنے مخدوم زادوں کی خدمت میں حصول علم ظاہر و باطن کے لیے سرہند بھیجا ہوا تھا مولانا بدخشی ۱۰۵۰ھ میں سرہند میں مخدوم زادہ غلام محمد کے درس ہدایہ و مطول میں خود شریک تھے، فرماتے ہیں:

”مخدومی شیخ غلام محمد اکثر علوم را بخدمت حضرات پیر زادہ ہائے خود بزرگوار یعنی مولانا خواجہ محمد سعید و سیدنا خواجہ محمد معصوم و سیدی شاہ محمد یحییٰ سلمہم اللہ تعالیٰ تحصیل علوم ظاہری و باطنی میگردم بخدمت ایشان (شیخ غلام محمد) ہم آشنائی و خصوصیت داشتیم و در درس ایشان در ہدایہ و مطول شریک بودم از ایشان



بغایت مہربانی میدیدیم ..... چوں در سہرند ملازمت حضرت عزیزاں  
میفرستادند سفارش تربیت باطنی ایشان را ہم میکردند۔“

حضرت شیخ ابونصر انبانی جنہوں نے باطنی تربیت حضرت مجدد الف ثانی سے پائی  
تھی حضرت مجدد قدس سرہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ آدم کی خدمت میں مزید باطنی  
تربیت کے لیے حاضر ہوئے تو شیخ آدم نے یہ قبول نہیں کیا اور کہا میرے پیر بزرگوار  
کے مخدوم زادگان کے پاس جاؤ، کیونکہ وہی مریدوں کے مرئی ہیں۔ بدخشی، شیخ ابونصر  
کی زبانی لکھتے ہیں :

”بعد از وفات ایشان قدس سرہ (حضرت مجدد الف ثانی) پیش حضرت  
خلیفۃ الزمانی علیہ الرضوان (شیخ آدم) آدم ایشان را قبول نکردند و گفتند  
پیش حضرات مخدوم زادگانے پیر بزرگوار ما بروید کہ ایشان مرئی مریداں اند  
و حضرت ایشان لازم ترند۔“

حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم میں کوئی اختلاف نہیں تھا حضرت خواجہ  
محمد معصوم اپنے مریدوں کو شیخ آدم کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور حضرت  
شیخ آدم اپنے مریدوں کو حضرت خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی تلقین مکرر  
فرماتے تھے، لکھا ہے :

”در صحبت مخدومی و سیدی بوم امور مکر وہہ و اغراض نفسانیہ از ہیچ یک ندیم  
بلکہ ہر یک مرید خود را بدگیری ترغیب میکردند چنانچہ بارہا شنیدہ ام کہ  
سیدی بریدان میگفتہ اند کہ حضرات مخدوم زادہای ما بکمالات صوری و

۱۔ محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۱۳۲ ب

۲۔ ایضاً : ورق ۲۲۵-۱

۳۔ ایضاً : ورق ۲۲۹-ب



معنوی آراستہ اندہر کہ را رغبت صحبت ایشان باشد هیچ مانعی نیست اگر  
خواہند من اورا بردہ سفارش کنم۔

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے نتائج الحرمین کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے  
لکھا ہے کہ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے کہا کہ ”حضرت خواجہ محمد معصوم کی صحبت اختیار کرو اگر  
کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے تو میں خود اس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے  
بعض کی سفارش حضرت خواجہ سے کی لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔“

نتائج الحرمین کے منقولہ بالا اقتباسات کی روشنی میں حضرت شیخ آدم پر یہ محض بہتان  
ہے۔ خود مولانا محمد امین بدخشی نے حضرت مخدوم زادگان سرہند سے تین سال تک مسلسل  
سرہند میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی تھی۔ ۱۰۵۱ھ میں حضرت خواجہ نے  
اپنی ایک خاص مجلس میں مولانا بدخشی سے کہا کہ میاں شیخ آدم بڑے بزرگ ہیں ان دنوں ان کی  
مجالس خوب گرم ہیں اور انہوں نے قادری سلوک بھی حاصل کیا ہے۔ اگر تمہیں ان کی  
صحبت اختیار کرنے کا استیاق ہے تو کوئی مانعت نہیں۔ حضرت خواجہ نے بات  
یہیں پر ختم نہیں کر دی بلکہ صحبت شیخ آدم اختیار کرنے کے سلسلہ میں ”ترغیب کر“ سے  
کام لیا فرماتے ہیں :

چند سالی کہ در ملازمت حضرت مخدوم زادہ ہای بزرگوار بودم و تحصیل  
ضروریات دین میکردم دریں مدت چند سال ہرگز چیزی نشنیدم کہ موجب  
استخلاف شد بلکہ ہمیشہ تعظیم یک دیگر باشد۔ میکردند خصوصاً شیخ محمد معصوم  
جیونست مستہ بودم باوجود حظ وافر در خاطر شوق بنورِ حضور میکردند بناگاہ ایشان  
مطلع گردیدہ مرا مخاطب نمودند کہ یا فلانی میاں شیخ آدم بسیار بزرگ اند

۱۔ ایضاً : ورق ۲۴۹ ب

۲۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۶۴/۲



مجلسہای گرم دارند۔ اکنون شنیدہ می شود کہ ایشان میگویند کہ از حضرت میرا  
 محی الدین ہم پیشتر گذشتہ ام اگر باشد ہیچ مانعی نیست و دریں ترغیب تکرار  
 میگردند ازین سخن کمال انصاف و غایت نیک نفسی ایشان معلوم میشود۔  
 آنرا از طفیل آن خاطر رحمانی و اجازت آن ناصح ربانی صحبت آن عارف  
 ربانی در اشرف مکان بحصول پیوستہ

مولانا بدخشی نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہمراہ حرمین کا سفر اختیار کرنے کے لیے  
 باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے اجازت لی تھی فرماتے ہیں :

”مقصود آن است کہ در صحبت سیدی (شیخ آدم) و رضای مخدومی (خواجہ  
 محمد معصوم) آدم شاید آنکہ ہر دو عزیز را بہ خود مہربان دیدہ افادہ پایا فتم در  
 علوم و معارف و مناقب ایشان رسالہ ہا نوشتہم“ ۱

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”شیخ آدم کے مرید بھی انہیں  
 حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ  
 سے افضل سمجھتے تھے“ ۲

مندرجہ بالا بحث کے بعد اس جہل اقتباس پر تبصرہ کی ضرورت تو نہیں ہے  
 لیکن پھر بھی یہ کہہ دینا لازم ہے کہ نتائج الحرمین میں شیخ آدم کے جتنے خلفاء کے حالات  
 مندرج ہیں کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ شیخ کے خلفاء تو مبتدیوں کو خالقہا سرہند  
 میں استقامت کے ساتھ مقیم رہنے کی تلقین کرتے تھے خود مولانا بدخشی کے ایک ہم سبق  
 مولانا شیخ عثمان پشاوری جو شیخ آدم کے خلیفہ بھی تھے، مولانا کو خالقہا سرہند میں قیام

۱۔ بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۱۸۷-۱۸۸-۱

۲۔ ایضاً : ورق ۲۷۸ ب

۳۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۴۳



پر مجبور اور مستقل مزاج رہنے کی تلقین کرتے رہے لکھا ہے :

”درخانقاہ سہرند پیش فقیرمی آمدند و باقامت و استقامت درہین خانقاہ

ترغیب میگردند و میگفتند آنچه ما از بنوڑ حاصل کردیم شما ہم دارا ہے۔“

نتائج الحرمین میں متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے ان دونوں حضرات کے مخلصانہ

تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مثال اور ملاحظہ ہو :

”چنانکہ مخدومی فقیر البیدی ترغیب کردند..... و سیدی ہم جمعی را بہا

مخدومی ترغیب میگردند و میگفتند کہ حضرات مخدوم زادہای بکمالات صوری

و معنوی آراستہ اندہر کہ رغبت بصحبت ایشان باشد مبارک است اگر

خواہد من اورا بردہ سفارش کنم۔“

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کی اہانت کے سلسلہ میں

حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے جو منقولہ بالا مکتوب منسوب کیا ہے۔ اسے ڈاکٹر ایس ایم اکرام

نے بغیر کسی رد و قدرح کے قبول کر لیا ہے۔ یہ تعجب کا مقام اس لیے نہیں ہے کہ مکتوب

نقل کرنے سے پیشتر ڈاکٹر اکرام مجددی حضرات کے سیر مقامات پر تنقید کرتے چلے آ رہے

تھے کہ اچانک انہیں شیخ آدم کے سیر مقامات کے خلاف ایک وضعی مکتوب ملا جسے

انہوں نے یہ کہتے ہوئے اپنی کتاب میں جگہ دے دی :

مجددلیوں نے اپنی طرف سے ایسے واقعات کا اشتہار دیا ہے کہ عقل حیران

ہوتی ہے اور خیال آتا ہے کہ اگر ان بزرگوں نے پُرانے صوفیوں کی بعض

غلطیوں کی اصلاح کی ہے تو کیا انہوں نے بتدلیوں اور خوش اعتقادوں

کو الجھانے کا اس سے زیادہ سامان تو نہیں پیدا کر دیا ! احوال و مقامات

۱۔ محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۲۳۰ ب۔ نسخہ ۱۔

۲۔ ایضاً : ورق ۲۴۹۔ ۱



پر بھروسہ رکھنے سے انسان جن خام خیالیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا اندازہ اس خط سے ہو سکتا ہے جو حضرت مجدد کے جانشین خواجہ محمد معصوم نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے والد کے ایک مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوڑی کی نسبت لکھا ہے:

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اکرام روضۃ القیومیہ سے خواجہ صاحب کا یہ مکتوب نقل کرتے وقت روضۃ القیومیہ کے غیر تقراور غیر مستند ہونے کا اپنا سبق بھول گئے تھے۔ اگر بنظر تحقیق دیکھا جائے تو حضرت خواجہ کے مکتوبات کے مجموعہ میں یہ مکتوب سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ:

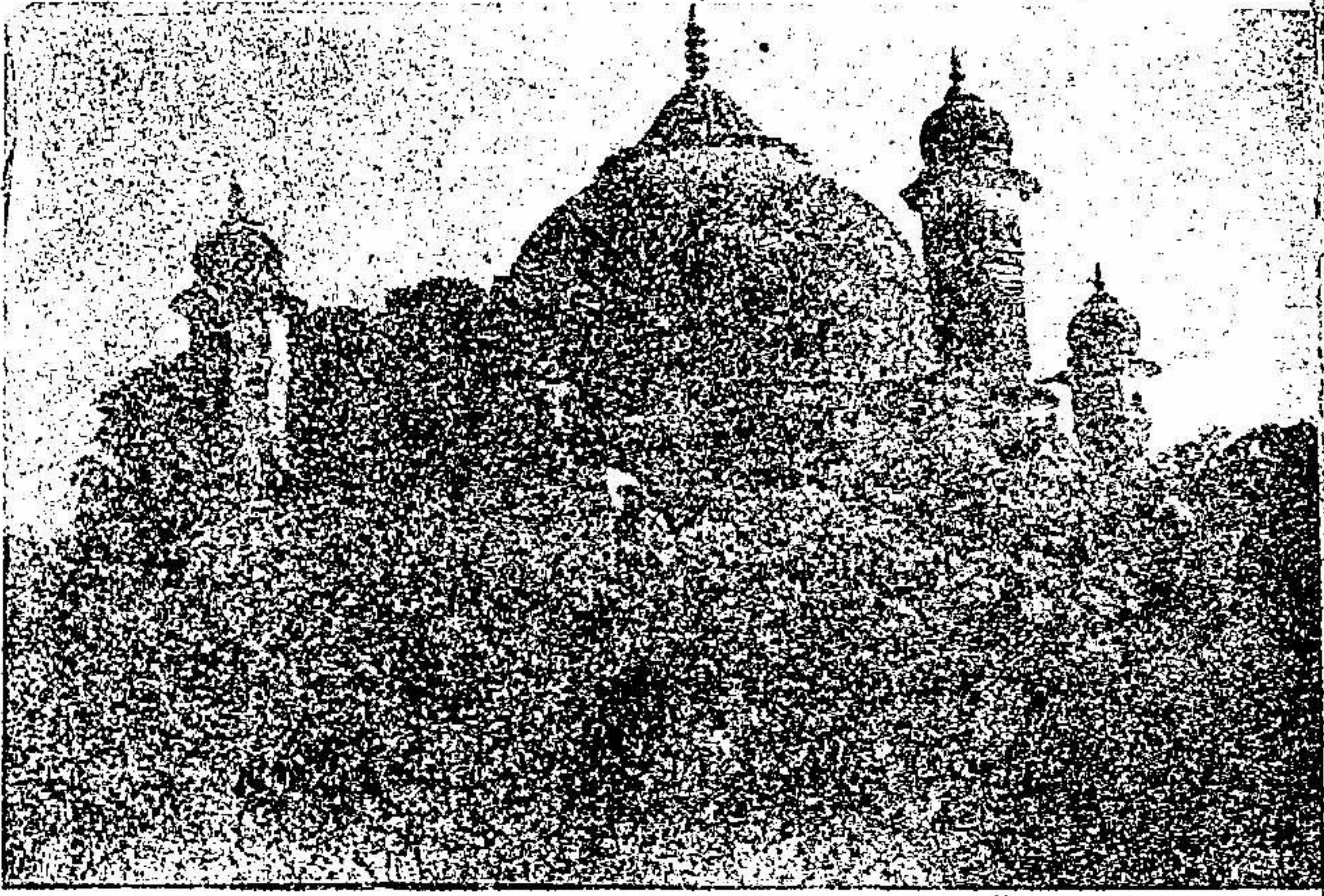
مخدوم زادہ سید محمد اولیا بن حضرت شیخ آدم نے اپنے برادر بزرگ شیخ غلام محمد کی وفات (۱۰۶۵ھ) کے بعد سجادہ نشینی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس باب میں نہایت انکسار فرمایا تو والد بزرگوار کے خلفائے کبار نے جمع ہو کر منصب مشیخت قبول کرنے کی درخواست کی تو پھر بھی انکار کر دیا۔ آخر جب مخدوم زادگان سرمنہ نے سنا تو خود بنوڑ تشریف لائے اور انہیں مسند سجادگی پر بٹھا کر اپنی دستار عنایت کی اور خلافت دے کر عزت بخشی لکھا ہے:

”تا آنکہ حضرات عزیزان سہرند شنیدہ در بنوڑ تشریف آوردہ ایشانرا سجادہ نشین ساختند و دستار خود را بر ایشان نهادند خلافت دادند۔“  
اگر روضۃ القیومیہ میں منقول مکتوب (دربارہ حضرت شیخ آدم) صحیح ہوتا تو صاحبزادگان ایسا اقدام نہ کرتے اپنی دستار و خلافت سے نہ نوازتے۔  
اس لیے ہمارے نزدیک یہ مکتوب بالکل وضعی ہے اور ان حضرات کے مابین کوئی نزاع نہیں تھی۔

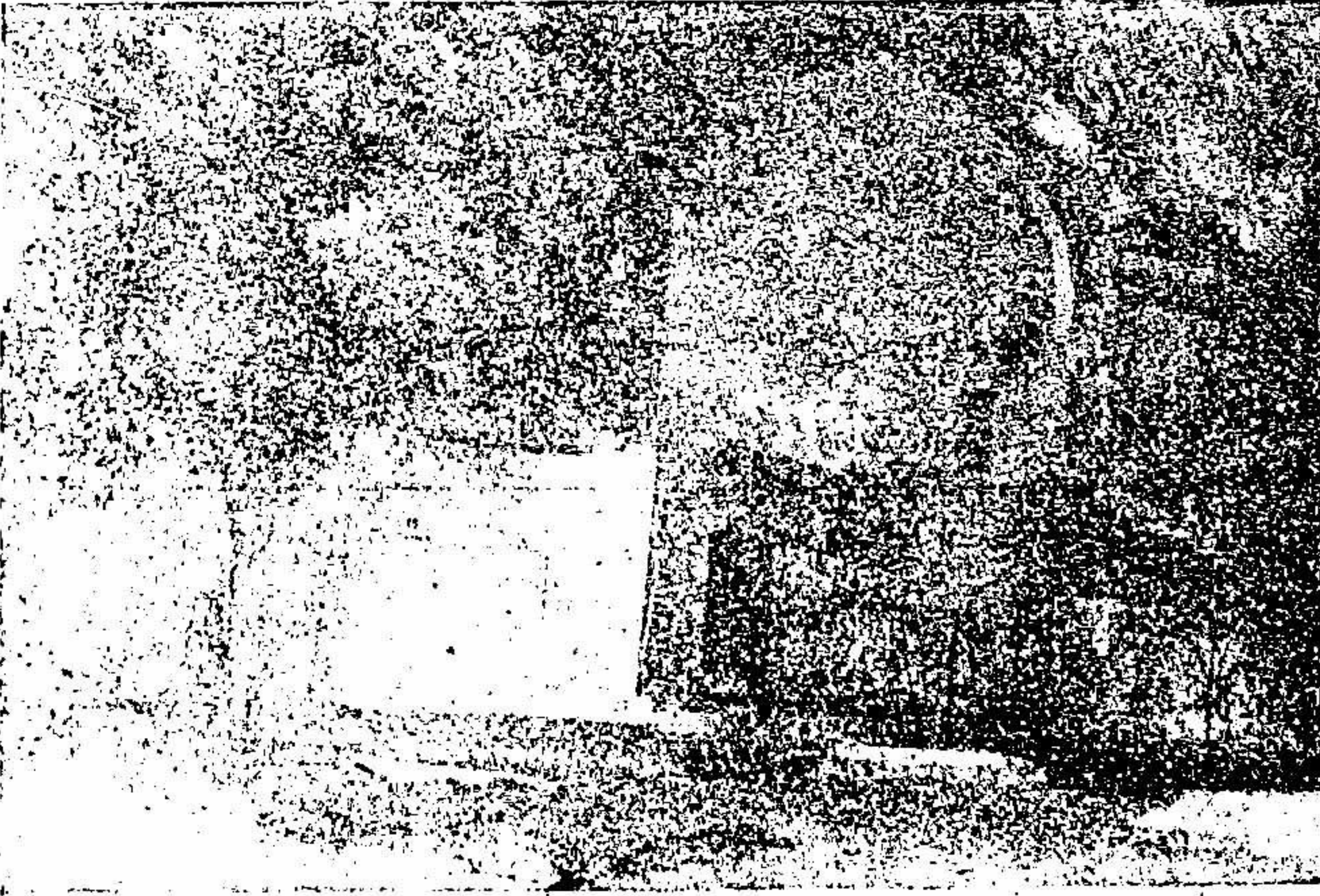
۱۔ اکرام ایس ایم: رود کوثر ۲۹۷ ۱۱۱ محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین نسخہ ۱، ورق ۱۳۶-۱۔  
چونکہ حنات الحرمین میں حضرت خواجہ کے مزار شیخ آدم پر جانے کا ذکر آیا ہے اس لیے ہمیں اس موضوع پر تفصیل سے لکھنا پڑا۔



۲- سرہند میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے مزار کا گنبد (مانخوڈاز کتابچہ سرہند)



Muhammed Ma'sum Hazretlerinin türbelerinin görünüşü  
A view of Hadrat Muhammed Ma'sum's tomb



Muhammed Ma'sum Hazretlerinin türbelerinin kapısı  
The gate of Hadrat Muhammed Ma'sum's tomb

۳- درگاہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا دروازہ (مانخوڈاز کتابچہ سرہند)



## مؤلف حنات الحرمین

### حضرت مروج الشریعہ محمد عبد اللہ

حضرت مروج الشریعہ صاحب ملفوظات ہذا حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند،  
حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے اور مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کے جامع ہیں۔

ان کی ولادت رجب ۱۰۳۸ھ / ۱۶۲۹ء میں ہوئی ہے۔

ابتدائی اور اکثر متداول علوم کی تحصیل اپنے عم بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید  
خازن الرحمۃ سے کی، مولانا بدرالدین سلطانپوری اور اپنے والد سے بھی پڑھا تھا۔ مؤلف  
مقامات معصومیہ کا بیان ہے :

اکثر تحصیل علوم ظاہرہ بخدمت عم اشرف خود حضرت خازن الرحمۃ و پیش  
جامع العلوم ملا بدرالدین نمودہ اند..... در آخر عمر مبارک حضرت ایشان  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح مسلم پیش آنحضرت می خواندند۔

کم سن میں ہی زیرک و حاضر جواب تھے۔ سات سال کے تھے کہ مولانا عبدالحکیم  
سیاکوٹی سرہند گئے تو ان کے سوالات کے فی البدیہہ جوابات دیتے۔

۱۔ صفراحمدمعصومی : مقامات معصومیہ۔ قلمی نسخہ ۵۵۱

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مولف روضۃ القیومیہ (۲/۳۸۷) نے ۲۱ شعبان ۱۰۳۷ھ  
دیا ہے۔ ہمارے نزدیک مقامات معصومیہ کے بیانات کو ترجیح حاصل ہے۔

۲۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا تحت خلفائے حضرت خواجہ

۳۔ صفراحمدمعصومی : مقامات معصومیہ ۵۵۳

۴۔ ایضاً : ۵۵۲



## درس و تدریس

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد مبارک نے درس و تدریس کے میدان میں بھی خاصا نمایاں کام کیا ہے جس پر تحقیقی مواد خاصا موجود ہے۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ سلسلہ مجددیہ کی ان خدمات کا بھی بھرپور طور پر جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ حضرت مروج الشریعہ کا ذوق درس و تدریس بھی قابل توجہ ہے۔ ان کے ایک معاصر مولف شیخ عبدالفتاح نے لکھا ہے کہ ان کے حلقہ درس میں ساٹھ ستر کے قریب طلبہ حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوش گوئی سے درس دیتے ہیں۔

قبلہ اہل معرفت شیخ عبید اللہ معروف بمبیاں حضرت خلیف حضرت شیخ محمد معصوم سرہندی..... در حلقہ درس ایشان قریب شصت و ہفتاد کس حاضر می شدند و بسیار خوش گو و خوش رو و خوش خلق و خوش محاورہ بودند۔

خود فرماتے ہیں کہ ۱۰۴۲ھ / ۱۶۶۱ء میں مجھے مروج الشریعہ کا خطاب القا ہوا لکھتے ہیں :

روز یکشنبہ ۱۰۴۲ھ بست و چہارم ریح الاول در قیلو لہ نیم روزہ بہ خطاب ممتاز گردید کہ مروج الشریعہ بعد از آن در ہاں تاریخ بسط عظیم روداد۔

نیز ۱۰۴۶ھ / ۱۶۶۵ء میں بشارت ملی کہ تمہاری ولایت، ولایت محمدی ہے :

۱۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی : مفتاح العارین۔ قلمی۔ ذخیرہ شیرانی۔ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب درق ۲۵۷-۱

۲۔ مروج الشریعہ : خزینۃ المعارف ۱۳۱/۱۰۹



بہ یقین معلوم شد کہ ولایت تو ولایت محمدی است علی صاحبہا السلام  
وکان ذالک ظاہراً اوائل ذی الحج ۱۰۴۶ھ۔

ان کی تسبیح میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تسبیح خاص کے دو دانے  
بھی شامل تھے جو انہوں نے کسی تقریب سے حاجی محمد معقول کو ارسال فرمائی تھی۔

## تالیفات

مؤلف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ حضرت مروج الشریعت کی بہت سی  
تالیفات ہیں، لیکن ہمیں اس وقت تک ان کی صرف مفصلہ ذیل کتابوں کا علم ہے۔

### مکتوبات معصومیہ جلد اول

حضرت مروج الشریعت نے اپنے والد، استاد اور مرشد حضرت خواجہ محمد معصوم  
کے مکتوبات کی پہلی جلد کی ترتیب و تدوین کا کام انجام دیا۔

حضرت خواجہ کے مکتوبات کی تینوں جلدیں آپ کی زندگی میں ہی مرتب ہو گئی  
تھیں۔ پہلی جلد حضرت مروج الشریعت نے ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء میں تدوین کی۔ "جمع  
کمالات نبوت" اور "درۃ التاج" دو تاریخی مادے خود ہی کہے اور مؤخر الذکر کو اس  
کے تاریخی نام کی حیثیت بھی حاصل ہے لکھتے ہیں :

چوں تاریخ اختتام ایں قدسی آیات بگوش ہوش از سر و شغیب "جمع  
کمالات نبوت" میرسد اگر ایں "درۃ التاج" را بہ ہمیں نام خوانند

۱۔ مروج الشریعت : خزینۃ المعارف ۱۰۶۳ / ۱۲۸۵-۱۲۹۰

۲۔ ایضاً ۹۵ / ۴۷

۳۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲۰ / ۲۰۱-۲۰۲ / ۲۰۰۰ (آزاد و ترجمہ)

۴۔ دوسری دو جلدیں ۱۰۴۲-۱۰۴۳ھ میں مرتب ہو کر شائقین تک پہنچ چکی تھیں۔



می شاید۔

اس جلد میں ۲۳۹ مکتوبات ہیں۔ مطبع نظامی کانپور سے ۱۳۰۴ھ میں طبع ہوئی۔ پھر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے کئی خطی نسخوں کے تقابل سے اس کے متن کو مرتب کیا جو مکتوبات کی تینوں جلدوں کے ساتھ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ تینوں جلدوں کا اردو ترجمہ مولانا سید زوار حسین شاہ مرحوم نے کیا ہے۔

## یواقیت الحرمین

یہ کتاب حاضر ہے جس کا فارسی ترجمہ حسنات الحرمین شائع کیا جا رہا ہے۔ تفصیل اسی مقدمہ میں حسنات الحرمین کے تحت ملاحظہ کریں۔

## رسالہ فی قرأت خلف الامام

یہ رسالہ عربی نشر میں ہے اور قرأت خلف الامام کے موضوع پر ہے۔ یہ رسالہ مولف کے فرزند شیخ محمد ہادی نے مولف کے مسودات میں سے مرتب کیا تھا۔ ابتدائیہ میں خود وضاحت کرتے ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي انزل القرآن و وقفنا لتاويله و ارشد  
الاستنباط احكام الشرائع بتفقه و الصلوة والسلام على  
رسوله الذي . . . الخ اما بعد فيقول العبد الضعيف  
المرقب تفويض الصمد الباري السهادي تاج الدين ابوالحسن

۱۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول و بیا چہ از حضرت مرجع الشریعت ۵۶ طبع ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان۔  
۲۔ یہ ترجمہ ادارہ مجددیہ کراچی سے طبع ہوا۔



محمد ہادی وفقہ اللہ سبحانہ لما یجب ویرضی هذه  
 قطرات نر شحة من بحار العاوم والتدقیقات والمعات  
 تلالآت من انوار التفقیہ والتحقیقات وفقرات غسورت  
 من مسودات سلطان المحققین امام المدققین قبلتنا  
 بهاء الحق والذین ابوالعباس الشیخ محمد عبید اللہ  
 رضی اللہ سبحانہ عنہ وارضاه فی تضعیف الحجج ... الخ

۲۱۔ اوراق کا یہ قلمی رسالہ حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات خزینۃ المعارف  
 کے اُس خطی نسخہ مخزنہ خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد کابل کے ساتھ مجلد تھا جو حالیہ انقلاب  
 افغانستان میں پورے کتب خانہ کے ساتھ نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ راقم احقر نے ۲۳ جولائی  
 ۱۹۷۶ء کو اس خطی نسخہ سے استفادہ کیا تھا اور حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی بن  
 حضرت نور المشائخ ملا شور بازار نے نہایت شفقت و محبت سے اس کی زیارت کرائی تھی۔

### رسالہ در عدم تعمیل کفار

رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے حضرت مروج الشریعت نے اپنے ایک مکتوب  
 بنام اورنگ زیب عالمگیر میں خود وضاحت کی ہے کہ یہ رسالہ بھیجا جا رہا ہے اور نگزیب  
 کو دینی و علی نصائح کے ساتھ اس رسالہ کا تحفہ بھی ارسال کیے جانے کا ذکر اس طرح  
 کیا ہے :

رسالہ در عدم تعمیل کفار نوشتہ بطریق تحفہ بحضور عالی فرستاد امید کہ بہ تمام  
 نظر مبارک در آید۔



نیز حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات کے جامع شیخ محمد ہادی نے اس رسالہ کو وضاحت سے حضرت مروج الشریعت کی تالیف بتایا ہے :  
 وارسال رسالہ در عدم تعمیل کفار کہ از مصنفات حضرت ایشان بود.....  
 اس اہم رسالہ کے کسی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔

### رسالہ در رد فخر الدین رازی

امام ہمام نے فقہ حنفی کے اثبات میں ایک رسالہ لکھا تھا، امام فخر الدین رازی نے اس رسالہ کا رد تحریر کیا، حضرت مروج الشریعت نے رازی کے رد کا جواب ایک رسالہ کی صورت میں دیا تھا۔ یہ رسالہ حضرت مروج الشریعت ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔

### غزینۃ المعارف

یہ حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ جو ان کے فرزند شیخ محمد ہادی نے مرتب کیا تھا۔ اس کے مرتب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کا خیال ہے کہ "غزینۃ المعارف" اس کا تاریخی نام ہے جس سے اس کا سال ترتیب ۱۰۹۲ھ آند ہوتا ہے۔

اس میں ۱۵۶ مکتوبات ہیں۔ اور نگ زیب عالمگیر کے نام مکتوب نمبر ۱۱، ۶۶، ۶۷، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۳۰ سے اندازہ ہوتا ہے کہ بادشاہ کے ساتھ ان کے خوشگوار تعلقات تھے اور بادشاہ کی باطنی تربیت پر ان کی توجہ تھی غزینۃ المعارف

۱۔ مروج الشریعت : غزینۃ المعارف ۱۲۱/۹۵

۲۔ کمال الدین محمد احسان : روضہ ۲/۲۰۱-۲۰۲



کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ خالقاہ مجددیہ قلعہ جواد کابل افغانستان میں تھا۔ اسی نسخہ کی بنیاد پر جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اس کا متن مرتب کر کے کراچی سے ۱۹۷۳ء میں شائع کیا تھا۔

حضرت مروج الشریعت اپنی تحریرات کے آخر میں عموماً دستخط اس طرح کرتے تھے۔  
 ”حرره الفقیر محمد عبید اللہ معنی عنہ“

## اولاد

حضرت مروج الشریعت کے پانچ فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔ عبدالرحمن، عبدالرحیم، شیخ محمد ہادی، شیخ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم۔ ان فرزند ان گرامی میں سے شیخ محمد ہادی سب سے زیادہ نامور اور کئی اہم کتابوں کے مولف تھے۔

## شیخ محمد ہادی

انہوں نے اپنا پورا نام تاج الدین ابوالحسن محمد ہادی لکھا ہے۔ ان کی ولادت رمضان ۱۰۶۲ھ / ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ انہوں نے تحصیل علم کی ابتدا اپنے دادا حضرت

- 
- ۱۔ مروج الشریعت: خزینۃ المعارف ۱۵۴/۱۷۳
- ۲۔ محمد حسن جان مجددی: الساب الانجاب۔ طبع ٹنڈوسائیں دادسندھ ۱۳۴۰ھ ۲۹ صفحہ محمد معصومی: مقامات معصومیہ۔ نسخہ ۵۷۱-۵۷۳
- ۳۔ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲۰۲/۲ (اُردو ترجمہ)
- ۴۔ ملاحظہ ہو رسالہ قرأت خلف الامام۔ قلمی۔ مقدمہ ہذا
- ۵۔ کمال الدین محمد احسان ۲۰۲/۲



خواجہ محمد معصوم سے کی اور مطوّل کا آغاز آپ ہی کی خدمت میں کیا پھر اپنے والد سے پڑھا :

”مطوّل را شروع از جناب حضرت ایشان نموده بودم سبق اول آن کتاب از آنحضرت استفادہ نموده و ارادہ ہم بلا واسطہ آنجناب حضرت ایشان داشتند ثانیاً کسب بخدمت والد بزرگوار خود اختیار نموده بودند۔“

مؤلف روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے کہ شیخ محمد ہادی نے انتہائی علوم حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی ملقب بقیوم ثالث سے حاصل کیے تھے اور ان کی مولویت گذشتہ مجتہدوں جیسی تھی۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت کے ساتھ بھی ان کو بہت عقیدت تھی اور ان سے استفادہ کیا تھا۔

شیخ محمد ہادی بہت سی قابل توجہ کتابوں کے مؤلف تھے خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کی تاریخ ان کی تالیفات کے بغیر صحیح معنوں میں مرتب نہیں ہو سکتی۔ مولف روضۃ القیومیہ کا بیان ہے کہ شیخ محمد ہادی تصنیف و تالیف میں اس قدر مصروف تھے کہ اپنے مشائخ میں سب سے زیادہ مصروف شخصیت کہلائے۔ ذیل میں ان کی تالیفات کا مختصر تعارف کروایا جا رہا ہے :

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر بقدر چالیس جز۔

۱۰ صفحہ احمد : مقامات معصومیہ ۵۷۲

۱۱ کمال الدین محمد احسان ۲۰۳/۲

۱۲ صفحہ احمد : مقامات معصومیہ ۵۷۳

مؤلف روضۃ القیومیہ نے مبالغہ کیا ہے کہ حضرت وحدت ان کے مرید ہو گئے تھے (روضہ ۲/۱۸۳)

۱۳ روضہ ۲۰۳/۲

۱۴ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲۰۳/۲



(۲) کواکب دریہ۔ یہ اپنے سلسلہ کے مشائخ مجددیہ کے حالات پر نہایت ضخیم کتاب ہے اور پانچ جلدوں پر مشتمل ہے مولف مقامات معصومیہ کا بیان ہے :  
 ..... شیخ محمد ہادی را حضرت حق سبحانہ جزا خیر و ہاد کہ سعادت خود  
 دانستہ مقامات پنج حضرت ایشان در پہل سال در پنج جلد طویل  
 بہ تفصیل تمام نگارش فرمودہ اند۔

اس کتاب کے ایک جز کا نام کواکب دریہ بھی ہے۔ اس میں حضرت وحدت  
 سرہندی کے حالات ستر اجزا پر مشتمل ہیں۔

(۳) حجۃ الاحوال۔ کو روضۃ القیومیہ کے مولف نے اگ کتاب بتایا ہے حالانکہ  
 اس کا موضوع اپنے مشائخ عظام کے احوال ہے۔

(۴) ترویجہ۔ یہ اپنے والد حضرت مروج الشریعت کے حالات پر مشتمل ہے۔

(۵) تجدید احوال۔ در اثبات تجدید حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔

(۶) رسالہ در جواب شبہات در بارہ تصوف۔ میر اسماعیل بنیرہ حضرت میر  
 محمد نعمان بدشتی کی تحریک پر تالیف کی۔

(۷) نصوص الدقائق بجواب نصوص الحقائق۔ انکے علاوہ بہت سی کتب معقول و  
 منقول پر ان کے حواشی بھی ہیں۔

۱۔ صفراجمد : مقامات معصومیہ ۱۳۱

۲۔ ایضاً ۱۳۲

نیز روضۃ القیومیہ کے مولف نے کواکب دریہ کے بھی پانچ دفتر بتائے ہیں (روضۃ ۲۰۳/۲)

۳۔ کمال الدین محمد احسان : ۲۰۳/۲

۴۔ ایضاً ۲۰۳/۲

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً



شیخ محمد ہادی کی مذکورہ بالا کسی کتاب کے وجود کا تا حال ہمیں علم نہیں ہے فقط خزینۃ المعارف اور رسالہ فی قرأت خلف الامام کے نسخے ملتے ہیں جن کا تعارف تالیفات حضرت مروج الشریعت کے تحت کروایا جا چکا ہے۔

شیخ محمد ہادی نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۱ء میں انتقال کیا۔  
حضرت مروج الشریعت نے ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ / ۱۷۶۹ء میں انتقال کیا۔  
اس وقت آپ سنبھالکھ (من مضافات سرہند) میں تھے۔ عمر کل ۲۵ سال تھی۔

مولف روضۃ القیومیہ کا بیان ہے کہ اورنگ زیب کو حضرت مروج الشریعت کے انتقال پر بہت افسوس ہوا۔ اس نے دلجوئی کے لیے شہزادہ معظمؒ کو سرہند بھیجا۔ وہ حضرت کے فرزندوں کو اپنے ہمراہ اورنگ زیب کے پاس لے گیا اور انہیں شاہی قلعہ کے اس خاص مقام میں ٹھہرایا جہاں حضرت مروج الشریعت رہا کرتے تھے۔ بادشاہ نے خود وہاں قلعہ میں جا کر صاحبزادوں کے ساتھ فاتحہ خوانی کی۔<sup>۵</sup>

اورنگ زیب کی حضرت مروج الشریعت سے والہانہ عقیدت کا اندازہ تو آپ کے مکتوبات سے بھی ہوتا ہے لیکن دیگر ماخذ بھی روضۃ القیومیہ کی اس سلسلہ میں تصدیق

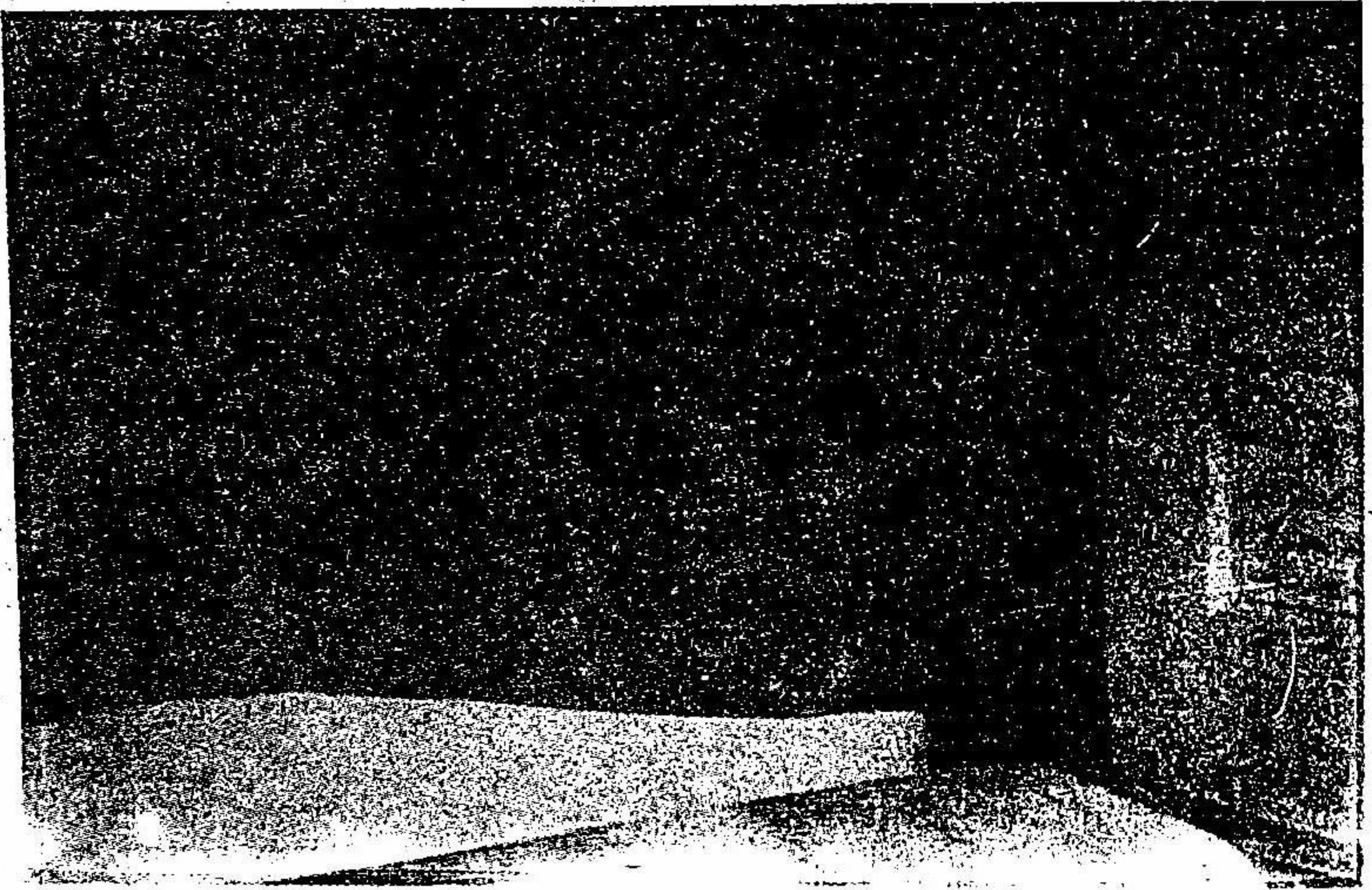
۱۔ صفحہ ۱، مقامات معصومیہ ۵۷۳۔ مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۰۷) نے سن ذوات ۱۱۲۱ھ درج کیا ہے جو اس لیے درست نہیں کہ مولف مقامات معصومیہ نے وضاحت کی ہے کہ ان کا انتقال سرہند پر غلبہ کفار کے بعد ہوا۔ سرہند پر سکھوں کا قبضہ متفقہ طور پر ۲۶ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ / ۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو ہوا تھا گنڈا سنگھ: باندہ سنگھ بہادر (۶۷) اس لیے مولف مقامات معصومیہ کا مندرجہ سنہ ذوات ۱۱۲۳ھ درست ہے۔

۲۔ صفحہ ۱، مقامات ۵۷۰، روضہ ۲۰۱/۲، محمد ہادی: خزینۃ المعارف (ویباچہ از شیخ محمد ہادی ۵) روضہ ۲۰۱/۲

۳۔ شہزادہ معظم: اورنگ زیب کے بعد بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا (۱۱۱۸-۱۱۲۴ھ / ۱۷۰۷-۱۷۱۲ء) اس کی ولادت برہان پور میں ۲ اکتوبر ۱۶۴۳ء کو ہوئی۔

۴۔ روضہ ۲۰۱/۲





۴۔ حسناۃ الحرمین کے جامع خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت کا مزار بمسجد میں (ماخوذ از کتابچہ مسرہند)



کرتے ہیں۔ مقاماتِ معصومیہ کے ایک بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعت اورنگ زیب کے ساتھ ایک مہم پر لشکرِ بجا پور میں اُس کے ہمراہ تھے۔

### خانوادہ مترجم حسنت الحرمین

حسنت الحرمین کے مترجم شیخ محمد ثاکر بن ملا بدرالدین سرہندی ہیں۔ ملا بدرالدین سرہندی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے نامور خلیفہ، آپ کے سواخ نویس اور شہرہ آفاق کتاب حضرات القدس کے مولف ہیں۔ اس علمی و روحانی خانوادے کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔

### شیخ ابراہیم مخزنی سرہندی

ملا بدرالدین سرہندی کے والد اور مترجم حسنت الحرمین کے دادا تھے، درس و تدریس شغلی تھا۔ محدث، مفسر اور متصوف تھے۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ تمیص قادریؒ (متوفی ۹۹۲ھ / ۱۵۸۴ء) کے مرید اور مولانا نظامی گنجوی کے دو واسطوں سے شاگرد تھے اور ان کی کتاب ”مخزن اسرار“ کو سب سے پہلے ہندوستان میں انہوں نے رائج اور شامل درس کیا اور اس کتاب کا چونکہ کثرت سے درس دیتے تھے اس لیے ان کی نسبت ہی ”مخزنی“ مشہور ہو گئی۔ انہوں نے اکثر علوم حاجی ابراہیم سرہندی سے حاصل کئے تھے اور صرف ایک واسطے سے مولانا جامی سے بھی تعلق خاطر تھا۔ ملا بدرالدین لکھتے ہیں :

..... والد فقیر..... عالم و عال محدث و مفسر و متصوف محقق بودہ اند

۱۔ صفحہ ۵۴۲: مقاماتِ معصومیہ

۲۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو: غلام سرور لاہوری: حلیقۃ الاولیاء۔ ۴۰



..... پیوستہ بہ درس کتب متداولہ..... اشتغال می نمودند مخزن اسرار  
 نظامی گنجوی را در سفر لویس بہ سند عالی بہ دو واسطہ از مصنف سند کردہ بودند  
 و اول کسی کہ دین دیار آن کتاب حقائق آثار را آورده و ظاہر ساختہ و درس  
 گفتہ ایشانند..... از کثرت اشتغال ایشان بدین مخزن و علوسند بہ ”مخزنی“  
 شہرت یافتند..... مرید و خلیفہ حضرت شاہ قیس قادری بودند.... بسیاری  
 از مشائخ عصر ہند مثل..... شیخ عبدالاحد فاروقی رسیدہ اند۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، شجرہ نسب اس طرح ہے:  
 نسب والد فقیر حضرت صدیق اکبر میرسد، بدیں طریق کہ ایشان فرزند شیخ  
 عبدالرحمن المشہور بہ شیخ میتہا اندوی پسر شیخ خلیل اللہ بن شیخ محمد بن شیخ  
 عبداللہ بن شیخ عمر بن عثمان بن شیخ محمد بن علی بن ابوطالب بن علی بن ابو محمد  
 قاسم بن علی بن جعفر بن شیخ محمد بن علی بن حسن بن شیخ محمد بن نصر بن قاسم  
 بن شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن امیر المؤمنین ابوبکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ.....

شیخ بدرالدین کی والدہ کا انتقال ۱۰۲۲ھ میں اور والد یعنی شیخ ابراہیم کا وصال  
 ۷۳ سال کی عمر میں ۲۹ شوال ۱۰۲۱ھ میں ہوا۔ اور سرہند میں روضہ شاہ ابو بخاری کے صحن  
 میں دفن ہوئے۔

### ملا بدرالدین سرہندی

ان کا سال ولادت و وفات حتمی طور پر معلوم نہیں ہے۔ اپنے والد سے تحصیل علم کی

۱۔ بدرالدین سرہندی: سنوات الاقیار۔ قلمی ورق ۳۲۱-ب ۳۲۲-۱

۲۔ ایضاً ورق ۳۲۳-۱ ۳۔ ایضاً ورق ۳۲۲-۱



اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے نسلک ہونے سے پیشتر سلسلہ تادریہ میں بیعت و اجازت اپنے والد سے حاصل تھی، خود لکھتے ہیں :

ایں حقیر پیش از رسیدن بہ ملازمت حضرت ایشان (حضرت مجدد) اشتغال و اوراد قادر یہ خصوصاً سیفی و اربعین (و) اسماء شطاریہ از خدمت والد بزرگوار خود تلقین گرفتہ بود و در حضور ایشان (والد) عمل نموده و اجازت تلقین ایں اشتغال نیز از ایشان یافتہ .....<sup>۱</sup>

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بھی انہوں نے شرح مواقف، بیضاوی اور عضدی جیسی بلند پایہ کتابیں پڑھی تھیں۔<sup>۲</sup> اس لیے انہیں روحانی تربیت کے ساتھ ظاہری علوم میں بھی حضرت سے تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ نوجوانی ہی میں حضرت مجدد سے وابستہ ہونے کا ذکر خود فرمایا ہے۔ اور پھر انا قرب تیسر آیا کہ جلوت و خلوت میں حضرت کے ہمراہ رہنے لگے۔ حضرت مجدد نے خلافت سے سرفراز فرمایا تو اپنے سن رسیدہ چچا شیخ محمد کو بھی "تلقین ذکر" کی تعلیم دی حضرت مجدد کے کئی مکتوبات بھی ان کے نام ہیں۔<sup>۳</sup>

### تالیفات ملا بدرالدین سرہندی

ملا بدرالدین سرہندی کئی اہم کتابوں کے مولف تھے۔ ان کی زیادہ کتب علم تصوف سے متعلق ہیں۔ ان کا مرکزی مضمون نظر حضرت مجدد الف ثانی، آپ کی اولاد و خلفاء کے حالات زندگی مرتب کرنا تھا۔ ان کی تصانیف میں سے سیر احمدی، حضرات القدس اور وصال احمدی کا یہی موضوع ہے۔

۱ ایضاً ۳۲۲ - ۱

۲ بدرالدین سرہندی : حضرات القدس ۸۹/۲ (فارسی)

۳ محبوب الہی : (مقدمہ) حضرات القدس ۱۰/۲ - ۱۵ (مختصاً)



حضرت مجدد الف ثانی کی معاصر دو سوانح عمریوں میں ان کی حضرات القدس کو  
خاص اہمیت حاصل ہے اور وہ اپنی ثقاہت کے اعتبار سے عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے  
دیگر تالیفات یہ ہیں :

۱۔ سیر احمدی (سوانح حضرت مجدد) یہ حضرت مجدد کی زندگی میں تالیف ہوئی اس پر  
خود حضرت مجدد نے نظر ثانی فرمائی تھی اور حضرت کی اولین سوانح ہونے کا شرف بھی  
اسی کو حاصل ہے۔ اس کا مسودہ چوری ہو گیا تھا۔

۲۔ کرامات الاولیاء۔ در اثبات کرامات بعد از موت۔

۳۔ فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ

۴۔ روایح۔ در اصطلاحات صوفیہ و اشغال

۵۔ مقامات غوث الثقلین (فارسی ترجمہ ہجرت الاسرار)

۶۔ روضۃ النواظر۔ در مناقب حضرت غوث اعظم

۷۔ ترجمہ تفسیر عرائس البیان از شیخ روز بہان بقلی (ربع آن را بہ ترجمہ رسانید)

۸۔ وصال احمدی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایام وصال کے احوال، آپ

کے انتقال سے قبل اور بعد خوارق عادات کے ظاہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس رسالہ

سے صاحب زبده المقامات نے بھی استفادہ کیا ہے۔ یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

۱۔ یعنی زبده المقامات مولفہ شیخ محمد ہاشم کشمی اور حضرات القدس

۲۔ حضرات القدس دو جلدوں میں ہے دونوں کا اردو ترجمہ مولانا احمد حسین امر وہوی اور عرفان احمد

خان انصاری نے کیا تھا لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کے دفتر اول کا ترجمہ حال ہی میں

محمد اشرف نقشبندی نے کیا ہے جو مکتبہ نعمانیہ یا کورٹ سے چھپا ہے۔ مولانا محبوب الہی نے صرف

دفتر دوم کا فارسی متن مرتب کیا تھا جو ۱۹۷۱ء میں طبع ہوا۔

۳۔ حضرات القدس ۲/۱۵۸، ۱۶۰، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴



۹۔ سنوات الاتقیاء۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زمانہ تالیف تک کے صلحائے امت کے سین و فوات مع مختصر مناقب درج کیے گئے ہیں۔ انداز بیان نہایت دلکش و سادہ ہے۔ "آثر الصدیقین" سے اس کے آغاز تالیف کی تاریخ ۱۰۳۶ھ برآمد ہوتی ہے۔ قصور (پاکستان) میں اس کا ایک ناقص نسخہ ہماری نظر سے گزرا تھا۔

۱۰۔ مجمع الاولیاء۔ اس میں ایک ہزار پانچ سو صوفیہ کرام کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۰۲۲ھ میں مکمل ہوئی۔ لیکن بعد میں اس میں بعض لوگوں نے تحریف کر کے اسے پایہ اعتبار سے گرا دیا۔

انہوں نے یہ کتاب علی اکبر کرڑی سرہندی کی استدعا پر تالیف کی تھی، لکھتے ہیں :  
 "سیدے از دوستانی کہ تا وہ سال کرڑی سہرند بود، ازین مسکین استدعا نمود  
 کہ کتابے ..... الخ"

یہاں اس کرڑی کا نام نہیں لکھا گیا لیکن انہوں نے اپنی دوسری تالیف سنوات الاتقیاء میں اس کا نام وصاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اس کرڑی نے مجھ سے یہ کتاب مستعار لی اور اس میں تحریف کر کے اپنے نام سے شہرت دی۔ وہ علمی اعتبار سے عامی تھا اس نے یہ کام دوسروں کی مدد سے کیا۔ لکھتے ہیں :

مجمع الاولیاء ..... در اصل تالیف این فقیر بود علی اکبر کرڑی سہرند بمقابلہ

احسانی از من گرفت باتفاق فضلار احوال صحابہ بان الحاق نمود و آن را بنام خود کرد و ادعای بود خط سواد کمتر داشت .....

خوش قسمتی سے مجمع الاولیاء کا یہ محرف خطی نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس لندن سے

۱۔ ایضاً ۱۵۸/۲ ۲۔ ایضاً ۱۵۸/۲

۳۔ بدرالدین سرہندی : سنوات الاتقیاء ورق ۲۰۷



دریافت ہو گیا ہے۔ یہ نسخہ مولف کا خود نوشتہ ہے۔ اس میں جا بجا کاٹ چھانٹ اور رد و بدل کیا گیا ہے گویا یہ وہی محرف نسخہ ہے جس میں علی اکبر نے اپنی خواہش کے مطابق تبدیلیاں کروائی تھیں اور اس میں اپنا نام علی اکبر اردستانی بحیثیت مولف لکھ دیا تھا، اس کتاب میں حضرت امام ربانی اور آپ کے صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا ذکر جس محبت و خلوص سے درج ہوا ہے وہ بھی اسی کی غمازی کرتا ہے کہ یہ ملا صاحب کی تالیف ہے نہ کہ ”کرڈی سرہند“ کی۔

### ملا بدرالدین سرہندی کے صاحبزادے

ہمیں اس وقت تک ملا صاحب کے صرف تین صاحبزادوں کے نام معلوم ہیں۔  
 اول ملا محمد شاکر (مترجم حسانت الحرمین) دوم ملا محمد افضل سرہندی اور سوم شیخ محمد،  
 یہ تینوں حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد سعید سے نسلک تھے۔  
 ملا محمد افضل کے نام حضرت خواجہ کے دو مکتوبات ملتے ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے  
 کہ وہ بھی ایک طالب صادق تھے۔ مولانا محمد امین بدخشی کے ایک بیان سے مترشح ہوتا ہے  
 کہ ملا بدرالدین کے صاحبزادے بھی سفر حج میں حضرت خواجہ کے ہمراہ تھے اور انہوں نے  
 حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد کے مناقب میں رسائل لکھے اور ان کے مکتوبات بھی  
 جمع کیے تھے :

شیخ بدرالدین و فرزند ان اور مناقب ایشان رسالہا و مکتوبہا و کرامتہا  
 جمع کردہ اند.....

۱۔ مجمع الاولیاء۔ نخطی نسخہ، کتب خانہ انڈیا آفس۔ لندن فہرست ایٹھے ۴۴۵-۴۴۶

(فہرست نگار نے اس کے مولف کا نام علی اکبر حسینی اردستانی لکھا ہے)

۲۔ محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات ۱/۱۰، ۱۹۲، ۳۔ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔



اس کی تصدیق لطائف المدینہ سے بھی ہوتی ہے۔ اس کے باب کرامات کے آغاز میں وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت خواجہ محمد سعید کی کرامات کا احاطہ و شمار بہت مشکل ہے، لیکن حضرات المقدس کے مولف ملا بدر الدین کے فرزند شیخ محمد نے ان میں سے چند ایک جمع کی ہیں :

لکن قد تصدی لجمع جملہ منها الاخ الصالح الباقر محمد بن عبد الدین السرهندی صاحب حضرات القدس مقامات المجدد رضی اللہ عنہ۔ الخ

### ملا محمد شاکر سرہندی

ان کے حالات زندگی تذکروں میں نہیں ملتے۔ یواقتت الحرمین کا انہوں نے حنات الحرمین کے نام سے سرہند شریف پہنچ کر ۱۰۷۱ھ میں عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمہ کے بغور مطالعہ سے نہ صرف یہ عیاں ہوتا ہے کہ مترجم اس سفر میں حضرات کے ہمراہ تھے بلکہ اس عالی شان خاندان کے ساتھ ان کے کم سنی سے ہی اخلاص و محبت کے مراسم تھے۔

شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی) نے لکھا ہے کہ مترجم حنات ملا محمد شاکر سرہند کے قاضی تھے۔

۳ بدخشی، محمد امین: نتائج الحرمین۔ نسخہ ۱، ورق ۲۹۳۔ ۱، ب۔ نیز رک بہ مقدمہ حاضر تحت حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران تالیفات.....

۴ وحدت، عبدالاحد سرہندی: لطائف المدینہ ورق ۳۰۔ ۱ (یہ اہم مخطوطہ بھی ہم نے مرتب کر لیا ہے، انشاء اللہ جلد شائع ہو جائے گا۔)

۵ محمد مراد کشمیری: حنات المقرین۔ قلمی۔ (شیخ محمد فضل اللہ ہمشیرہ زادہ حضرت خواجہ محمد معصوم جن کا نام خود حضرت خواجہ نے محمد شاکر رکھا تھا، اورنگ زیب نے ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں سرہند کا قاضی مقرر کیا مقامات معصومیہ ۶۷۷) اس لیے قیاس ہے کہ شیخ محمد مراد نے سہواً مترجم حنات کو قاضی سرہند لکھ دیا ہو یا یہ مترجم بھی ان کے بعد سرہند کے قاضی رہے ہوں۔



یواقیت الحرمین کے جامع حضرت مروج الشریعت نے خود ملا محمد شاکر کو اس کے ترجمے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں دیگر صاحبزادگان کے نوشتہ مکاشفات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات کی نظر میں ملا بدرالدین کے اس فرزند کی کتنی عزت تھی اور ان کا علمی مقام بھی مسلمہ تھا۔

## حسنت الحرمین

رسالہ حسنت الحرمین حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ان مکاشفات احوال اور فرمودات کا مجموعہ ہے جو آغاز سفر حرمین الشریفین، قیام حجاز مقدس اور ہندوستان کی طرف واپسی کے دوران بیان کئے۔

حضرت خواجہ ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں حرمین الشریفین کی طرف بہ نیت حج روانہ ہوئے تو صاحبزادگان، اعزہ اور بعض خلفا بھی ہمراہی کا شرف حاصل کر کے وہاں حاضر ہوئے اور آپ کے صاحبزادے حضرت مروج الشریعت محمد عبد اللہ آپ کے فرمودات کو عین موقع پر ہی "عربی فصیحہ" میں قلم بند کرتے رہے اور سر مندر شریف پہنچ کر اس کی تکمیل کر کے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت خواجہ اس کے مطالعہ کے بعد روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر حاضر ہوئے کہ ان تحریرات کے بارے میں حضرت کی مرضی معلوم کریں۔ تو بہت ہی عنایات کا کشف ہوا۔ اور عالم مکاشفہ میں بطور انعام جو ابہر اور یواقیت سے بھرے ہوئے "دوخوان" ایک ایک شخص جس کے سر پر جو ابہرات سے مرصع تاج تک لے کر حاضر ہوا۔ پس اس مناسبت سے اس مجموعہ کا نام "یواقیت الحرمین" تجویز کیا گیا۔ اس کے بعد اس سلسلہ

۱۔ تفصیل اسی مقدمہ میں حسنت الحرمین کے تعارف کے تحت ملاحظہ کریں۔  
 ۲۔ خاتمہ حسنت الحرمین، نیز روضۃ القیومیہ (۱۱۶/۲ - ۱۱۷) میں یہ حکایت مفصل طور پر بیان ہوئی ہے۔



کے کئی مشائخ کے ملفوظات کے حصوں میں ہر ملفوظ کو "یا قوت" کا نام دیا جانے لگا۔

## فارسی ترجمہ

ہندوستان پہنچ کر طالبانِ حق کی درخواست پر مولف (حضرت مروج الشریعت) نے اسے فارسی میں ترجمہ کرنے کے لیے شیخ محمد شاکر بن ملا بدرالدین سرہندی کو حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا "مشروح فارسی" میں ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ ۱۰۷۱ھ / ۱۷۶۱ء میں مکمل ہوا۔ گویا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے حینِ حیات ہی یہ اہم کام پورا ہو گیا تھا۔ ملا محمد شاکر نے اس لفظی ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ یہ مشروح فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم نے وضاحت کی ہے کہ اگرچہ اس مجموعہ میں زیادہ تر حضرت مروج الشریعت کے بیان کردہ مکاشفات ہیں لیکن چند ایک بیانات دیگر صاحبزادوں کے بھی اس میں شامل ہیں جن کے نام ان مواقع پر لکھ دیے گئے ہیں۔

## حنات الحرمین کی مقبولیت

حضرت خواجہ کے مکاشفات کا یہ مجموعہ سالِ تالیف ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء سے لے کر آج تک بہت ہی مقبول اور اس حلقہ میں متداول ہے۔ اس رسالہ کے جامع حضرت مروج الشریعت اپنے ایک مکتوب میں اس رسالہ کی مقبولیت اور حضرت مجدد

۱۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ۱۲۲۰ھ / ۱۸۲۵ء کے ملفوظات مشمولہ خواجہ علویہ میں یہ مثال ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۲۔ حنات الحرمین۔ ابتدائیہ از مترجم فارسی۔ نیز روضہ ۱۱۴/۲، مقامات معصومیہ ۵۵۷ میں بھی اس ترجمہ کے خود مولف کی طرف سے امر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ حنات الحرمین : ابتدائیہ از مترجم فارسی۔



الف ثانی قدس سرہ نے عالم مکاشفہ میں اس کے بارے میں جس رکنے کا اظہار فرمایا تھا اس سے خود آگاہ فرماتے ہیں :

”در شب جمعہ بزیارت حضرت پیر دستگیر رفتہ بودیم توجہ در باب رسالہ حسنات الحرمین کہ چیز ہائے عجیب در ان مندرج شدہ است داشتیم کہ آیا این ہمہ اسرار و معاملات کے مرقوم گشتہ است صحت دارد و اظہار آن مرضی است یا نہ ؟ حضرت مجدد الف ثانی ظاہر شدہ آن قدر الطاف و عنایات نمودند کہ تا حال بہ این خصوصیت کم نمودار شدہ باشند ہر وقت در کنار گرفتند و بوسہ می دادند و از کمال شفقت گردن می گشتند۔ راوی گوید ایں ہمہ اشارہ است بہ صحت آن حالات و رضا بہ اظہار آن۔“

ہمارا دعویٰ ہے کہ اس رسالہ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس کی تلبیض سے پہلے ہی اس کے اقتباسات لیے جانے لگے تھے۔ سلسلہ مجددیہ کے ایک عظیم محقق و سوانح نگار مولانا محمد امین بدخشی جو اس رسالہ کی ترتیب کے زمانہ ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں حرمین الشریفین میں موجود اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے حالات پر ضخیم و حجیم کتاب نتائج الحرمین کی تالیف میں مصروف تھے جب حضرات سرہندی کی حرمین میں حاضری کا سنا تو کشاں کشاں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان حضرات کے پاس رہنے لگے اور وہ ان دنوں نتائج الحرمین کی جلد سوم کی تدوین کر رہے تھے کہ اس کام کو روک کر انہوں نے عربی زبان میں حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی اور دیگر حضرات سرہندی کے حالات پر ایک مستقل کتاب لکھی اور نتائج الحرمین کی تکمیل (حدود ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء) کے بعد اس کا عربی سے فارسی میں ترجمہ بھی کیا تھا، انہوں نے مذکورہ کتاب، اس کے فارسی ترجمے اور نتائج الحرمین میں رسالہ حسنات الحرمین کے عربی متن سے بکثرت اقتباسات اپنی ان تینوں کتابوں میں



شامل کئے تھے۔ گویا ہماری تحقیق کے مطابق حنات الحرمین سے نقل و اقتباس کا اولین شرف مولانا محمد امین بدخشی کو حاصل ہوا۔

مولانا بدخشی کے بعد سلسلہ مجددیہ کے ایک اور نامور سوانح نگار شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء) جنہوں نے اس سلسلہ کی تاریخ پر قابل توجہ کتابیں تالیف کی تھیں، اپنی کتاب حنات المقرین (۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۲ء) میں حنات الحرمین کے نصف سے زیادہ حصے کو نقل کر کے محفوظ کر لیا ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ پر سب سے زیادہ ضخیم و اہم کتاب مقامات معصومیہ کے مولف شیخ صفرا احمد معصومی (نواسہ حضرت خواجہ) نے حنات میں سے سترہ یواقتیت کو اپنی اس کتاب کی زینت بنایا۔

روضۃ القیومیہ (۱۱۲۵-۱۱۶۹ھ / ۱۷۳۵-۱۷۵۹ء) کے مولف نے حنات الحرمین سے بکثرت اقتباسات دیئے ہیں اور کئی مقامات پر اس کے براہ راست عربی متن سے استفادہ کرنے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ روف احمد رافت مجددی (۱۲۲۹ھ / ۱۸۳۲ء) نے بھی اپنی بعض تالیفات میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت عنوان ”حضرت خواجہ کے قیام عربین کے دوران تالیف ہونے والی سلسلہ مجددیہ کی کتابیں“۔

۲۔ محمد مراد ٹنگ کشمیری : حنات المقرین - قلمی

۳۔ صفرا احمد : مقامات ۱۸۹-۲۰۹

۴۔ کمال الدین محمد احسان : روضہ ۱۱۷/۲

۵۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو ملفوظات شریفہ ۳۰، ۹۲، ۹۳ عواشی



## حسانات الحرمین کے خطی نسخے

حسانات الحرمین کے عربی متن کے کسی نسخے کے وجود کا تا حال علم نہیں ہے۔ اس کے پیش نظر فارسی ترجمے کے اس وقت تک ہمیں صرف مفصلہ ذیل قلمی نسخوں کا علم ہے۔

(۱) کتب خانہ انڈیا آفس لندن۔ ذخیرہ دہلی، مخطوطات فارسی نمبر ۲۷۹

یہ نسخہ دریافت شدہ تمام نسخوں میں کتابت کے اعتبار سے قدیم ترین ہے۔ اس کا سال کتابت ۱۰۷۲ھ ہے۔ اگرچہ ترقیمہ میں جس کا عکس اس مقدمہ میں شامل ہے سے سنہ ۱۰۷۷ھ پڑھا جاتا ہے اور عدد ۷ کے بعد کچھ نہیں لکھا گیا۔ لیکن اس کے خط اور قدامت سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ سال ترجمہ ۱۰۷۱ھ کے فوراً بعد یا ۱۰۷۲ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے۔ ہم نے اسی نسخہ کی بنیاد پر یہ متن تیار کیا ہے۔

(۲) کتب خانہ مولانا محمد ہاشم جان مرحوم ٹنڈوسائیں دادسندھ

اگرچہ اس میں سال کتابت درج نہیں ہے۔ لیکن حدود ۱۴۰۰ھ کا معلوم ہوتا ہے اس نسخے کا عکس ہمیں جناب حاجی محمد اعلیٰ صاحب کراچی کی وساطت سے حاصل ہوا۔ جس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

(۳) حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی بن حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی، سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت میرزا منظر جان جاناں و حضرت شاہ ابوالخیر کے ذاتی کتب خانہ میں وہ نسخہ ہے جو ان کے حضرت والد نے مدینہ منورہ سے حاصل کیا تھا۔

(۴) کتب خانہ عارف حکمت۔ مدینہ منورہ (نسخہ نمبر ۲۲۵)

اس نسخہ کی زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہی ہمیں اس کا عکس مل سکا ہے۔ فقط فہرست مخطوطات فارسی مدینہ منورہ میں اس رسالہ کا



نام درج ہے۔ سلسل نمبر ۲۲۵  
 (۵) کتب خانہ لینن گراڈ (روس) میں بھی اس کا ایک نسخہ پایا جاتا ہے۔ ہمیں  
 اس نسخہ تک رسائی نہیں ہوتی۔

(۶) رسالہ حسنات الحرمین کے طویل اقتباسات حسنات المقربین، مقامات معصومیہ،  
 اور روضۃ القیومیہ میں پائے جاتے ہیں اس لیے ان اقتباسات سے بھی متن  
 کی تصحیح میں خاصی مدد ملی ہے۔

ہمارے پیش نظر متن کی بنیاد ان اقتباسات کے علاوہ نسخہ نمبر ۱ (جسے حواشی  
 میں نسخہ ۱ لکھا گیا ہے) اور نسخہ نمبر ۲ (جسے نسخہ ۲ سے تعبیر کیا گیا ہے) پر ہے۔  
 حسنات الحرمین کے مختصر تعارف کے بعد آئیے پہلے ہم اس ”ذہنی و مذہبی کشمکش“  
 کا جائزہ لے لیں جو داراشکوہ کے سہارے صوفیہ خام نے اس عہد میں پیدا کر دی تھی تاکہ  
 اس پس منظر میں ہم مجددی حضرات کی ”تحریک احیائے دین“ کی نوعیت اور حقیقت  
 کو سمجھ سکیں۔

پیش نظر کتاب بھی عین انہیں ایام میں مرتب ہوئی تھی اس لیے اس کی تالیف  
 کا سیاسی و مذہبی پس منظر بھی یہی تھا۔

۱۔ عطاروی قوچانی عزیز اللہ : مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ۔ طبع تہران ۱۳۲۶ ش

۲۔ احمد منزوی : فہرست نسخہ های خطی فارسی جلد ہفتم مسودہ مملوکہ جناب

احمد منزوی۔ تہران







الى متى معراج النهاية الوارث الكامل والتابع البائع المترف  
 بالمحبة الذاتية المسعور بكنهه القويمة الجامع بين كمالات <sup>مخالفة</sup> <sup>الذات</sup>  
 والضميمة <sup>الذات</sup> بجملة بالاسرار الناصية عن صرف <sup>الذات</sup> المحبوبة النور  
 من امك القيوم سيدنا واما منا وقلنا حضرت خواجه <sup>موصوف</sup>  
 سلمه الله سبحانه وادام ركاته وطلال ارشاده الى يوم المعلوم <sup>در</sup>  
 سنة هزار و شصت و شصت <sup>۱۰۴۸</sup> فمشت <sup>۱۰۴۸</sup> که از کلمه محمدن الموصوف <sup>ذات الشیخ</sup>  
 نیر معلوم میکرد و بعنائت الله جل و علاطو <sup>۱۰۴۸</sup> فمیت <sup>۱۰۴۸</sup> البر و ض  
 رسول الله و زیارت اصحاب کبار و مواضع و هزار مرتبه که <sup>کشت</sup>  
 و در آن اماکن معطر بمواهب عالیة امرار خاضه مشرف <sup>بجشن</sup>  
 و لو بردات و الهامات بلند و مقامات کلمات ارحم <sup>خشنه</sup>  
 و النوار و اسرار استهای خاصه و خلعت های <sup>که</sup> فخر و رحمت <sup>که</sup>  
 العالی حضرت در هنگام فرخندگی خاطر شریف <sup>یک</sup> حکم و اما <sup>یک</sup>  
 عهد مطری زور و دعائات فافوه و مکاشفات <sup>یک</sup> با هر <sup>یک</sup>

۶ - حسات الحرمین خطی نسخه انڈیا آفس کا ورق ثانی



کہ تا حال اہتمام مراحم کمر بظہور ہو سکتا باشد میدیدم کہ از  
 کمال مرحمت کویا کردا کرد ما میگردنیز و اظهار فرج و سروری  
 نمایند صباح از روز بعد از نماز بایداد بکلمه ذکر مراقب نشسته  
 دیدیم کہ دو کس دو خوان در دست گرفته از مرد و در دوازده  
 مسجدش آمدند و صحبت یکی از آنها خوب بوضوح نہایت  
 کہ جدا آورده بود و دیگری ان جوان را آورده پیش ما نهاد  
 دیدیم کہ حضرتای درخشیده چون جواب رو بوقت است ابر  
 در ان نهادہ اند درین اثناء ان شخص یک تاج نکل  
 بچہ بر سر بالہ بہشت انتہی راقم حروف گوید عنی عنہ  
 بعد کسی نہ کسی کہ تسمیہ ان رسالہ بوقت  
 موافق ان موقف افتاد و وجه و وجه رای تسمیہ پدید

سبحان رب العزت عالمین و سلام

عالمین محمد و آل محمد رب العالمین

قد علمت ہذا رسالہ الترتیب

مسیحی حسانت الحرمین

سابع ۱۲۲۲ ہجری

محمد عامر

محمد عامر

۷۰ حسانت الحرمین کے نسخہ انڈیا آفس کے دو آخری ورق



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الحمد لله الذي جعل حسان اوليائه مهبطا للعجايب ونطقا على لسانهم بسلام مستغنين  
 على الغرائب وجر كلامهم دواءا شفاء للنوائب والصلوات والسلام على عيسى الذي  
 لا يحيط بغيبه الا ذراك كغيب ناعسا لولا ان لما خلقت الافلاك وعلى آله واصحابه وآثارهم  
 وعلى جميع الاولياء وموسى عليهم واتباعهم كثرين معصمان الطاف ازدي محمد  
 شاکر بن شیخ بدر الدین احمد سریندی مساجد که چون حضرت قطب الما قطب اعظم شیخ  
 والشاب خازن کنوز الهدایة والمعونة قام معادن الرحمة والبرکة الوهن الی قصی  
 الولاية البالغ الی منتهی معارج النهایة الوارث الكامل والتابع البالغ المشرف بالمجتب الی الیة  
 المستعد بخلق القویة الجامع بین کمال الامانة والفضیلة البشریة بالسرار النایبة عن  
 صرف المحویة النور الی الیة من الملك القوی سیدنا واما منا وقبلتنا حضرت خواجہ معصوم  
 سلمہ اللہ جانہ وادام برکاتہ وطلال ارشادہ الی یوم المعلوم در دستہ ہزار حضرت  
 از کلمہ محمدن المعصوم مراد التذیبع نیز معلوم میگرد و بجنابیت خداوندی جل و علا طرا  
 در وصف رسول اللہ و زیارت اصحاب کبار و مواضع هزار مرتبہ کہ میسر گشت و در ان ایام کن  
 بمواہب عالیہ و سرار غامضہ شرف ساختند و بواردات و العیالات بلند و مقامات  
 و کمالات ارجمند نواختند و الوار و سرار نصیحتا خواصہ و خلقہای فخر محبت کرد  
 ان عالی حضرت و در حکام فرخندہ کی خاطر شریف حکم و اما بعد ہر یک فوہد شطری از  
 عنایات فاخرہ و مکاشفات باہرہ بخند مزادہ ہای کرام کہ درین سفر فیض اثر

بودند

۸۔ حسنت الحرمین - خطی نسخہ مملو کہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی مرحوم - کا پہلا ورق



# اس عہد کا مذہبی ماحول

## وحدت الوجود اور وحدت الشہود<sup>۱</sup>

یہاں ان دونوں نظریات کی تفصیل اور ان کے درمیان فرق بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب ہندوؤں نے نظریہ وحدت الوجود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیہ خام کا طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ان کی مدد سے انہوں نے اسے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ اس کے افکار کا مرکزی نقطہ نظر ”وحدت ادیان“ ہے۔

ان حالات میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایسے صوفیہ کو لاکارا اور اس کے انجام سے خبردار کیا۔ خود چشتی سلسلہ کے بزرگوں نے جن کے ہاں اس نظریہ کو سب سے زیادہ پذیرائی ہوتی تھی، اس نظریہ کے تمام تر مجتہدین کو خانقاہ تک محدود رکھنے کی پوری پوری کوشش کی، لیکن جب ان شرائط کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو عوام تک پہنچ کر اس نظریہ نے منفی اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کو آمیزش سے پاک کرنے کے لیے بہت سعی فرمائی اور اس کے مقابل ”وحدت الشہود“ کو پیش کیا۔

۱۔ اس موضوع پر اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف انہیں چند عنوانات پر لکھا ہے۔

۲۔ ان دونوں نظریات کی تفصیل اور فرق کی وضاحت کے لیے دیکھتے ملا عبد العلی بحر العلوم کا رسالہ وحدت الوجود مرتب و مترجم مولانا زید ابوالحسن۔ طبع دہلی و مقدمہ مقامات منظرہری۔



افسوس کہ خود غرض اور دنیا پرست علماء و صوفیہ نے اس پر غور و فکر کیے بغیر اسے ایسے معنی پہناتے جس سے مخالفین کو مزید تقویت ملی۔

داراشکوہ نے اس معاملہ میں انتہا کر دی اور سیاسی مقاصد کے لیے ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے وحدت الوجود اور ہندوؤں کے فلسفہ ویدانت کو اس طرح ملانے کی کوشش کی کہ وحدت الوجود سے وحدت ادیان تک جانے میں کوئی مشکل نہ رہی جس کا عملی نتیجہ دارا کی تالیف مجمع البحرین ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے زیر اثر اس نظریہ نے مباحث کی ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ غیر ملکی سیاح بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور فرانسیسی سیاح برنیرو جو دارا اور اوزنگ زیب کی جنگ تخت نشینی کے ایام میں (۱۶۵۸ء) داراشکوہ کے لشکر میں بحیثیت طبیب کام کرتا تھا، لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے بارے میں ہندوستان میں بڑا غل پڑا ہوا ہے نیز اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ پنڈت اور دوسرے فلاسفہ دارا اور اس کے بھائی شجاع کے ذہن میں یہ نظریہ القا کر رہے ہیں :

I shall explain to you the Mysticism of a great sect which has latterly made great noise in Hindoustan, inasmuch as certain Pundits or Gentile Doctors had instilled it into the minds of Dara and Sultan Sujah. <sup>۱</sup>

گو اوزنگ زیب کی کامیابی، دارا کے قتل اور مرکز کی مضبوطی نے اس نظریہ کو اوزنگ زیب کے عین حیات ابھرنے نہ دیا لیکن پھر بھی خفیہ طور پر وہ پنڈت اور ڈاکٹر (صوفیہ خام) اس نظریہ کے پرچار اور اسے وہ رنگ دینے میں لگے رہے جس کا آغاز انہوں نے دارا کے سہارے کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے جانشینوں اور اوزنگ زیب

<sup>۱</sup> Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891. p. 345.



نے ان کا شدید محاسبہ جاری رکھا۔ جس کی وضاحت کے لیے اس عہد کے عقائد اور مذہبی رجحانات کا پس منظر بیان کیا جا رہا ہے۔

## داراشکوہ کے عقائد کا پس منظر

اکبر کی طرح داراشکوہ بھی ابتداء میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا، ۱۰۲۹ھ/۱۶۳۹ء میں جب اس نے اپنی پہلی کتاب سفینۃ الاولیاء لکھی تو اس کی عمر ۲۵ سال تھی اس میں اس نے اپنا نام صوفیہ متقدمین کی تقلید میں انکسار کے ساتھ اس طرح لکھا:

”ایں فقیر حقیر محمد داراشکوہ حنفی قادری“

اسی کتاب میں اس نے ”سرور کائنات بہترین موجودات صلی اللہ علیہ وسلم“ کے چاروں اصحاب کو دین کا رکن، اسلام کی ملت مستقیم کا پرچم، ان اصحاب کے ساتھ محبت کو خدا و رسول کی دوستی اور ان کے ساتھ دشمنی کو خدا و رسول کی دشمنی قرار دیا ہے اور اہل سنت کے چار ائمہ کو ”چہار دیوار خانہ اسلام“ کا درجہ دیا ہے۔<sup>۱</sup>

اس کے بعد وہ کتب تصوف کا مطالعہ کرتا رہا اور تصوف سے اس کا تعلق محکم ہوتا چلا گیا۔ ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء میں جبکہ اس کی عمر ۹ سال تھی وہ اپنے والد شاہ جہاں کے ہمراہ لاہور میں قادری سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں میر لاہوری (ف ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء) سے دو مرتبہ ملا اور اس کے ذہن پر ان کی عقیدت نقش ہو گئی۔ وہ ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں ہی کشمیر کی سیر کے دوران حضرت میاں میر کے خلیفہ ملا شاہ بدخشی سے ملنے گیا اور ان سے اتنا متاثر ہوا کہ بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا اور ان کے تعلقات محکم ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ

۱۔ داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء۔ طبع نوکشور۔ کانپور ۱۹۰۰ء، ۱۲

۲۔ دارا : سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۴۸



انہوں نے دارا کو مریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے کہا۔  
 اس واقعہ کے تین سال بعد ہی اس نے ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ھ میں حضرت میاں میر لاہوریؒ  
 اور ان کے خلفاء کے حالات پر سکینۃ الاولیاء کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔  
 اگر اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کتاب کی تالیف سے اس کے شریعت کی  
 قیود سے آزاد تصوف کی طرف رغبت کا پورا احساس ہونے لگتا ہے۔

ہمارے خیال میں ملا شاہ بدخشی جیسے شرعی حدود سے آزاد تصوف کے علمبردار صوفی  
 کی صحبت میں رہ کر اس نے الحاد کی راہ اختیار کی تھی خود دارا شکوہ نے ملا شاہ کی جس زندگی  
 کی تصویر کشی کی ہے اسلام نے اس کی کبھی اجازت نہیں دی۔  
 ملا شاہ اپنے ابتدائی ایام سلوک میں شاید پابند شرع صوفی ہوں لیکن دارا شکوہ کے  
 زمانہ عروج میں وہ محض ایک آزاد مشرب تھے۔ ان کے نزدیک ایک صوفی کا سکر کی حالت  
 میں رہنا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر تھا۔  
 ”سکر حالتی بلند تر است از نماز گزاردن“

انہوں نے اپنے رسالہ مرشد میں جہاں بہت سی غیر شرعی باتوں کا صوفیہ کے لیے  
 جواز پیش کیا ہے وہاں ان کے نزدیک انا الحق کہنا بھی درست ہے۔ ان کے کلام کے عمومی  
 عنوان تعریف آتش، تعریف حقہ اور تعریف نور و غیرہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملا شاہ  
 اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے ہوئے طالب کے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے  
 ان کے حلقہ میں بنوائی نام کا ایک ہندو بھی تھا جو کشمیر میں ۱۰۴۴ھ / ۱۶۳۴ء میں ملا شاہ

۱۴۸، ۱۴۴ ایضاً

۱۵۸، ۱۵۴ ایضاً

۱۵۳ دارا شکوہ: حنات العارفين۔ طبع تہران ۶۴ (بلسلہ تفسیر آیۃ لا تقربوا الصلوۃ.....)

۱۵۴ ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۱۴۱/۲ ۱۵۵ ایضاً ۱۴۴



سے منسلک ہوا تھا معاصر کتاب ولسانِ مذاہب میں لکھا ہے کہ وہ ملاشاہ سے بہرہ اندوز ہوا:  
 ”کامیاب شناخت گشت“

دلسانِ مذاہب کے اندراج سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ ہندو اس وقت قصداً وحدتِ ادیان کے پرچار میں مصروف تھا اور صرف ملاشاہ سے ہی ”بہرہ اندوز“ نہیں ہوا تھا بلکہ کئی ”درویشانِ ہند“ کی صحبت اختیار کی تھی۔

ملاشاہ بدھشی کے اشعار بھی ان کی اسی قسم کی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کا ضخیم کلیات بھی موجود ہے۔ داراشکوہ نے ان کے جو اشعار نقل کیے ہیں وہ یقیناً اس کے بھی پسندیدہ تھے ملاحظہ ہو:

رشتہ تسبیح ما، رشتہ زنا رشد      رہ سوی میخانہ داد، مرشد دانای ما  
 روشنی کفر ما، ظلمتِ اسلام سوخت      تاچہ زند فتنہ ما، سرد گراز پای ما

شعرا کے تذکروں میں ملاشاہ کا یہ شعر بھی ملتا ہے۔

پنجہ در پنجہ خدا دارم  
 من چہ پرواے مصطفیٰ دارم

ان اشعار اور خصوصاً آخری شعر کے پیش نظر وہ اپنی آزاد مشربی کی حدود سے بھی بہت

۱۔ دلسانِ مذاہب۔ طبع بیہی ۱۲۷۷ھ ۱۳۸

۲۔ اس ہندو کی اس صحبت کو محض ملاقات اس لیے نہیں قرار دیا جاسکتا کہ ملاشاہ کے حالات پر جہاں آرا بنت شاہ جہان نے جو مستقل کتاب صاحبہ لکھی ہے اس میں اس نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ملا صاحب اپنے عقیدت مندوں اور اخلاص کیشوں کے علاوہ کسی دوسرے سے صحبت نہیں رکھتے۔ (محمد براہیم ڈار، مقالہ بر رسالہ صاحبیہ، اور نیٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۳۷ء ۹)

۳۔ داراشکوہ: حنات العارفین۔ طبع تہران ۶۷

۴۔ نصرآبادی، محمد طاہر: تذکرہ شعراء تہران ۱۳۱۷ش (تالیف حدود ۱۰۸۳ھ) ۶۳



آگے ”کفر حقیقی“ کی تلاش میں نکل پڑے تھے۔

ان کے اپنے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس روش سے راسخ العقیدہ علماء جہنمیں انہوں نے ”ملایان قشر“ اور ”زاهدان خشک“ جیسے القاب سے یاد فرمایا ہے، نے ان کے خلاف آواز بلند کی تھی ایک مرتبہ انہوں نے ”ذوقی و وسطی عظیم“ کی کیفیت میں داراشکوہ سے کہا:

بعضی ملایان قشر و زاهدان خشک مارا چناں آزرده ساخته بودند.....<sup>۱</sup>

معلوم ہوتا ہے کہ ان ”بدبختان شری“ نے متحدہ طور پر ان کے خلاف کارروائی کی ہوگی کیونکہ ملاشاہ داراشکوہ کو انہیں تنبیہ کرنے کے لیے خط لکھتے ہیں:

شمارا بے شک دست رساست، و نارا فاندہ از آشنائی شما بہ ازین دیگر  
چہ خواهد بود؟<sup>۲</sup>

اگر ہم ملاشاہ اور داراشکوہ کی تالیفات کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں ان پیر و مرید کے افکار میں بہت ہی مماثلت و ہم آہنگی ملے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملاشاہ بدخشئی کے افکار کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تاکہ اس دور کی فکری فضا کے خاکے سامنے

۱۔ داراشکوہ نے اس اصطلاح کو اپنی ان تالیفات میں استعمال کیا ہے جو اس نے ملاشاہ سے منسلک ہونے کے بعد تالیف کی تھیں تفصیل آگے آرہی ہے۔

۲۔ داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ ۱۶۷۔ ۳۔ دارا: ایضاً ۱۸۴

۴۔ ملاشاہ بدخشئی کے احوال و افکار کے بنیادی ماخذ یہ ہیں:

(۱) کلیات ملاشاہ مع رسائل نظم و نثر و تفسیر قرآن (قلمی نسخوں کے لیے ملاحظہ ہو پاکستان میں طبعی ادب ۲/۱۳۶-۱۹۳۱)

(۲) جہان آرا ریگم بنت شاہ جہاں، رسالہ صاحبیہ (در حالات ملاشاہ) متن مرتبہ محمد اسلم مشمولہ

جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان۔ لاہور جلد ۱۶۔ شماره ۴، جلد ۱۷۔ شماره ۱۰۔

و تعارفی مفت لہ محمد ابراہیم ڈار شامل اور ٹیل کالج میگزین۔ لاہور اگست ۱۹۳۷

(۳) داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵

(۴) ایضاً: حیات العارفین (شطیاتیات) طبع تہران ۱۳۵۲ ش ۲۵، ۲۸، ۴۴



آسکیں اور اس ماحول میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کی ان کے خلاف صف آرائی کی  
گوششوں کو آسانی سمجھا جاسکے۔

## شیخ محب اللہ آبادی

شیخ محب اللہ آبادی (متوفی ۱۰۵۸ھ / ۱۶۴۸ء) عہد شاہ جہانی کے سلسلہ چشتیہ  
صابریہ کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیمات کی بنیاد شیخ اکبر محی الدین ابن  
عربی کے افکار پر رکھی۔ انہوں نے اسے اپنا موضوع بنالیا تھا یہاں تک کہ وہ اس میں  
اجتہاد کے درجہ کو پہنچ گئے تھے، انہوں نے شیخ اکبر کے وحدت الوجود کے افکار کو ہندوستانی  
مزاج کے مطابق اس طرح بیان کیا کہ ”وحدت ادیان“ کی مثالوں کے متلاشی افراد کو ان  
میں سے بہت سا مواد مل گیا۔

انہوں نے عربی میں فصوص الحکم کی شرح لکھی اور ۱۰۴۱ھ / ۱۶۳۱ء میں فارسی زبان  
میں اس کی دوسری شرح کی اور شیخ عبدالرحیم خیر آبادی (جو ان کے مکتوب الیہ بھی تھے) کی  
وساطت سے اس کا ایک نسخہ داراشکوہ کو بھیجا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہفت احکام  
اور مناظر الخواص (۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء) مرتب کئے اور ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء میں عبادات الخواص،

(۵) ایضاً: مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق۔ کلکتہ ۲۳

(۶) توکل بیگ: نسخہ احوال شاہی (حالات و مقامات ملا شاہ) ۱۰۷۷ھ قلمی نسخہ برٹش میوزیم  
(رہو۔ ضمیمہ ۱۳) اس رسالہ کے فرانسوی خلاصہ کے لیے دیکھئے:

Mollah-Shah et le spiritualisme oriental, par M. A. de Kremer  
(J. Asiatique vi sere Tome xiii, (1869) pp. 105-159.

(۷) محسن فانی: ثنویات فانی، طبع امیر حسن عابدی۔ جموں ۱۹۶۴ء

(۸) دبستان مذاہب۔ طبع ممبئی ۱۲۷۷ھ، ۱۳۸، ۳۱۹-۳۲۷



تفسیر القرآن، المغالطۃ العامہ اور عقائد الخواص وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان سب رسائل میں ان کا بنیادی نظریہ وحدت الوجود کا پرچار اور افکار ابن عربی کا دفاع ہے۔

شیخ محب اللہ آبادی کے مکتوبات کا ضخیم مجموعہ بھی مرتب ہوا تھا، اس میں بھی تمام تر خطوط کا ایک ہی موضوع ہے یعنی ”وحدت الوجود“۔

اس مجموعہ میں داراشکوہ کے نام ان کے طویل مکتوبات موجود ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب جنہوں نے سلسلہ چشتیہ پر تحقیقی کام کیا ہے اور اس سلسلہ کے افکار کا گہرا مطالعہ بھی کر چکے ہیں، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ :

”شاہ محب اللہ آبادی تصوف کے جس حلقہ فکر کی ترجمانی کر رہے تھے، اس سے داراشکوہ کو خاص عقیدت تھی۔“

دارا نے اپنے ایک خط میں شیخ محب اللہ کو لکھا ہے کہ میرے سوالات کے جواب آپ نے دیتے اس سے بڑی مسرت ہوئی اور اس سے مجھے آپ کے ساتھ اپنی ہم مشربی کا علم ہو گیا :

”مکتوب ایشان.... رسید، از مطالعہ آن مسرت و خوش وقتی رو سے داد، ہم مشربی ایشان معلوم خاطر گردید.... این مشرب را صاف دریافته باشند“

وہ شیخ محب اللہ کے حین حیات ہی متقدمین صوفیہ کی کتابوں کا مطالعہ ترک کر چکا تھا اور ان سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا اور وہ اب اپنے دل کی گہرائیوں کا مطالعہ کرنے

۱۔ ان رسائل کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخی مقالات خلیق احمد نظامی ۱۴۸  
۲۔ مکتوبات کے نسخہ علی گڑھ میں داراشکوہ کے نام جو مکتوبات ہیں وہ ۴۴ صفحات کو محیط ہیں۔

(ایضاً نظامی ۱۵۱)

۳۔ نظامی، خلیق احمد : تاریخی مقالات۔ دہلی ۱۹۶۶ء ۱۴۹

۴۔ نجیب اشرف ندوی (مرتب) : رفات عالمگیر۔ دارالمصنفین ۳۲۹



لگا تھا۔ اس خط میں شیخ صاحب کو لکھا ہے :

بہ مطالعہ دل کہ بحریت لا محدود و از آن ہمیشہ گوہر ہائے تازہ برون... می آید۔  
داراشکوہ نے جس طرح دیگر صوفیہ کی خدمت میں تصوف سے متعلق سوالات  
ارسال کر کے ان سے جواب دینے کے لیے کہا تھا اسی طرح اس کا ایک سوال نامہ بنام شیخ  
محب اللہ اور ان کا جواب بھی موجود ہے۔ اسی قسم کے سوالات اس نے شیخ فتح علی قلندر کے  
پاس بھی ارسال کیے تھے۔

یوں تو شیخ محب اللہ کے تعلقات اس کے ساتھ اس وقت زیادہ استوار ہو جاتے ہیں  
جب شیخ صاحب کے مسکن الہ آباد کی صوبیداری اس کے سپرد کی جاتی ہے لیکن اس سے قبل  
شیخ صاحب اسے تشریح فصوص الحکم کا ایک نسخہ روانہ فرما کر اپنے خیالات سے آگاہ کر چکے تھے۔  
جب اس صوبہ کی نگرانی اس کے سپرد ہوئی تو اس نے شیخ کو ایک خط کے ذریعہ اس کی  
خوشخبری دی اور اُسے شیخ سے استفادہ کا بہترین موقع قرار دیا۔ اس کے جواب میں حضرت  
شیخ نے جو مکتوب لکھا اس کے الفاظ اس طرح ہیں :

..... از گزرتن صوبہ الہ آباد بیشتر خوشحالی بوجہ دست، بر صاحب عالم  
روشن است کہ چوں فقیر برین ہمہ اخلاق حمیدہ و الطاف کہ صاف در طینت  
و عین ثابت آن مرئی و ملاذ فقر اربید عنایت رحمانی تعبیه یافتہ نظری کند،  
شکر ہامی گوید کہ بیچ شاہ و شہزادہ بہ کمالات صاحب عالم مشرف شدہ باشد

۱۰ ایضاً ۳۳۰

۲ رقعات عالمگیر طبع ندوی ۳۲۵-۳۲۹

غالباً یہی سوالات و جوابات بصورت رسالہ معارج الولاہیت میں بھی محفوظ ہیں نسخہ آذر

۳ تفصیل اسی مقدمہ میں بعنوان "شیخ فتح علی قلندر اور دارا" ملاحظہ کریں۔

۴ یہ مکتوب نجیب اشرف ندوی مرحوم کے مرتبہ مجموعہ رقعات عالمگیر ۳۲۰ میں موجود ہے مکتوب

دراصل مذکورہ بالا سوال نامہ ہی ہے۔



پس زہے سعادت اہل زمانہ کہ مثل تو شہزادہ دلبرارامی بیند و اوصاف  
پسندیدہ آن صاحب می شنوند۔<sup>۱</sup>

ہمیں اس وقت داراشکوہ کے سیاسی رجحان کا عہد شاہ جہانی میں ہی جنگ تخت  
نشینی سے بہت پہلے ہی علم ہو جاتا ہے جب وہ شیخ محب اللہ سے اکبر کے عہد کے پدائشہ  
ایک سیاسی مسئلہ آیا حکومت کو اپنی ساری رعایا کا مساویانہ خیال رکھنا چاہیے یا مسلم و کافر میں  
تیز کر تی چاہیے؟<sup>۲</sup> کے بارے میں استفسار کرتا ہے۔

شیخ محب اللہ کے جس رسالہ پر اس وقت کی ذہنی فضا مگر اور مذہبی زندگی میں اہل  
مچ گئی وہ رسالہ تسویہ تھا جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے بارے  
میں ایسی بحث کی تھی جو علماء کے نزدیک قابل اعتراض تھی، اس رسالہ کے خلاف بات اعدہ  
کارروائی تو ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب کے عہد میں ہوتی لیکن معاصر ماخذ  
معارض الولاہیت کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حین حیات بھی ان کے  
نظریات کے خلاف شورش برپا ہوتی تھی اور وہ اس قدر شدید تھی کہ عوام ان کے قتل کے  
درپے ہو گئے تھے جب شیخ محمد رشید جونپوری کو معلوم ہوا تو وہ برق رفتاری سے جونپور سے  
آئے اور عوام کے زرخ سے بچایا اور ان کے کلام کی توجیح کر کے عوام کے جذبات فرو کئے۔<sup>۳</sup>  
اورنگ زیب کے عہد حکومت میں راسخ العقیدہ علماء کی درخواست پر اورنگ زیب نے  
ان کے رسالہ تسویہ کے تمام نسخے جلانے کا حکم صادر کیا تھا بلکہ خود اس کا مطالعہ کیا تو شاہ صاحب  
کے تمام مریدین کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا لیکن شاید یہ عملی طور پر ممکن نہیں تھا، ان کے

۱۔ نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۹-۱۵۰

۲۔ نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۰

۳۔ شیرخان لودھی : مرآة الخیال - طبع مطبع فتح الانبار کول ۶۱۸۲۸ ۲۲۸

۴۔ عبدی، عبداللہ خویشگی : معارج الولاہیت - قلمی - ذخیرہ آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۲۵ ورق ۴۲۲  
ر تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احوال و آثار عبداللہ خویشگی (۱۵۵)



صرف دو خلفاء میر سید محمد قنوجی اور شیخ محمدی کے حاضر ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادے خواجہ خرد نے اس رسالہ کی تردیدی شرح عہد عالمگیری میں ہی لکھی۔ اس رسالہ کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ خود شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے بھی اس کی ایک شرح لکھی، سلسلہ قلندریہ کے اصحاب نے بھی اس کی ایک ضخیم شرح طبع کروائی تھی۔ شیخ محب اللہ تو اپنے مکتوبات میں اس رسالہ کو عام کرنے سے اپنے خلفاء کو منع کرتے رہے کہ اسے اپنے تک محدود رکھیں اور انگریزوں کو نہ دکھائیں لیکن اس دور کی فضا ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ اس قسم کے لٹریچر کا تقاضا کیا جانے لگا تھا۔ اس لیے ان کے مریدین اس کے پابند نہ رہ سکے۔

شاہ محب اللہ آبادی کی ساری تالیفات اور خصوصاً ان کے مکتوبات کے مجموعہ کا مطالعہ از بس لازم ہے اس سے اس عہد کی فکری فضا اور دو متحارب مکاتب فکر جن کے ترجمان داراشکوہ اور اورنگ زیب تھے، کے بنیادی تصورات کا تجزیہ کرنے کے لیے یہ مجموعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

## محسن فانی کشمیری (۱۰۸۲/۱۶۷۱ء)

محسن فانی، حضرت میاں میر، ملا شاہ بدخشی اور شاہ محب اللہ آبادی کا عقیدت مند

۱۔ لودھی، شیرخان: مرآة الخیال ۲۲۸-۲۲۹  
اس رسالہ کے خلاف اورنگ زیب کی کارروائی کے محرک حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (ذمیرہ حضرت مجدد) بتائے گئے ہیں (روضۃ القیومیہ ۹۲/۳) لیکن روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ اورنگ زیب کے ساتھ ان حضرات کے جس قسم کے روابط تھے اس سے اس شرعی گرفت کے محرک ہی بزرگ ہو سکتے ہیں۔

۲۔ فانی نے اس کی خود وضاحت کی ہے۔

برپا کر دم سلسلہ پیرو مرید ہم ملا شاہ وہم میاں میر شدم

(پاکستان میں فارسی ادب ۳۲۲/۲)



تھا۔ آزاد مشرب صوفیہ میں اس کا بلند مقام ہے۔ وہ بھی ایسے افکار کا پرچار کرنے میں مصروف تھا کہ علما کو اس کے خلاف آواز بلند کرنا پڑی تھی، اس کے اپنے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خلاف فتویٰ صادر کیا گیا تھا۔

قاضی از دیبا چہ ای بر نسخہ فانی نوشت

فتویٰ خوئین رقم زرد زہر را در شیر کرد<sup>۲</sup>

اس شعر میں وہ وحدت الوجود کو وحدت ادیان کا رنگ دیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے۔

کتاب صلح کل گوردس گوید پیر میخانہ

تواں از بادۂ توحید شست ادراق نذیباً<sup>۳</sup>

ایک شعر میں اس نے شرعی عبادات سے بے زاری اور اپنے لیے ان کو غیر ضروری

قرار دیا ہے۔

ایں عبادتہای رسمی خوش نمی آید مرا

لیک میدانم کہ گردن خوشتر از ناکردن است<sup>۴</sup>

چونکہ فانی کے پیر نے ”من چہ پروانے مصطفیٰ دارم“ کا نعرہ لگایا تھا، اس لیے ان

کے اس شعر سے بھی اسی قسم کی فکر کا اظہار ہوتا ہے۔

نیست مارو تشد لان را حاجت طواف حرم

کلبۂ تاریک ما بیت الحرام مابس است<sup>۵</sup>

وحدت الوجودی صوفیہ کی طرح فانی بھی معتقد ہے کہ اپنی ذات کو خدا کی ذات میں

فنا کر دو اور ہو ہو عین خدا ہو جاؤ۔

۱۔ فانی: تثنوی مصدر الآثار۔ طبع امیر حسن عابدی ۲۶۰-۲۶۲ (شامل تثنویات فانی)

۲۔ ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲۳۸/۲

۳۔ لکھ ۵۵ ایضاً ۳۴۳/۲



در ذات دوست محو شواز بایدت کمال در بحر قطره نامشده گوہر نئی شود  
فانی داراشکوہ کی سرکار سے متوسل تھا، ایک شعر میں ”در داراشکوہ“ پر سجدہ کرتے  
ہوئے اس کا ذکر کرتا ہے۔

فانی کہ سجدہ در داراشکوہ کرد دیگر سرش فرود بہ ہر در نئی شود  
داراشکوہ اور فانی کے درمیان خط و کتابت بھی تھی۔ ایک خط میں دارا نے اس سے  
اس کے تخلص فانی کی بابت پوچھا تو اس مکتوب کے جواب میں فانی نے جو عرضداشت  
ارسال کی اس میں اس نے دارا کو ”مرشد مسترشدان“ اور ”بادشاہ دین و دنیا“ لکھنے کے  
علاوہ حسب ذیل قابل توجہ القاب سے نوازا :

بوقف عرض رازدانان ملک و ملکوت در مرثناسان جبروت و لاہوت کہ  
مقربان درگاہ صاحب عالم فانی و نزوحیکان بارگاہ مالک جہاں جاودانی  
اس قسم کے تعلقات کی بنیاد پر یہ بات سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ دارا نے ایسے  
ہی صوفیہ کی صحبت میں شرعی عبادات کو رسمی عبادات کہہ کر ان سے بے زاری کا اظہار  
کیا تھا۔

سرمد

وہ آرمینیہ کا باشندہ، کاشان میں مقیم رہا وہ نسلاً یہودی تھا، اسرائیلی زبانوں اور  
علوم کا ماہر تھا۔ وہ مشہور حکماء ملا صدرا شیرازی اور ابوالقاسم فنڈر سکی کا شاگرد تھا۔ ہندوستان  
چلا آیا، حیدرآباد میں رہا، عبداللہ قطب شاہ نے اُسے خوش آمدید کہا، وہ اپنے ٹھٹھہ کے

۱۔ ایضاً ۲ / ۳۴۴

۲۔ فانی : ثنویات فانی مطبع عابدی ۵

۳۔ ظہور الدین احمد : پاکستان میں فارسی ادب ۲ / ۳۴۰

۴۔ دارا نے اپنی کئی تالیفات میں اسلامی عبادات کا مذاق اڑایا ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔



قیام ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء کے دوران ایک ہندو لڑکے ابھی چند پرالیا عاشق ہوگا کہ وہ اُسی کا ہو کر رہ گیا۔ اُسے کئی زبانیں سکھائیں، اس ہندو لڑکے نے اس کی نگرانی میں توریت کے ابتدائی حصے کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا۔ دبستانِ مذاہب کا مولف، سرد سے ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں حیدرآباد میں ملا تھا اور اس سے کئی اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ اس کے اشعار و اقوال سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ وحدتِ ادیان کا قائل تھا۔ اس کا ایک شعر ہے۔

در کعبہ و بیت خانہ سنگ اوشد و چوب اوشد

یکجا حجر الاسود و یکجا بت ہندو شد

اگرچہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن اس کے عقائد و افکار میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ بلکہ اس کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہاں آیا تھا، اُسے داراشکوہ کا سہارا ملا تو یہیں کا ہو کر رہ گیا۔

وہ ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء میں دہلی پہنچا۔ معاصر تذکرہ نویس شیرخان لودھی نے مرآۃ النخیال (۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء) میں لکھا ہے کہ چونکہ داراشکوہ کی طبیعت اس قسم کے مجاہدین کی طرف راغب ہے اس لیے :

چوں خاطر سلطان داراشکوہ بجانب مجاہدین میل داشت صحبت باوی در گرفت ومدتی باتر صفات اوسر خوش بود تا آنکہ روزگار طرح دیگر انداخت۔

تمام آخذ متفق ہیں کہ وہ اپنے قیام ٹھٹھہ (۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء) کے دوران ہی مادرزاد برہمن ہو گیا تھا۔

ہمارا قیاس ہے کہ وہ آوارہ گردی کرتا ہوا دہلی نہیں پہنچا تھا بلکہ داراشکوہ نے اُسے خود دہلی بلایا تھا کیونکہ اس کی داراشکوہ کے ساتھ خط و کتابت بھی تھی۔ دارا کا ایک خط بنام

۱۔ دبستانِ مذاہب ۱۹۵ ۲۔ ایضاً ترجمہ دبستان میں شامل ہے ۱۹۶-۲۰۲ ۳۔ ایضاً

۴۔ لودھی : مرآۃ النخیال۔ طبع کول ۱۸۴۸ء ۱۵۴



۸۹  
سرمد، سید مصطفیٰ طباطبائی نے رسالہ انڈو ایرانیکا (کلکتہ) میں شائع کر دیا تھا۔

سرمد کو اس حالت میں غیر ملکی سیاحوں نے بھی دیکھا تھا۔

جب داراشکوہ کو جنگِ تخت نشینی میں شکست ہوئی اور اوزنگ زیب نے حکومت سنبھالی تو جہاں اس نے بہت سے غیر شرعی صوفیہ کا احتساب کیا وہاں سرمد پر بھی گرفت ہوئی اسے دربار میں طلب کیا گیا۔ اوزنگ زیب نے اعتماد خان ملا عبد القوی کو حکم دیا کہ وہ سرمد کو حاضر کرے، اس نے دربار میں سوال و جواب کے دوران بھی اسلام کے خلاف توہین آمیز کلمات کہے اور اس کی انہیں حرکات کی بدولت علماء کے فتویٰ سے قتل کر دیا گیا۔ یقیناً داراشکوہ اسی قسم کے صوفیہ خام کی صحبت میں رہ کر ”کعبہ و بت خانہ“ اور ”مسجد و مندر“ کا فرق مٹانے کے درپے ہوا تھا۔

## بابالال

وحدتِ ادیان کے پرچار اور کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لیے وجود میں آنے والی بھگتی تحریک کا اس آخری دورِ شاہ جہانی میں بابالال ہی علم بردار تھا اور اپنی فکر کو پھیلانے کے لیے اس نے باقاعدہ ایک حلقہ بنا رکھا تھا جو بابالالی کہلاتے تھے۔

داراشکوہ کا اس کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ اپنے پرائیویٹ سیکرٹری چندر بھان برہمن کے ہمراہ لاہور میں لال بابا سے نومبر اور دسمبر ۱۶۵۳ء میں دو ماہ تک

۱۔ نائینی، سید محمد رضا جلالی، سکینۃ الاولیاء (مقدمہ) ۳۶

۲۔ Bernier: Travels in the Mughal Empire, p. 317.

۳۔ سرمد کے قتل کے سلسلہ میں مختلف بیانات کے لیے ملاحظہ ہو:

تاثر الامرا - ۲۲۴/۱ - ۲۲۵، مرآة الخیال ۱۵۴، ریاض الشعراء قلی، واقعات عالمگیری ۱۲۱-۱۲۲ وغیرہ -



ملاقاتیں کرتا رہا اس میں چند بھجان ترجمان کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس عرصہ میں بابا سے جو گفتگو ہوئی وہ کتابی صورت میں ہندی زبان میں محفوظ کر لی گئی۔ بعد میں ان مکالمات کے ترجمان چند بھجان برہمن نے اس کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا جو ”مکالمہ بابا لال و داراشکوہ“ کے نام سے مشہور ہے۔ ان مکالمات میں جو سوالات دارا نے کئے ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ذہن کس طرح تیزی سے ”کفر حقیقی“ کے حقائق جاننے کی طرف مائل ہو رہا تھا اور اس کے بعد جب اس نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ اور پھر ان پر تحقیق و ترجمہ کا کام شروع کیا تو اس وقت تک وہ بابا لال سوامی کے رنگ میں پوری طرح اپنے آپ کو رنگ چکا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دارا ملاقات کے انہیں ایام میں ہی حنات العارفین<sup>۳</sup> بھی مرتب کر رہا تھا اور ان ملاقاتوں کے بعد ہی یعنی جنوری ۱۶۵۵ء میں اسے مکمل کر لیا تھا۔ اس کتاب میں بابا لال کی وہ نصیحتیں جو اس نے دارا کو کی تھیں محفوظ ہیں۔ دارا اس کتاب میں بابا لال کو ”کمل عرفا“ اور تمام ہندوؤں میں اسے اس سے زیادہ ”عارف و متین“ شخص نظر نہیں آتا تھا۔ ایک نصیحت جو اس نے دارا کو اس سے کفر و اسلام کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے بابا نے کہا :

ہر قوم میں عارف و کامل ہوتے ہیں خدا ان کی برکت سے اس قوم کو نجات دیتا ہے۔ تم کسی قوم کے منکر نہ ہونا۔

۱۔ اس اصل رسالہ کا ہندی نام ہے Goshti Baba Lal Dyai

(مقدمہ) دیوان چند بھجان برہمن نوشتہ محمد عبدالحمید ناروتی۔ گجرات احمد آباد۔ ۱۹۶۷ء

۲۔ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ لاہور سے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا تھا۔

۳۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

۴۔ داراشکوہ : حنات العارفین ۲۹



ایک اور مقام پر بابا اُسے نصیحت کرتا ہے :

(اے دارا) تم شیخ نہ بننا، ولی نہ بننا اور نہ ہی صاحبِ خواق و کرامات ہونے کی خواہش کرنا بلکہ آزاد مشرب فقیر بننا (فقیر بے ساختگی)

اس سے اگلے ہی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں جب وہ اپنی مشہور کتاب مجمع البحرین لکھنے بیٹھا تو اس پر بابا لال کے افکار پوری طرح مسلط ہو چکے تھے۔

دارا شکوہ نے مجمع البحرین میں نبوت و ولایت کے بیان کے تحت بابا لال کو اپنا مرشد لکھا ہے :

در زمان دیگر چوں شیخ من جنید ثانی شاہ میر و استاد من میاں باری و مرشد من ملا شاہ و شاہ محمد دلربا و شیخ طیب سرہندی و باوا لال بیراگی۔

۱۔ دارا شکوہ: حنات العارفين ۵۵۔ بابا لال کی اصطلاح فقیر بے ساختگی کا یہ ترجمہ عصر حاضر کے وحدت ادیان کا سب سے بڑا تحریری نعرہ لگانے والے ڈاکٹر اطر عباس رضوی نے کیا ہے یعنی

“Be rather an independent Faqir”

(Muslim Revivalist Movements in India, p. 355)

۲۔ تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

۳۔ ڈاکٹر رضوی نے اس حقیقت کو اس طرح تسلیم کیا ہے:

The answers which Dara Shukoh received from Baba Lal . . . were fully drawn upon by him in his unique work Majma-ul-Bahrain. . . (Rizvi: Movements, p. 355).

۴۔ دارا شکوہ: مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق ۱۰۲

بابا لال کا نام معاصر کتابوں میں کئی طرح لکھا ہوا ملتا ہے جس سے التباس ہوتا ہے کہ یہ ایک نام نہیں ہے لیکن درحقیقت یہ ایک شخص کا نام ہے جسے مختلف طریقے پر لکھ دیا گیا ہے مثلاً دارا نے حنات میں بابا لال مندیہ اور مجمع البحرین میں باوا لال بیراگی، بعض ماخذ میں لال دیال وغیرہ۔



بابالال نے سرہند کے قریب دہیان پور میں ایک مندر کے ساتھ اپنے چیلوں کی تربیت کے لیے ایک تربیت گاہ بنالی تھی۔ ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے حکم سے یہ ”سما دھنی بابالال“ تعمیر کی گئی تھی جو اب تک موجود ہے۔ جہاں بہت سے طالب اس کے گرد جمع رہتے تھے۔

ہمارا قیاس ہے کہ بابالال کے لیے قصداً داراشکوہ نے سرہند میں اس لیے یہ سما دھنی بنائی تھی کہ ”مجددی تحریک“ جس کی بنیادی فکر اچیل نے اسلام ہے اور جس کا مرکز سرہند شریف تھا، کی نقل و حرکات سے وہ ہر وقت باخبر رہ سکے۔

### چندر بھان برہمن (حدود ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء)

وہ شاہ جہانی عہد میں معزز عہدوں پر فائز رہا، وہ ہندو ہونے کے باوجود مسلمان اساتذہ سے عربی و فارسی اور دینی تعلیم حاصل کرتا رہا، اس کی طبیعت اور مزاج بالکل داراشکوہ جیسا تھا فرق صرف یہ تھا کہ دارال نے حصولِ تخت کے لیے اپنے مذہبی عقائد کو سیاسی لبادہ اڑھا دیا تھا۔

معاصر مورخ محمد صالح کنبوہ نے لکھا ہے:

اگرچہ بظاہر زنا بندا است اما سزا کفر برمی تا بدو ہر چند بصورت ہندو است  
اما در معنی در اسلام می زند۔

۱ گنیش داس ڈیرہ نے دارا کے کئی مرتبہ بابا کے پاس جا کر استفیہ ہونے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا ہے کہ اس وقت تک بابا کے سجادہ نشینوں کا سلسلہ جاری ہے (چار باغ پنجاب) نیز دیکھئے مقدمہ جوگ بشسٹ۔ نوشتہ امیر سن عابدی ۷۔ حاشیہ و

سر اکبر۔ طبع تہران، مقدمہ ۲۴۷

۲ ڈاکٹر عبد الحمید فاروقی نے مقدمہ دیوان برہمن میں اور ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے پاکستان میں فارسی ادب (۱۲۴-۹۴/۲) میں معاصر آخذا اور برہمن کے بیانات کی بنیاد پر حالات زندگی مرتب کیے ہیں۔

۳ کنبوہ محمد صالح : عمل صالح ۳/۲۳۴



اس کی نظر میں کعبہ وبت خانہ، مسجد و مندر اور مسلمان و ہندو میں کوئی مذہبی فرق نہیں تھا۔ وہ اپنے افکار کے اعتبار سے وحدت ادیان کے مکتب فکر کا ایک خاص رکن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اس شعر پر ہنگامے کا ذکر تذکرہ نویسوں نے کیا ہے۔

مراد لیست بکفر آشنا کہ چہندیں بار

بکعبہ بروم و بازش برہمن آوردم

ہمارے خیال میں اس کا درج ذیل شعر اس عہد کے وحدت البوجہ کی اس فکر کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ اس فکر کو وحدت ادیان کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا، کہتا ہے۔

بانی خانہ وبت خانہ و می خانہ کیست

خانہ بسیار ولی صاحب ہر خانہ کیست

اس کے دیوان میں بہت سے ایسے اشعار ملتے ہیں جن سے اس کے مذہبی رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے اگر دیوان داراشکوہ اور دیوان برہمن کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو متصفانہ افکار میں بہت مماثلت ملے گی۔ اسی جذباتی ہم آہنگی کی بنیاد پر تو داراشکوہ نے اس کی خدمات شاہ جہان سے اپنے لیے مانگ لی تھیں۔ جب داراشکوہ قندھار کی مہم پر روانہ ہوا تو برہمن اس کے مصاحب کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا اور جب دارا اس مہم سے ناکام واپس آیا تو لاہور میں بابا لال اور دارا کی ملاقات میں بھی ترجمان کی حیثیت سے برہمن شامل تھا۔ اس ملاقات کے دوران گفتگو کو ریکارڈ کرنے اور پھر اس کا فارسی ترجمہ کرنے کی خدمت بھی برہمن نے ہی ادا کی تھی۔ وہ اپنی منشآت میں سرہند جانے کا ذکر بھی کرتا ہے کہ وہ وہاں بابا لال دیال سے ملا تھا جس کے پاس دور دراز سے لوگ آتے تھے۔

۱۔ برہمن : دیوان مرتبہ عبدالحمید فاروقی۔ احمد آباد گجرات ۱۹۶۷ء

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا تحت "بابا لال"

۳۔ منشآت برہمن بحوالہ مقدمہ دیوان برہمن نوشتہ عبدالحمید فاروقی ۶۷



## میاں باری (ف ۱۰۶۲/ھ ۱۶۵۲ء)

داراشکوہ نے حنات العارفين اور مجمع البحرين میں انہیں اپنا اُستاد بتایا ہے۔ دارا کئی سال ان کے پاس جاتا رہا لیکن انہوں نے اس سے بات تک نہ کی۔ آخر تین سال جب دارا نے ان کی خدمت کی تو انہوں نے گفتگو سے نوازا، انہوں نے مرتے دم تک دارا سمیت کسی کو اپنا نام و نشان تک نہ بتایا۔ دارا کہتا ہے کہ چونکہ وہ قصبہ باری کے نواح میں عزلت گزین تھے اس لیے میں انہیں ”باری تعالیٰ“ کہا کرتا تھا۔ آخر وہ سکوت ٹوٹا اور وہ خاموشی راز دارانہ گفتگو میں اس طرح تبدیل ہو گئی کہ دارا ان کی ”خدمت ایشان بسیار گستاخ بودم“ ایک مرتبہ دارا نے ان سے پوچھا کہ آپ کس کے بندے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں ”بندہ خود“ ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں اپنا مرشد بھی آپ ہی ہوں، میں خود ہی اپنا مرید ہوں۔۔۔۔۔ وہ باطنی طور پر ہر وقت داراشکوہ کے احوال سے آگاہ رہتے تھے۔۔۔۔۔ وہ موسم سرما و گرما میں بھی برہنہ رہتے تھے۔ ان کا مقبرہ جو انہوں نے خود بنوایا تھا موضع ”سرحنہ از توابع پرگند باری“ ایک تالاب کے کنارے تھا جس پر داراشکوہ نے ایک بند بھی بندھوایا تھا۔

داراشکوہ نے خود لکھا ہے کہ وہ جب تک (ان کے مرتے دم تک) ان کے پاس جاتا رہا لیکن ان کی محفل میں کبھی اللہ پاک کا ذکر تو درکنار کبھی نام تک نہیں آیا۔ اس طرح ابیاری و اولیاری کے اسماء بھی کبھی ان کی زبان پر نہیں آئے تھے۔ ایک مرتبہ دارا نے ان سے ان کی تعلیم کے بارے میں سوال کیا تو بولے میں نے ”ملا و پندت دونوں کو مار ڈالا ہے“ یعنی وہ اسلامی و غیر اسلامی دونوں علوم سے بیزار تھے۔

۱۔ دارا : حنات العارفين ۶۹

۲۔ ایضاً : ۷۱



## شیخ سلیمان مصری قلندر

سلسلہ قلندریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دارا کی ان سے ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء میں ملاقات ہوئی تھی اور خواب میں اُسے ایک قلندر مشرب بزرگ سے ملاقات کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا، وہ سیاحت پیشہ تھے، جب وہ ملتان پہنچے تو دارا نے والی ملتان کو حکم دیا کہ اُن کا پورے اعزاز سے استقبال کرے اور انہیں دارا الخلفہ لانے کا انتظام کیا جائے۔ عند الملاقات دارا کو ان میں ”یگانگی مشرب“ کا احساس ہو گیا۔ دارا چونکہ اپنے ہم مشرب صوفیہ کا متلاشی تھا اس لیے یہ اس کے لیے بڑی نعمت تھی، وہ خاصے آزاد مشرب تھے۔ انہوں نے خود دارا سے بیان کیا تھا ان کے نماز باجماعت نہ پڑھنے پر جب علمائے اعتراض (طعن) کیا تو انہوں نے امامت کرانے والے اس دیار کے تمام علماء کو ہی ناقص کہہ دیا:

علمائے اس دیار طعن کردند کہ نماز باجماعت نمی گزارد۔ فرمودند: اقتدار بہ ناقصان نمی کنم۔

انہوں نے ایک مرتبہ دارا سے کہا کہ انہیں سیاحت کرتے ہوئے ۲۵ سال ہو گئے ہیں، لیکن انہوں نے دارا جیسا بخنور اور عالی مشرب شخص نہیں دیکھا۔

## شاہ فتح علی قلندر (ف ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء)

قلندریہ سلسلہ کی یہ دوسری شخصیت ہیں جن کے ساتھ ہمیں دارا شکوہ کے تعلقات کا علم ہوا ہے۔ شاہ فتح قلندر اپنے عم بزرگ شاہ عبدالقدوس قلندر اور شاہ مجتبا قلندر عرف شاہ مجا



قلندر لاہر لوری (ف ۱۰۸۴/۱۷۷۲ء) کے تربیت یافتہ تھے۔ سلسلہ قلندریہ ہندوستان میں وحدت الوجود کے لیے بجز زخار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے خیال میں سلسلہ چشتیہ کے بعد افکار ابن عربی کی شرح و توضیحات میں اس سلسلہ کو خاص مقام حاصل ہے بلکہ سلسلہ چشتیہ کے دور زوال میں اس خدمت کو اس سلسلہ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ خانقاہ کاکوری نے اس سلسلہ کے افکار کی جو کتابیں شائع کی ہیں وہ وحدت الوجود کی مکمل تصویر ہیں۔ اس سلسلہ نے شاہ محب اللہ آبادی کے رسالہ تسویہ کی مفصل شرح بھی شائع کی تھی شیخ مجتبیٰ قلند اور شاہ فتح علی قلندر کے مابین جو مراسلت ہوئی ہے اس سے بھی عیاں ہے کہ وہ کن افکار کے حامل تھے یعنی ان کے محبوب موضوع ”نفی خودی“ اور ”توحید وجودی“ ہیں۔

داراشکوہ اور شاہ فتح علی کے درمیان بھی مراسلت کا سلسلہ تھا۔ حسن اتفاق سے وہ سوالات جو دارانے ان کی خدمت میں بھیجے تھے اور ان کے جوابات بصورت رسالہ محفوظ ہیں اور شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی جھلک ملاحظہ ہو:

شاہ فتح قلندر اپنے جوابات کی وضاحت کے لیے جن شخصیات کے اقوال پیش کرتے ہیں ان میں مجذوب شیرازی کے علاوہ ”بھگت کبیر“ کا نام بھی شامل ہے جس کے افکار وہ ”موجد ہندی“ کے لقب سے فخر کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایک سوال میں دارانے پوچھا کہ کس علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے تو شاہ فتح فرماتے ہیں

علم حق در علم صوفی گم شود  
این سخن کی باور مردم شود

۱۔ شاہ فتح قلندر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

تقی علی قلندر: روض الازہرنی ماثر القلندر۔ طبع رام پور ۱۳۳۶ھ ۱۷۲۲

تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیمات قلندریہ (مجموعہ مکتوبات بزرگان قلندریہ) لکھنؤ

اس میں شاہ مجتبیٰ قلندر کے مکتوبات بنام شاہ فتح قلندر موجود ہیں ۳۷-۴۰

۲۔ تقی حیدر: تعلیمات قلندریہ ۳۸-۴۰

۳۔ شامل مقدمہ جوگ بشسٹ مرتبہ امیر حسن عابدی۔ طبع علی گڑھ۔



دارا نے ان سے جب ”ظلوماً جہولاً“ کے بارے میں پوچھا کہ یہ انسان کی تعریف میں کہا گیا ہے یا اس کی مذمت میں۔ اس کا جو جواب شاہ فتح علی نے دیا وہ حرف بحرف بلا شاہ بدخشی کی اس تفسیر کے مماثل ہے جس کا اقتباس ہم گزشتہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔

دارا نے ان سے دریافت کیا کہ ”بے نہایت“ دل میں کیسے سما سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں شاہ فتح نے فرمایا۔

حلول و اتحاد این جا محال است

ز عین وحدتش این خود ضلال است

دارا شکوہ کے مینوں دریافت شدہ سوالناموں یعنی سوالات بنام شاہ محب اللہ الہ آبادی، بنام لال بابا بیراگی اور بنام شاہ فتح قلندر کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نہ صرف سوالات کی نوعیت میں مماثلت ملے گی بلکہ ان کے جوابات بھی بہت حد تک ایک دوسرے کے افکار سے ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں۔

## دیگر صوفیہ خام

دارا نے حسات العارفین میں کئی معاصر صوفیہ سے اپنی ملاقات کا حال اور ان کے اقوال لکھے ہیں ان میں سے چند ایک کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں :

اس نے حسات العارفین میں شاہ محمد دربار کو اپنا استاد اور مجمع البحرین میں اپنا مرشد بتایا ہے اور ان کے جتنے اقوال دارا نے نقل کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ منہ شدہ تصوف کی ساری منزلوں کو طے کر کے حلول و اتحاد کے دائرے میں داخل ہو چکے تھے۔ وہ دارا سے ملا بدخشی کے اشعار سننے کی اکثر فرمائش کیا کرتے تھے جس سے اندازہ

۱۔ عابدی : جوگ شمسٹ از دارا شکوہ - طبع علی گڑھ ۲۶

۲۔ دارا : مجمع البحرین - ۱۰۲



ہوتا ہے کہ وہ اسی فکر سے متاثر ہو کر اس رنگ میں رنگے گئے تھے۔ ان کی زبان پر دارا کے لیے اکثر یہی ہوتا تھا ”اللہ بیا، اللہ نشین“ ظاہر خلق باطن خالق است و ظاہر خالق باطن خلق<sup>۱</sup>۔

شیخ طیب سرہندی کو بھی دارا نے مجمع البحرین میں اپنا مرشد لکھا ہے۔ اس شیخ طیب کے ذریعہ دارا کو بابا پیارے کے بہت سے اقوال ملے تھے۔ شیخ طیب بابا پیارے کے سلسلہ پیارے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض فرمودات یہ تھے :

بابا پیارے کسی قسم کی ظاہری عبادت نہیں کرتے تھے۔ قرآن و حدیث سے اقوال کبھی نقل نہیں کرتے تھے۔ خدا کا نام اس لیے نہیں لیتے تھے کہ وہ تو غائب ہے۔ وہ مسنون طریقہ پر بال بھی نہیں کٹواتے تھے۔ یہ ہے بابا پیارے کی تصویر جن کے متعلق دارا کا اعتقاد تھا :

از کبار مشائخ ہندوستان است... از اولیا... مثل وے دران  
وقت کسی نہ بودہ<sup>۲</sup>۔

صلح کل کا علمبردار ہونے کی وجہ سے دارا کے سکھوں کے گردوں سے بھی بہت خوش گواری تعلقات تھے۔ جب دارا اورنگ زیب سے شکست کھا کر لاہور کی طرف بھاگا تو وہ گروہر رائے (۱۶۳۰-۱۶۶۱ء) کے پاس بھی گیا، عصر حاضر کے سکھ مورخین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس جنگِ تخت نشینی میں ہمارے گرو کی ہمدردیاں ”متعصب“ اورنگ زیب کی بجائے ”وہیلع المشرب“ دارا شکوہ کے ساتھ تھیں، بقول خوشنونت سنگھ :

۱۔ حنات العارین ۷۲-۷۵

۲۔ دارا : مجمع البحرین ۱۰۲

۳۔ دارا : حنات العارین ۵۶ لکھ ایضاً ۵۵



Har Rai became friendly with – Dara Shikuh, who being of sufi persuasion sought the company of saintly men of all denominations, when the war of succession began between Shah Jahan's sons, the Guru's sympathies where naturally more with the liberal Dara Shikuh than with the bigoted Aurangzeb. <sup>۱</sup>

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ دارا کے ہر رائے کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کی بنیادوں پر تعلقات تھے یہی وجہ تھی کہ جب وہ شکست کھا کر بھاگ رہا تھا تو اورنگ زیب کی متعاقب فوج کو گرونے دریا نے ستلج عبور کرنے سے روکنے کی کوشش کی تاکہ دارا کو ایران بھاگ جانے کا موقع مل جائے۔ عہد حاضر کے ایک سکھ محقق ڈاکٹر فوجا سنگھ نے اسے اس طرح تسلیم کیا ہے:

Guru Har Rai, was similarly inspired when he led his troops to the bank of the river Satluj in order to block the passage across the river of Aurangzeb's Troops marching in hot pursuit of Dara Shikoh. <sup>۲</sup>

جب کہ نقشبندی بزرگ پنجاب میں رہتے ہوئے سکھوں کی مذہبی سرگرمیوں اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کارروائیوں کو ہمیشہ اسلام کے خلاف ایک محاذ قرار دیتے رہے، خود حضرت مجدد الف ثانی نے گردارجن کے قتل کو اسلام کی فتح عظیم اور کفر کی شکست قرار دیا تھا، یہی حضرت خواجہ محمد مصوم و دیگر حضرات کا نقطہ نظر تھا جسے اورنگ زیب نے

<sup>۱</sup> Khushwant Singh: History of the Sikhs, Oxford University Press, Delhi, 1977. Vol. I, p. 68.

<sup>۲</sup> Fuja Singh: The Martyrdom of Guru Tegh Bahadur (The Punjab Past and Present, April, 1975, p. 154

<sup>۳</sup> مجدد الف ثانی: مکتوبات ۱۹۳۱ء - تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ مقامات منطہری



اپنایا تھا جس کی وجہ سے وہ سکھوں کی نظروں میں ”متعصب“ اور دارا ”ذبیح المشرب“ کہلایا۔

دارا نے شاہ محمد دلربا کے نام اپنے ایک خط میں واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ انہیں صوفیہ کی صحبت کی بدولت ”اسلام مجازی“ اس کے دل سے ”برخاست“ ہو چکا ہے اور ”کفر حقیقی“ رونما ہو رہا ہے اور وہ انہیں کی صحبت کی برکت سے ”کفر حقیقی“ کی صحیح ”قدر“ سمجھ سکا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب وہ صحیح معنوں میں ”زنار پوش“ بت پرست بلکہ خود پرست و ”دیر نشین“ بنا ہے :

الحمد لله الحمد لله کہ از برکت صحبت این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دل این فقیر  
اسلام حقیقی برخاست و کفر حقیقی روی نمود..... اکنون قدر کفر حقیقی دانستم  
زنار پوش و بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین گشتم۔

## دارا شکوہ کے عقائد

اس پس منظر میں دارا کے مذہبی عقائد کو نہ صرف سمجھنا آسان ہو جائے گا بلکہ اس کی اس بے راہ روی اور دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا تقابل کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بھی سہل ہو جائے گا۔

آپ نے دیکھا کہ اس نے اپنی پہلی تالیف سفینۃ الاولیاء میں اپنے نام کے ساتھ ”قادی حنفی“ لکھا اور خلفائے راشدین کی دشمنی کو اسلام کی دشمنی قرار دیا اور اہل سنت کے چاروں ائمہ فقہاء کو چہار دیوار خانہ اسلام کا درجہ دیا اور پھر کس طرح اپنی اُفتادِ طبع

۱۔ دارا کے استاد میاں باری نے اسے خودی کی جو تعلیم دی تھی وہ ہم گزشتہ صفحات میں درج کر چکے ہیں یہاں اُسے ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں تو اس کے اثرات واضح ہو جائیں گے۔

۲۔ نجیب اشرف ندوی (مرتب) رقعات عالمگیر ۳۲۲



اور صوفیہ خام کی صحبت میں اس کی دین سے بیزار رہی بڑھتی رہی حتیٰ کہ اس نے یہاں تک لکھ دیا کہ جس بستی میں ملاں (علماء) رہتے ہوں وہاں عقلی علوم کی ترقی کے امکانات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

وہ اپنی دوسری کتاب سکینۃ الاولیاء کی تالیف کے دوران ہی ہمیں آزادی مذہب کی طرف راغب نظر آنے لگتا ہے۔

رسالہ حق نما اس کی تیسری تالیف ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۵۶ھ/۱۹۴۶ء میں مکمل ہوا۔ اس رسالہ میں اس نے اپنے نام کے ساتھ ”حنفی و قادری“ کو قائم رکھا ہے۔ اس وقت تک وہ سلوک کی بہت سی منازل طے کر چکا تھا۔ وہ اس رسالہ کے بارے میں پابندی عامہ کرتا ہے کہ اسے صرف اس طالب کو پڑھنا چاہیے جس کی ہدایت کے لیے مرشد موجود ہو اور اپنے کشف کے بارے میں سکینۃ الاولیاء میں مندرج دعویٰ کو دہرایا ہے۔ اس رسالہ میں وہ وحدت الوجود کی کتابوں میں سے فتوحات مکیہ، فصوص، لمعات اور لواح کے بکثرت حوالے دیتا ہے۔

۱۰۵۶-۱۰۶۲ھ/۱۹۴۶-۱۹۵۲ء کے بعد وہ اپنے ہم مشرب صوفیہ سے ملاقاتیں کرتا رہا اور خود کو ان کے رنگ میں اس طرح رنگ لیا کہ اس کی اپنی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مذہبی خیالات پر لوگوں نے اعتراضات کرنے شروع کر دیے تھے جن کا جواب دینے کے لیے اس نے ۱۰۶۲ھ/۱۹۵۲ء میں حشرات العارفين نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کر دی جو ۱۰۶۵ھ/۱۹۵۵ء میں مکمل ہوئی۔ داراشکوہ کے عقائد میں ۱۹۴۶-۱۹۵۵ء تک جو تبدیلیاں ہوئیں ان میں سے بعض کا ذکر اس نے خود اس کتاب میں کر دیا ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں نہ تو اس نے اپنے نام کے ساتھ ”حنفی و قادری“ لکھا ہے اور نہ ہی انکسار کے ساتھ خود کو اپنے ابتدائی قاعدے کے مطابق فقیر حقیر لکھا ہے بلکہ:

لے محفوظ الحق : (مقدمہ) مجمع البحرين ۹-۱۰



”می گوید فقیر بے حزن و اندوہ محمد داراشکوہ“۔

لکھنا ہی کافی سمجھا ہے۔ اس نے وضاحت کی ہے کہ ”اس وقت جبکہ سال ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء ہے اور اس کی عمر ۳۸ سال ہو گئی ہے۔ اہل سلوک کی کتابوں سے اس کا دل بالکل ”ملول“ ہو گیا ہے اور اُسے چونکہ ”وجد و ذوق“ حاصل ہو چکا ہے اس لیے اس حالت میں اکثر اس کی زبان سے ”کلمات بلند حقائق و معارف“ سرزد ہوتے رہتے ہیں“ اس کی اپنی ہی عبارت ذیل سے عیاں ہوتا ہے کہ اب تک اس کو کافر بھی کہا جانے لگا تھا :

زاهدانِ خشک بے صلاوت از کوتاہ بینی در صد طعن و تکفیر و انکار می شد<sup>۱</sup>

اس کے دیباچہ میں ہی اس نے راسخ العقیدہ علماء کو جو اس کی خلافِ شرع باتوں پر اعتراض کرتے تھے، ”پست فطرت، زاہد خشک، دجال، فرعون اور ابو جہلان محمدی مشرب“ جیسی صفات سے نوازا ہے گویا اس کے نزدیک ”محمدی مشرب“ ہونا بھی اب جرم تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ان خلافِ شرع حرکات و سکنان کو سہارا دینے کے لیے تاویل کے طور پر متقدمین و معاصرین صوفیہ کی شطھیات کو اس کتاب میں یکجا کیا اور اسے اپنے اشعار سے بھی سجایا۔ وہ نامی گرامی اور انتہائی پابندِ شرع صوفیہ کی شطھیات بھی نقل کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ عجیب القاب بھی لکھتا مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ کی شطح نقل کرتے ہوئے کہتا ہے: ”عارف بے پروا از بدنامی بایزید بسطامی“، وہ شیخ اکبر ابن عربی کو بھی ”موحد“ اور بھگت کبیر کو بھی ”موحد ہندی“ ہی کہتا ہے اور اسے ”کمل عارفان ہندوستان“ بھی لکھا ہے۔ بابا پیارے جس کی خلافِ شرع باتیں خود دارا کے الفاظ میں ہم نقل کر آئے ہیں، کے متعلق لکھتا ہے کہ اکبر کے زمانے میں اس جیسا کوئی ولی نہیں ہوا۔



اسلام کی ”صرف ہزار سالہ زندگی“ کے بارے میں اکبر کے عہد سے ہی بحث ہو رہی تھی دارا نے یہاں اس کی بھی وضاحت کر دی ہے:

یعنی محمد پیش از ہزار سال رسول بود.....

دارا نے اپنے معاصر صوفیہ میں سے شیخ فرید لاہوری کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نے ان جیسا کوئی شیخ نہیں دیکھا اور ان کی ان تمام نوازشات کا ذکر بھی کیا جو انہوں نے شہزادے پر کی تھیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دارا کے مخالفین کو مردود کہتے تھے۔ حالانکہ دارا کے مخالفین میں ایک علم بھی بد عقیدہ نہیں تھا۔

جب وہ یہ کتاب مکمل کر چکا (۱۰۶۵ھ) تو اس کے حواریوں نے جنہیں وہ ”طالبان صادق“ (اور اکابر علماء اہل سنت کو ابو جہلان مجددی مشربان) کہتا ہے، کہا کہ شہزادے تم اپنی شطیحات میں سے بھی تو اس میں کچھ درج کر دو تو دارا نے جو جواب دیا اس سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ صرف شطیحات کے میدان میں کہاں تک دوڑ نکل گیا تھا، اُس نے کہا:

کہ تمام شطیحات جو میں نے بیان کی ہیں وہ دراصل میری ہی ہیں۔ ہمارا قیاس بھی یہی ہے کہ اگر اس کی اس کتاب میں شامل شطیحات کو ان مشائخ کی معاصر کتب سوانح سے تقابل کیا جائے تو بہت سے شطیحات جو دارا نے ان کے نام منسوب کیے ہیں محض اس کے ذہن کی پیداوار ثابت ہونگے، اس نے حضرت میاں میر اور ملا شاہ کی جو شطیحات اس میں بیان کی ہیں وہ بھی اس نے اپنی شطیحات کو سہارا دینے کے لیے وقتی طور پر تراش لی ہیں کیونکہ سکینۃ الاولیاء میں اس قسم کی شطیحات کا اس نے ذکر نہیں کیا جس میں حضرت میاں میر نے اپنے مرید ملا شاہ بدخشی کے متعلق یہ کہا ہو کہ ”کشمیر کے خدا کا کیا حال ہے؟“



تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں اس وقت کے تصوف میں تنزیل کے آثار ملتے ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھگتی تحریک شاہ جہاں کے ان ایام میں داراشکوہ کی سرکردگی میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور اس تحریک سے متاثر ہونے والے سارے صوفیہ کے ساتھ اس کے روابط تھے۔ اس حقیقت کو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے:

The characteristic feature of this work is an emphasis on that aspect of Kabir's teachings which seeks to despise as frivolous any distinction drawn between Kufir and Islam.<sup>۱۰</sup>

اسی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں اس نے مجمع البحرین لکھی۔ اس میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام اور کفر (ہندومت) میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ ان کا منبع و مخرج ایک ہی ہے۔ ان دونوں دریاؤں کو ملا دینا چاہیے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ وہ وحدت ادیان کے علمبردار تمام ہندوستانی صوفیہ اور ہندو سادھوؤں سے مل چکا تھا اور ان کے معارف و کلمات اس پر پوری طرح مسلط ہو چکے تھے اس نے خود اس کے دیباچہ میں اس کی لیں و وضاحت کی ہے:

بعد از دریافت تحقیقات الحقائق و تحقیق رموز و دقائق مذہب برحق صوفیہ و ناز گشتن بایں عطیہ عظمی در صد آں شد کہ درک کند مشرب موحدان ہند و بعضی از محققان ایں قوم و کمالان ایشان..... مکرر صحبتہا داشته و گفتگو نمودہ، جز اختلاف لفظی در دریافت و شناخت حق تفاوتی ندید۔ ازیں جہت سخنان فریقین را باہم تطبیق دادہ.....

اس نے حنات العارفین میں راسخ العقیدہ علماء کو جس طرح کو سلا ہے وہ آپ

<sup>۱۰</sup> Rizvi, S. A. A.; Muslim Revivalist Movements, p. 354.

<sup>۱۱</sup> داراشکوہ: مجمع البحرین - طبع محفوظ الحق ۸۰



ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں وہ اپنے ہم مشرب ”موجدان ہند“ کو مجمع البحرین میں ”کاملان“ نہایت ”ادراک و فہم“ کے مالک و خدارسیدہ<sup>۱</sup> کہتا ہے۔ درج بالا اقتباس میں اس نے صاف بتایا ہے کہ اسلام اور ہندومت کے افکار میں اسے لفظی فرق کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوا۔

اس کتاب میں اس نے اپنے معاصر صوفیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ میاں باری کو اپنا استاد، ملا شاہ، شاہ محمد دریا، طیب سرہندی اور بابا لال بیراگی کو اپنا مرشد لکھا ہے۔ دارا کے حامیوں نے اس کتاب پر بابا بیراگی کے افکار کی مکمل چھاپ کی جس طرح تصدیق کی ہم سابقہ اوراق میں واضح کر چکے ہیں۔

اوزنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے مثالوں کے متلاشی اور مشہور مورخ جادونا تھ سرکار اور ان کے حلقہ کے ایک مولف اور عرصہ حاضر میں دارا شکوہ کی سب سے تحقیقی سوانح عمری لکھنے کا شرف حاصل کرنے والے مورخ قانون گو نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا ان دونوں مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ان کے درمیان کسی ”قدر مشترک“ کا متلاشی تھا جس سے جنگ تخت نشینی میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی حمایت اُسے حاصل ہو جائے۔

دارا کو ہندو مسلم اتحاد یا ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی اتنی فکر تھی کہ اس نے اس کا سنسکرت زبان میں ترجمہ کروانے کا بھی اہتمام کیا تھا جو اس کی زندگی میں ہی ”سمودر سنگم“ کے نام سے مکمل ہو گیا تھا۔ اگلے سال ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۶ء میں دارا نے اپنی دیبچ المشرقی

۱۔ دارا شکوہ: مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق ۸۰ ۷۰ ایضاً ۱۰۲

۳ Sarkar, J. N: History of Aurangzeb. Calcutta 1925. Vol. I. pp. 273-274.

۴ Qanungo: Dara Shikoh, Calcutta, 1935, p. 134.

۵ عابدی، امیر حسن: جوگ بشٹ (مقدمہ) ۲۲



کا مزید ثبوت ہم پہنچایا، اب تک اس نے اسلام اور ہندومت کا صرف تقابلی مطالعہ ہی کیا تھا اور زیادہ تر اس کے ماہرین سے گفتگو کر کے کچھ سیکھا تھا۔ لیکن اب اس کا جی چاہا کہ ہندومت کا براہ راست مطالعہ کرے چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے جوگ بشٹ کا فارسی میں ترجمہ کروانے کے لیے ماہرین کا ایک بورڈ قائم کیا۔ اگرچہ اکبر کے زمانے سے ہی اس کتاب کے ترجمے ہوتے چلے آ رہے تھے، لیکن وہ ترجمے دارا کو پسند نہیں تھے۔ دارا اس کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے ایک خواب میں بشٹ اور رام چندر کو دیکھا۔ بشٹ نے رام چندر کو اشارہ کیا کہ دارا شکوہ ”طلب صدق“ میں تمہارا بھائی ہے اس لیے اس سے معاف کرو، تو وہ کمالِ محبت سے دارا سے بغل گیر ہوا۔ پھر بشٹ نے رام چندر کو شیرینی دی کہ دارا کو کھلا دو تو دارا نے رام چندر کے ہاتھ سے وہ شیرینی کھالی۔ جس سے اس کی تجدید ترجمہ کی خواہش زیادہ ہو گئی تو اس نے ترجمہ کا حکم دیا۔

بقول پروفیسر نجیب اشرف ندوی :

دارا اس ترجمہ کے ذریعے یہ بات باور کرنا چاہتا ہے کہ اگرچہ وہ ظاہر اولیٰ عہد شاہ جہان ہے لیکن بیاطن وہ بھی رام چندر جی کی طرح واصل الی الحق بزرگ ہے۔ ڈاکٹر رضوی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا کا اس ترجمہ سے مقصد ہندو مسلم اتحاد اور جذباتی ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنا تھا۔

۱۔ ترجموں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

عابدی : جوگ بشٹ مقدمہ ۲۹-۳۲

Rizvi, S, A, A: Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975, p. 215

۲۔ دارا : جوگ بشٹ طبع عابدی ۴ ۳۵ نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر ۳۵۹

۳۔ Rizvi, S, A, A: Muslim Revivalist Movements, pp 358-59



دارا کے حکم سے کیا ہوا یہ ترجمہ با تحقیق و حواشی چھپ چکا ہے۔

اس ترجمے کے ایک ہی سال بعد یعنی ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں اس نے بنارس کے پنڈتوں اور سنیا سیلوں کی مدد سے ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب اپنشد کے منتخب پچاس ابواب کا ترجمہ فارسی میں کروایا۔ جس کا نام اس نے "سیر اکبر" تجویز کیا۔ اس کے ابتدائیہ میں دارا نے لکھا ہے :

.... چونکہ قرآن مجید..... کی اکثر باتیں رمز کی ہیں..... اس لیے میں نے چاہا کہ تمام آسمانی کتابوں کو پڑھوں..... میں نے توریت، انجیل، زبور اور دوسری کتابیں پڑھیں، لیکن ان میں توحید کا بیان مجمل اور اشارات میں تھا..... اس لیے اس بات کی فکر میں ہوا کہ ہندوستان وحدت عیان میں توحید کی گفتگو کیوں بہت زیادہ ہے..... تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس قوم قدیم (ہندوؤں) کے درمیان تمام آسمانی کتابوں سے پہلے چار آسمانی کتابیں تھیں رگ بید، سام بید، اتہرین بید..... اور محض توحید کے اشغال اس میں درج ہیں جس کا نام انبکھت ہے..... جو کہ توحید کا خزانہ ہے.... توحید کے متعلق ہر قسم کی مشکل اور اعلیٰ باتیں جن کا میں طلب گار تھا، لیکن حل نہیں پاتا تھا اس قدیم کتاب کے ذریعہ سے معلوم ہوئیں جو بلا شک و شبہ پہلی آسمانی کتاب ہے اور بحر توحید کا سرچشمہ اور قدیم ہے اور قرآن مجید کی آیت بلکہ تفسیر ہے اور صراحتاً ظاہر ہے کہ یہ آیت بعینہ اس کتاب آسمانی.... کے حق میں ہے انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون..... متعین طور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت توریت اور انجیل کے حق میں نہیں..... پس

لہ امیر حسن عابدی کی تحقیق سے اس کا فارسی متن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بنام جوگ بشت ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔



تحقیق کہ چھپی ہوئی کتاب یہی کتاب قدیم ہے۔  
 دارا اس سے پانچ سال پیشتر حنات العارنین لکھنے بیٹھا تو جیسا کہ ہم وضاحت  
 کر چکے ہیں اس کا دل تمام مسلمہ کتب سے اچاٹ ہو چکا تھا اور اس نے کہا تھا:  
 ”جز توحید صرف منظور نظر نہ ہو۔“

گویا ۱۰۶۲-۱۰۶۷ھ میں اس نے سب کچھ ترک کر کے صرف ”حصول توحید“ (یعنی وحد الوجود  
 کے رنگ میں وحدت ادیان) کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا تو اس کا جو نتیجہ نکلا اس نے سر اکبر  
 کے دیباچہ میں واضح کر دیا۔

دارا کی سر اکبر بھی حال ہی میں ایرانی و ہندوستانی محققین کے مشترکہ اہتمام سے طبع  
 ہو چکی ہے۔ اور رنگ زیب کی حمایت میں اردو زبان میں قلم اٹھانے والے پہلے مسلمان مولف  
 علامہ شبلی نے سر اکبر کا دیباچہ پڑھ کر جو رائے لکھی تھی وہ ملاحظہ ہو:

اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دارا بالکل ہندو بن گیا تھا  
 اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تخت شاہی پر متمکن ہوتا تو اسلامی شعرا اور خصوصیات  
 بالکل مٹ جاتے۔

انہیں دنوں دارا نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جس پر خدا کا نام ہندی زبان میں ”پربھو“  
 لکھوایا تھا۔ معاصر مورخ محمد کاظم شیرازی نے لکھا ہے کہ وہ اسے متبرک خیال کرتا تھا:

- ۱۔ صباح الدین عبدالرحمن: بزم تیموریہ ۲۰۳-۲۰۵ (ملخصاً)  
 ۲۔ دارا: حنات العارنین ۲ انہیں ایام میں اس نے اپنی ایک اور کتاب طریقۃ الحقیقت  
 تالیف کی تھی جس میں اس نے صاف الفاظ میں لکھ دیا تھا:  
 در کعبہ و سومنات افسانہ توتی، در صومعہ و خرابات توتی.....  
 (اس کتاب کا فارسی متن اور اردو ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے)  
 ۳۔ سر اکبر مرتبہ تارا چند و محمد رضا جلالی نائینی۔ تہران ۱۹۶۱ء  
 ۴۔ شبلی نعمانی: مقالات۔ دارالمصنفین ۱۹۳۸ء ۱۰۱/۷



”بجائے اسماء حسنیٰ الہی اسمی ہندوی کہ ہنود آن را پر بھومی نامند و اسم اعظم  
میدانند بخط ہندوی بزنگینہ ہای الماس و یاقوت و زمرد و غیرہ آن از جواہرے  
کہ می پوشید نقش کرده بان تیرک می بست“

وہ مندروں کی تعمیر و آرائش میں بھی دلچسپی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ ڈاکٹر غوری اور  
جادونا تھامس سرکار نے معاصر کتب تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے مہتمم کے مقام  
کیشورائے کے مندر میں پتھر کے ستون نصب کروائے تھے۔ دارا کے مسلسل اصرار پر  
شاہ جہان نے ہندوؤں کے بعض ٹمکس بھی معاف کر دیے تھے۔

دارا کی تصانیف کو متعارف کرانا ہمارا مقصود نہیں ہے، البتہ ضرورت اس امر  
کی ہے کہ اس کی ساری تالیفات کو ترتیب زمانی کے اعتبار سے مطالعہ کیا جائے اور  
پھر اس عہد کے اس نوعیت کے لٹریچر سے تقابل بھی ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے  
کہ دارا نے ان سے کیا کچھ اخذ کیا اور ان پر اپنے افکار کے کتنے اثرات مرتب کئے۔

## دارا شکوہ اور علمائے کرام کی توہین

دارا شکوہ جس نے اپنی پہلی کتاب میں اہل سنت کے چاروں آئمہ کو ”چہار دیوار  
خانہ اسلام کا درجہ دیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ تیرہ سال تک وسیع المشرب صوفیہ کی  
صحبت میں رہ کر کیا بن گیا تھا اس کا اندازہ اس کے عقائد کے پس منظر اور عقائد کی ان تفصیل  
سے لگائیے جو ہم نے اس کے اپنے الفاظ میں بیان کی ہیں، وہ اپنے حواریوں کو تو معزز ترین  
القاب سے یاد کرتا ہے لیکن راسخ العقیدہ علماء کو ایسے خطابات دیتا ہے جس سے اس کی دین  
سے نہ صرف بیزاری بلکہ لاتعلقی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ دارا کے مصاحبین اور وہ صوفیہ بھی

۱۔ محمد کاظم شیرازی، عالمگیر نامہ۔ کلکتہ ۱۸۶۸ء ۳۵



جن کو وہ اپنا استاد و مرشد لکھتا ہے علمائے کرام کیلئے ایسے ہی خطاب استعمال کرتے ہیں۔  
 ملا شاہ بدخشی کی آزاد مشربی کے خلاف علماء نے کارروائی کی تو اس نے دارا کو جو  
 خط لکھا اس میں انہیں ”ملا یان قشر“، ”زاہدانِ نحشک“ اور ”بدبخشانِ شریہ“ کو تنبیہ کرنے  
 کی ہدایت کی تھی۔ دارا اپنے دوست صوفیہ کو ”عارفانِ این وقت“ وہ تصوف کی  
 اصطلاح میں مسلمان صوفیہ کو بھی ”طالبانِ صادق“ اور رام چندر کو بھی ”طالبِ صادق“  
 ہی لکھتا ہے۔

جن صوفیہ خام نے اس کی مذہبی زندگی کو تاریک کیا تھا ان کے متعلق اس کے یہ  
 شاندار القاب ملاحظہ ہوں :

از برکتِ صحبتِ این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دلِ این فقیرِ اسلامِ مجازی  
 برخاست و کفرِ حقیقی روئے نمود۔

بابالالِ بیریگی کو ”از کملِ عرفا“ اپنے استاد میاں باری کو ”حضرت باری تعالیٰ“  
 بھگت کبیر کو ”کملِ عارفانِ ہندوستان“ اور اپنے پسندیدہ کئی صوفیوں کے نام کے ساتھ  
 ”از مفردانِ وقت“ لکھا ہے۔ اس کے ہم مشرب پیر سلیمان مصری قلندرِ علماء کو ”ناقضان“  
 کہا کرتے تھے۔

وہ ہندو پنڈت اور سنیا سی جن کی صحبت میں رہ کر اس نے ہندو فلسفہ راجسے وہ  
 توحید کہتا ہے، سیکھا تھا، کے لیے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

- ۱ دارا : سکینہ ۱۶۷، ۱۸۴  
 ۲ دارا : حنات العارنین ۲ ۳ ایضاً ۷۹ ۴ دارا : جوگ بشت ۴  
 ۵ مکتوب دارا شکوہ بنام شاہ دلربا۔ رقعاتِ عالمگیر۔ طبع ندوی ۳۲۲  
 ۶ دارا : حنات العارنین ۲۹ ۷ ایضاً ۶۹ ۸ ایضاً ۵۳  
 ۹ ایضاً ۷۲



مشرّب موحدان ہندو بالبعنی از محققان این قوم و کاملان ایشان کہ بہ  
نہایت ریاضت و ادراک و فہمیدگی و غایت تصوّف و خدایابی رسیدہ  
بودند مکرّر صحبتہا داشتہ<sup>۱</sup>۔

وہ ہندوؤں کے اوتار ششٹ کی اپنے اوپر غایت درجہ مہربانی کا اظہار کرنے کے بعد  
رام چندر کو "طلب صدق" میں اپنا بھائی رپیر بھائی بتاتا ہے۔<sup>۲</sup>

ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس کو "دارالعلم" کہنے کے بعد اس شہر کے وہ  
پنڈت اور سنیا سی جو اس سے گہرا تعلق رکھتے تھے، کو "سر آمد وقت" کے لقب سے ملقب  
کیا ہے۔<sup>۳</sup>

اپنے حواریوں کے لیے ان القاب کو سامنے رکھتے ہوئے جو دارانے ان کے لیے  
استعمال کیے ہیں۔ ان خطابات کا جائزہ لیجئے جو اس نے راسخ العقیدہ علماء کے لیے لکھے  
ہیں تو اس کی وسیع المشربی کا پول کھل جائے گا۔

جب وہ متقدمین صوفیہ کرام کی کتابوں سے متنفر ہو گیا تو وہ حق کی تلاش کا آغاز  
کرنے سے پیشتر راسخ العقیدہ علماء کو ان القاب سے یاد کرتا ہے :

"وجاہلہ علیٰ نفسان و فراعنہ موسیٰ صفتان و ابو جہلان محمدی مشربان"<sup>۴</sup>

اور ان خطابات کی تحریر سے پہلے وہ بالکل ملا بدخشی کی اصطلاح میں انہیں "پست  
فطرتان دون ہمت و زابدان خشک" سے خطاب کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ محمدی مشرب علماء  
کو ابو جہل قرار دینے کے بعد بظاہر کوئی خطاب باقی نہیں رہنا چاہیے تھا لیکن اس پر  
بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو فلسفہ ہنود میں توحید کے متلاشی اپنے ہم خیال صوفیہ

۱ دارا : مجمع البحرین ۸۰ ۲ ایضاً جوگ ششٹ ۴

۳ صباح الدین : بزم تیموریہ ۲۰۲

۴ دارا : حنات العارفین ۳ ۵ ایضاً ۲



کی صفات بیان کرنے کے بعد ”سر اکبر“ کے دیباچہ میں انہیں جو کچھ کہتا ہے اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو :

”جہلانے وقت خُدا شناسوں اور موحِدوں (فلسفہ ہنود پر تحقیق کرنے والے مسلمان) کے قتل، کفر اور انکار میں مشغول ہیں.... وہ خُدا کے راستے کے راہزن ہیں۔“.....

اس کے عقائد کے پس منظر میں ہم نے جن شخصیات کو اس کے مذہبی رجحانات میں تبدیلی کا ذمہ دار قرار دیا ہے اس سے بھی واضح ہے کہ اس کے اُستاد میاں باری کی تعلیم تھی کہ ”ملا اور پنڈت“ دونوں کو مار ڈالو (یعنی خود کو مذہب کی قید سے آزاد کر لو) اور سلیمان قلند کا سبق یہ تھا کہ علمائے ظاہر ”ناقص“ ہیں تو دارا اس قسم کے خیالات کا اظہار اپنے اشعار میں کیوں نہ کرتا نیز اس کے مصاحبین میں سے جتنے شعراء کے شعری مجموعے ہمیں ملے ہیں ان سب میں علماء کے خلاف نفرت کے آثار پائے جاتے ہیں، دارا نے بھی اپنے کلام کو ان کی تقلید کا شرف بخشا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں بہت کہتا ہی اُسے ہے جہاں اُسے ”ملا“ نظر نہ آئے اور نہ ہی وہاں نماز و آذان کی آواز ہو۔

بہت آسجا کہ ملائی نباشد

ز ملا شور و غوغائی نباشد

وہ اپنی من چاہی توحید کی تلاش و تحقیق کسی ایسے مقام پر کرنا چاہتا تھا جہاں اس کے کانوں تک ”شور ملا“ اور جہاں اس کے ”فتویٰ کی کوئی اہمیت نہ ہو۔

جہاں خالی شود از شورِ ملا

ز فتویٰ ہاش پروای نباشد

۱۔ دارا : سر اکبر طبع تہران - دیباچہ دارا و بزم تیموریہ ۲۰۴

۲۔ ان کے اقوال بلفظہ سابقہ ادراک میں نقل کیے جا چکے ہیں۔



چنانچہ وہ ایسے مقام کی تلاش میں بہت جلد کامیاب ہو گیا اُسے ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس جہاں اس نے ”سر آمد وقت“ پنڈتوں کے جھڑپ میں بیٹھ کر ”سراکبر“ مرتب کی یہ شہر اس کی نظر میں ”دارالعلم“ تھا۔ لیکن جس شہر میں ملا رہتے ہوں وہاں عقلی علوم پر تحقیق کرنا تو درکنار وہاں اس کے خیال میں ”دانائی“ کا نام و نشان بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

درآن شہری کہ ملاحظہ دارو در آنخب ایچ دانای نباشد  
اس کے خیال میں ”انبیاء و اولیاء“ کو دنیا میں جتنی تکلیفیں پہنچی تھیں وہ سب علما کے ”شر نفس“ کی وجہ سے تھیں۔

از شومئ شر نفس ملایان است باہر نبی و ولی کہ آزار رسید!  
وہ گمراہی کی تلاش (جسے وہ تحقیق تو حید کہتا ہے) میں اتنا دوڑ نکل گیا تھا کہ اُسے اپنے لیے گمراہ کے لفظ میں فخر محسوس ہونے لگا تھا۔

ہر کس کہ بحق رسید گمرہ گفتند من گمرہ از آغم کہ مرارہ من ساند  
اس لیے ان حالات میں اس نے اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح کیا ہے۔  
کافر گفتی تو از پی آزارم این حرف ترار است ہی پذیرم  
پستی و بلندی ہمہ شد ہموارم من مذہب ہفتاد و دولت دارم  
علامہ اقبال کا یہ شعر حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔

تخم الحادے کہ اکبر پرورید باز اندر فطرت دارا رسید  
اب اس ہیجان انگیز فضا میں اس مذہبی کشمکش کو مد نظر رکھتے ہوئے اورنگ زیب کے افکار اور اس کے پسندیدہ علما و مشائخ کی تعلیمات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

۱۔ داراشکوہ کے یہ تمام اشعار اس کی کتاب جوگ نشٹ کے مقدمہ نوشتہ امیر حسن عابدی سے منقول ہیں ۲۰-۲۱



## اورنگ زیب کے علماء و مشائخ سے تعلقات

داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگ زیب کو راسخ العقیدہ علماء و صوفیہ سے عقیدت تھی اور اس کے روابط بھی اسی قسم کے حضرات سے تھے۔ اگر اس کے علماء و مشائخ سے تعلقات کا مفصل جائزہ لیا جائے تو ہمیں سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کے نام سب سے زیادہ ملیں گے جن کے براہ راست اورنگ زیب کے کسی نہ کسی طرح روابط تھے۔ ان تعلقات کی تفصیل سے دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا واضح فرق بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے تعلقات کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو:

### حضرت خواجہ محمد معصوم اور اورنگ زیب

تخت نشینی (۱۶۵۹ء) سے بہت پہلے حضرت خواجہ کے ساتھ اورنگ زیب کی عقیدت کے ثبوت ملتے ہیں۔ چنانچہ ۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء میں وہ باقاعدہ بیعت ہونے کیلئے حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوا، جہاں اُسے "سلطنت" کی خوش خبری بھی دی گئی تھی۔ اگرچہ روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو مبالغہ آمیزی کہا گیا ہے لیکن حضرات کے ساتھ اس کی مراسلت سے اس کے اس سلسلہ سے باقاعدہ منسلک ہونے کے شواہد ملتے

۱۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲ / ۳۸-۳۹

ہمارے خیال میں اس خوشخبری کے ملنے کا یہ حد تھا کہ دارا اس سے اگلے سال کشمیر جا کر ۱۰۴۹ھ

۱۶۳۹ء میں باقاعدہ ملاشاہ بدخشی سے بیعت ہوا تھا (سیکنڈ الاولیاہ ۲۸، ۱۷۸)

تفصیل کے لیے اسی مقدمہ کا عنوان "دارا کے عقائد کا پس منظر" ملاحظہ کریں۔



ہیں۔ حضرت خواجہ کے فرزند خواجہ سیف الدین واضح طور پر اس کے اس طریقہ میں داخل ہونے اور حضرت خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مخفی نہ ماند کہ بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مشرف گشته، بسیار متاثر گشت سے

صحبت با حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) داشت.....

اگر اوزنگ زیب کی حضرت خواجہ کے ساتھ بیعت کو نہ بھی تسلیم کیا جاتے تب بھی آخر دم تک اس کی اس خاندان سے وابستگی اور گہری عقیدت کے واضح اثرات ملتے ہیں۔ اس کے ان روابط کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول شہزادگی کا زمانہ دوم تخت نشینی کے بعد کے تعلقات۔

اوزنگ زیب ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء سے ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء تک قندھار فتح کرنے کی مہمات میں مصروف رہا، شاہ عباس ثانی (والی ایران) نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن داراشکوہ کی سازشوں کی وجہ سے اوزنگ زیب اس مہم میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دارا، اوزنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے جو طریقے اختیار کرتا رہا، یہ سازش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اوزنگ زیب نے اس مہم میں کامیابی کے لیے حضرت خواجہ سے دعا کے لیے کہا تو آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل مکتوب اُس کے نام ارسال کیا جس میں جہاد کے فضائل تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اُس کی اس مہم کو جہاد قرار دیتے ہوئے لکھا:

”اللہ کی راہ میں ایک ساعت کا جہاد مکہ میں حجرِ اسود کے قریب شبِ قدر

۱۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات سیفیہ ۱۲۳/۸۳

۲۔ اس محاصرہ قندھار کی تفصیل کے ملاحظہ ہو:



کے قیام سے افضل ہے۔“

لطف یہ ہے کہ اس مہم کی ناکامی کے بعد خود داراشکوہ نے اپنا وقار بڑھانے کے لیے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء کو اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ محاصرہ تقریباً پانچ ماہ تک جاری رہا لیکن کوئی چال بھی کامیاب نہ ہوئی اور دارانے تنگ آکر واپسی کا فیصلہ کر لیا اور اس ناکامی کا داغ دھونے کے لیے دارانے عجب ڈرامائی انداز اختیار کیا کہ ”مجھے قندھار کے مشہور ولی بابا حسن ابدال نے خواب میں بتایا ہے کہ قندھار کی فتح اس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے اس لیے محاصرہ ختم کر دو۔“

داراشکوہ نے لکھا ہے کہ اس محاصرے کے دوران میرے پیر ملا شاہ بدخشی نے مجھے بھی خطوط لکھے اور فتح کی خوشخبری دی۔ اس نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں یہ خطوط نقل کیے ہیں۔ ملا شاہ بدخشی کے ان خطوط اور حضرت خواجہ کا اورنگ زیب کے ہم مذکور بالا مکتوب کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو دونوں روحانی رہنماؤں کے افکار کا واضح فرق معلوم ہو جائے گا۔

۱۔ محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات ۶۴/۱

جناب پروفیسر محمد اسلم نے سہواً حضرت خواجہ کے اس مکتوب کو اورنگ زیب کی دارالحکومت پر جنگ تخت نشینی کے سلسلہ میں فوج کشی سے متعلق قیاس کر لیا ہے کہ ”اورنگ زیب جب برہانپور سے فوج لے کر نکلا تو خواجہ صاحب نے اُسے ایک خط ارسال کیا جس میں اسے دارالحکومت پر فوج کشی پر تحسین پیش کی۔“

(المعارف لاہور۔ اگست ۱۹۶۸ء ۳۱، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱۔ ۴۱)

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں حضرت خواجہ کے مکتوبات کی یہ جلد اول جس میں زیر بحث مکتوب نمبر ۶۴ شامل ہے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء میں جمع ہو کر مکمل ہو چکی تھی اور اورنگ زیب نے برہانپور میں ایک ماہ دارالحکومت پر حملہ کی تیاری میں صرف کر کے ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں یہ کارروائی کی تھی۔ اس لیے ۱۶۵۳ء سے پہلے کے نوشتہ مکتوب کا اس فوج کشی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ خط اس کی مہم قندھار سے متعلق ہے۔

۲۔ داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵ء ۱۸۵-۱۸۸



دکن کے معاملات عرصہ دراز سے مغلوں کے لیے خاصے تشویش کا باعث بنے ہوئے تھے خصوصاً شاہ جہان کے آخری سالوں میں ایران کی ان ریاستوں کے ساتھ مراسلت و مداخلت اور وہاں شیعہ مذہب کا اثر بڑھ جانا اور ان علاقوں میں جمعہ کے خطبوں میں خلفائے ثلاثہ پر سب و شتم کیا جانا نہ صرف مغلوں بلکہ سارے ہندوستان کے لیے اشتعال اور مذہبی غیرت کا باعث بن گیا تھا۔ انہیں حالات میں ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۵ء کو اوزنگ نیب نے گوکنڈہ کا محاصرہ کر لیا جو اس زمانہ میں شاہ جہان کی طرف سے نظامتِ دکن پر مامور تھا۔ انہیں دنوں حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی نے اُسے اسی نوعیت کا ایک خط لکھا جس قسم کا ان کے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم اُسے محاصرہ قندھار کے دوران لکھ چکے تھے، حضرت خواجہ محمد سعید نے واضح الفاظ میں اسے احکامِ شریعت کی "تقویت" کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ خود بھی اس جہاد میں شریک ہونے کے متمنی ہیں لیکن پیرانہ سالی کے باعث ایسا کرنے سے معذور ہیں، لکھتے ہیں :

در ایں ایام ضعیف مراسم اسلام چوں تا ایدار کان ملت بیضا و تقویت  
 احکام شریعت عزرا و البسۃ بہ ذات اشرف است..... دریں ولا  
 استماع یافت کہ چوں اہل گوکنڈہ سر از ربقہ اطاعت واجبہ کشیدہ اند  
 و نقض عہد نمودہ داخل جرگہ ینقضون عہد اللہ..... گشتہ اند و آن  
 قبلہ گاہی از روحیت دین و غیرت اسلام توجہ بآن صورت تافہ ہمت  
 سامیہ را بر تخریب آن جماعت ناہنجار گماشتہ.....  
 فتح و نصرت کی دُعا کے بعد لکھا ہے.....

۱۔ ایران کی دکنی معاملات میں مداخلت کے لیے تفصیل کے لیے دیکھئے :

Riazul Islam: Indo-Persian Relations, pp. 116-120.



جاتے آن بود کہ این فقیر از سر قدم ساخته شریک این مجاہدہ سے شد لیکن  
ضعف بدن کہ ہموارہ عارض است.....

لیکن داراشکوہ کی سازش اور اورنگ زیب کو بدنام کرنے کی غرض سے عین فتح و  
نصرت کے حالات میں مرکز کی طرف سے محاصرہ اٹھانے اور ان کے علاقے واپس کرنے  
کے احکام صادر ہو جاتے ہیں۔<sup>۱</sup>

مجددی حضرات کے علاوہ اورنگ زیب کے دیگر سلاسل کے صوفیہ سے بھی اچھے  
تعلقات تھے، جنگ تخت نشینی سے پہلے وہ شیخ برہان الدین شطاری برہانپوری سے  
کئی مرتبہ ملا تھا۔ ایک بار اس نے ان کے پاس حاضر ہو کر داراشکوہ کے عقائد کے بارے  
میں ان کو آگاہ کیا کہ دارا اسلام سے برگشتہ ہو چکا ہے اور اس نے ضلالت کی وادی  
میں قدم رکھ دیا ہے اور ملحدوں کی تقلید شروع کر دی ہے۔ اس نے تصوف کو بہت  
بدنام کیا ہے اور کفر و اسلام کو ملانے اور ان کا ایک منبع قرار دینے کے لیے اس نے  
ایک کتاب مجمع البحرین لکھی ہے۔ اس نے ہمارے والد بزرگ کو سلطنت سے بے اختیار  
کر دیا ہے اور اس نے مسلمانوں کے قتل اور گمراہ کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لی ہے۔  
میں امیدوار ہوں کہ آپ ”دفع شر“ کے لیے دعا کریں گے۔ انہوں نے

۱۔ محمد سعید خواجہ: مکتوبات ۱۲۳/۸۲

۲۔ محاصرہ گوکنڈہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے:

نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر۔ طبع دارالمصنفین ۲۴۳-۲۴۹ و بعد

Yar Muhammad Khan The Deccan Policy of the Mughals,  
Lahore, pp. 195-227.

۳۔ غوری، افتخار احمد: جنگ تخت نشینی (انگریزی) بحوالہ کتب معاصر۔

بعض حلقوں کی طرف سے اورنگ زیب پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسے صرف سرہند کے چند  
مجددی بزرگوں کی حمایت ہی حاصل تھی، یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ شیخ برہان تو شطاری  
سلسلہ کے شیخ تھے اور سلسلہ شطاریہ و نقشبندیہ کے مابین کشیدگی کے بھی آثار ملتے ہیں۔



اس کے لیے دُعا کی۔ اورنگ زیب کی سید احمد میران جی شطاری کے ساتھ ملاقات کا ذکر بھی تذکروں میں ملتا ہے۔

اورنگ زیب کے زمانہ شہزادگی سے ہی جن علما و مشائخ سے تعلقات تھے وہ سب کے سب راسخ العقیدہ بزرگ تھے۔ شیخ عبداللطیف برہانپوری (ف ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۶ء) کے ساتھ اس کے مراسم خاصے قدیم تھے وہ بہت پابندِ شرع بزرگ تھے معاصر مورخ بختاوردخان نے لکھا ہے :

”وہ امر معروف و نہی منکر میں بہت تشدد تھے اور رزقِ حلال کے لیے تجارت کرتے تھے۔ وہ مریدوں سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے، برہانپوری میں قیام سے پہلے ہی اورنگ زیب کی ان کے ساتھ مذہبی موانست تھی اور امور دینی سے آگاہ کرنے کے لیے وہ بلا تکلف اورنگ زیب کے پاس چلے جاتے تھے۔“

شہزادگی کے زمانے سے ہی اورنگ زیب کی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ساتھ محبت و مذہبی ہم آہنگی کا ثبوت ہم ہم پہنچا چکے ہیں۔ حضرت خواجہ اپنے والد بزرگ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے صحیح ترین جانشین اور انتہائی درجہ پابندِ شرع تھے بالکل حضرت مجدد کی طرح آپ بھی سارے ہندوستان کے حالات سے بخوبی واقف تھے

← شیخ برہان کے حالات کے لیے دیکھئے :

- بختاوردخان : مرآة العالم ۲/۴۰۸ - طبع لاہور ۱۹۷۹ء
- خانی خان : منتخب اللباب ۱۱/۲
- راشد مطیع اللہ : برہانپور کے سندھی اولیاء - طبع حیدرآباد سندھ ۲۶۳ - ۳۳۳
- عاقل خان رازی : ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان شطاری) طبع دکن

۱۔ لدکا پوری، عبدالجبار، محبوب ذی المنن ۵۸/۱

۲۔ بختاوردخان : مرآة العالم ۲/۴۰۷-۴۰۸



اور جس طرح حضرت مجدد کی تحریرات میں اسلام کی زبوں حالی اور ضعفِ دین اور حفاظتِ دین کے لیے جس کرب اور بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم بھی اپنے زمانے میں دارا شکوہ کے زیر اثر خلافِ اسلام تحریکوں سے پوری طرح آگاہ تھے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

اے عزیزانِ ایام میں معاملاتِ دین میں سستی آگئی ہے، سنت ترک ہو گئی ہے اور بدعت کو پھیلا دیا گیا ہے۔ اس لیے اس ”ظلمانی وقت“ میں دینی علوم کا حاصل اور نشر کرنا ہم کا درجہ رکھتا ہے اور احیائے سنتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا مقصد ہے۔ (اس لیے تم، شرعی علوم کی تحصیل، اشاعت اور احیائے سنتِ مصطفویہ کے لیے کمر ہمت باندھ لو..... الخ  
ایک مکتوب میں تصوف کی انتہائی معراج ”کمال احکام شرعیہ“ کو قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں :

باید کہ کمر ہمت را در اتیان احکام شرعیہ چسپت بر بندند..... و احیائے سنن متروکہ را از اہم امور دانند.....  
ایک خط میں صوفیہ متقدمین کے اقوال تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :  
جو شخص مشیخت کی گدی پر بیٹھا ہو اور اس کا عمل موافق سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اور نہ وہ خود زبور شریعت سے آراستہ ہے، خبردار! خبردار اس سے دُور رہنا، بلکہ احتیاطاً اس شہر میں بھی نہ رہنا..... آدابِ نبوی کا خیال نہ رکھنے والوں اور سننِ مصطفویہ کے ترک کرنے والے کو ہرگز عارفِ خیال نہ کرنا..... مردِ حق و راصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے، بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدا سے غافل نہ رہے۔

۱۔ محمد معصوم خواجہ: مکتوباتِ معصومیہ ۱۷۸/۱ ۲۔ ایضاً ۱۷۷/۱ ۳۔ ایضاً



اورنگ زیب جب قندھار فتح کرنے کی مہم پر روانہ ہوا تو آپ نے اسے ایک مکتوب کے ذریعہ جہاد کے فضائل سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا :

یہ حدیث ہے کہ اللہ کے لیے ایک ساعت کا جہاد شب قدر میں مکہ معظمہ میں حجرِ اسود کے نزدیک قیام سے افضل ہے۔ (مع اسناد حدیث)

اور جہاد اصغر کے فضائل اور جہاد اکبر کی شرح بھی اس مکتوب میں آپ نے تحریر کی۔ حضرت خواجہ کے مکتوبات کے تین ضخیم دفاتر اسی قسم کے معارف سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ترویج شریعت اور احیائے سنت کے سلسلہ کے اقتباسات جمع کیے جائیں تو پورا ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید کے مکاتیب بنام اورنگ زیب و دیگر افراد و امراء میں بھی احیائے سنت پر خاص توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دنوں سے سفر و حضر میں اورنگ زیب کے ہمراہ رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت خواجہ محی الدین کو حضرت خواجہ محمد سعید نے اپنے ایک تعارفی خط کے ذریعہ ”شہزادہ دیندار اورنگ زیب“ کے پاس بھیجا کہ ”اس تربیت یافتہ صاحبزادے کو محرم بارگاہ سلطنت بنا لو“ دوسرے دنوں سے خواجہ عبداللطیف کے بارے میں واضح نہیں ہے کہ انہوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت کب اختیار کی تاہم اس کی تحت نشینی کے بعد ان کی ملازمت کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا

۲۔ محمد معصوم خواجہ : مکتوبات معصومیہ ۶۴/۱

حضرت خواجہ نے اپنے کئی مکاتیب میں اورنگ زیب کو اتباع سنت اور ترویج شریعت کے لیے پر زور دلائل کے ساتھ آمادہ کرنے کی سعی کی ہے بعض اقتباسات آئندہ اوراق میں نظر سے گزریں گے۔

۳۔ بعض اقتباسات اس سے پیشتر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

۴۔ محمد سعید خواجہ : مکتوبات سعیدیہ ۱۰۱/۲۵

۵۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔



جنگ تخت نشینی سے پہلے اور سفر حج پر روانہ ہونے سے پیشتر حضرت خواجہ محمد مصوم نے اورنگ زیب کی استدعا پر شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت مجدد کے یہ دونوں پوتے اور دونوں مذکورہ نواسے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور شریعت کے حد درجہ پابند تھے اورنگ زیب ان کی مصاحبت میں رہ کر مزید اتباع شرع کا خواستگار ہو گیا تھا۔

## اورنگ زیب کی دینداری

اورنگ زیب کی ولادت ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ / ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو ہوئی۔ اس وقت کے جمید علماء سے تحصیل علم کی۔ اس کے اساتذہ میں مولانا عبداللطیف سلطان پوری، میر محمد ہاشم گیلانی، ملا موہن بہاری، علامی سعد اللہ خان، مولانا سید محمد قنوجی، ملا احمد بیون، دانشمند خان اور مولانا شیخ عبدالقویؒ کے نام ملتے ہیں۔

اورنگ زیب نے بادشاہ بننے کے بعد ۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء میں قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ تحصیل علم کا سلسلہ تا دم حیات جاری رہا لیکن کبھی دارا کی طرح فلسفہ ہنود سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے اپنے آخری ایام حکومت کے دوران حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے مولانا محمد فرخ سمر ہندی سے بخاری شریف دوبارہ پڑھی تھی۔

وہ فقہ حنفی سے خصوصی لگاؤ رکھتا تھا۔ حدیث و تفسیر کی کتابوں کے علاوہ کتب

۱۔ تفصیل جنگ تخت نشینی کے تحت اسی مقدمہ میں دیکھئے۔

۲۔ نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر ۱۲۵-۱۲۸

اورنگ زیب کے اساتذہ یقیناً اس سے زیادہ تھے۔ ہم نے چند نام محض اس کے علمی تبحر اور متقیانہ زندگی کے ثبوت کے طور پر تحریر کئے ہیں۔

۳۔ ایضاً ۱۲۸ (حفظ قرآن کی یہ سعادت منغل بادشاہوں میں سے صرف اسی کو حاصل تھی۔)

۴۔ صفرا محمد: مقامات معصومہ قلمی ۷۲۷



اخلاق و تصوف میں سے تصانیف امام غزالی، خصوصاً احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت کا اکثر مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ اور اپنے فرزندوں کو بھی اہم غزالی کی کتابیں مطالعہ کے لیے بھیجا کرتا تھا اور ان کے نام کی بجائے ”امام حجۃ الاسلام“ کا لقب استعمال کرتا تھا۔ اس کی تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ مذہبی رنگ میں رنگتا چلا گیا اور عین جنگ و جدل کے دوران بھی وہ نماز قضا کرنے کا تصور نہیں کرتا تھا۔ اس کی دین داری اور تقویٰ کے بارے میں تمام مورخین متفق ہیں جس میں اس کے مخالف مورخ ہندو تاریخ نویس بھی شامل ہیں۔ اس کی دین داری و تقویٰ کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ دربار شاہ جہانی میں دارا اور اس کے ہم مشرب اور رنگ زیب کی مذہب سے انتہائی دلچسپی کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس کے نام خطوط میں اس کی اس گرویدگی پر طعن و تشنیع کی جاتی تھی۔ اسے ”منازی، فقیر“ اور ریاکار اور بہت سے ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا تھا۔

بے شک اس قسم کا استہزا اس وقت اور رنگ زیب کے لیے بہت ہی تکلیف کا باعث تھا جس کا اس نے اپنے خطوط میں اظہار بھی کیا ہے لیکن آج اگر صرف ہم اور رنگ زیب کے حامی مورخین کے بیانات سے اس کی دینی زندگی کی جھلکیاں پیش کرتے تو جانبداری کا الزام عائد ہوتا۔ اس لیے یہ خطوط اس کے تقویٰ پر شاہد ہیں۔

ماثر عالمگیری کے مولف نے اور رنگ زیب کی مذہبی زندگی کی جو تصویر کشی کی ہے، اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو :

حضرت غلامرکان اپنی فطری سعادت اندوزی کی وجہ سے مذہبی احکام و شعائر کے لیے حد پابند تھے، حنفی المذہب سنی تھے، اسلامی فرائض خمسہ

- ۱۔ نجیب اشرف ندوی ۱۲۹  
 ۲۔ ساقی مستعد خان : مآثر عالمگیری - کلکتہ ۳۹۷  
 ۳۔ شاہ جہاں اور دارا کے خطوط کے اقتباسات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ رقعات عالمگیر ۲۲۶، ۳۹۵-۳۹۶



کی پابندی اور ان کے اجراء میں بے حد کوشاں رہتے تھے، حضرت ہمیشہ با وضو رہتے..... نماز اول وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے..... روزوں کے پابند تھے..... قبلہ عالم حق طلبی کے شیدائی تھے، معمول تھا کہ مسجد میں تمام رات اہل اللہ کے ساتھ سرگرم گفتگو و ذکر رہتے..... رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے..... قبلہ عالم نے ابتدائے سن تمیز سے تمام مکروہات و محرمات سے شدید پرہیز فرمایا..... نغمہ و سرود سے نفرت تھی اور اسے حرام قرار دیا تھا..... غیر مشروع لباس اور سونے چاندی کے برتنوں سے پرہیز کرتے..... تمام ممالکِ محروسہ میں شرعی احکام جاری تھے، احتساب کا محکمہ نہایت فعال تھا..... بغرض کہ حضرت کے عہد میں دینِ متین کا آوازہ بلند ہوا، اور جس طرح ملک ہندوستان میں شریعت اسلامی کا کامل لحاظ رکھا گیا اس کی نظیر فرمانِ روایانِ سابق کے کارناموں میں قطعاً معدوم ہے۔

اورنگ زیب نے محسوس کیا کہ سلطنت کے قیام کے استحکام کے بعد ایک عظیم الشان کتاب فقہ مرتب کی جائے جو اسلامی قانون کا کام دے سکے تو اس نے حنفی مذہب کے فقہی مسائل کی تدوین کے لیے اس وقت کے جتید اور راسخ العقیدہ علماء کا ایک بورڈ قائم کیا جس کے تحت یہ اہم کام انجام کو پہنچا۔

دارا کی تصانیف اور اورنگ زیب کے اس بے مثال تالیفی کام یعنی — فتاویٰ عالمگیری کے تقابلی مطالعہ سے دونوں کے مقصدِ حیات اور مذہبی رجحانات میں جو خلیج حائل تھی اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔



## جنگِ تختِ نشینی میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کا کردار

یوں تو ہندوستان میں اس سے پیشتر اور اس کے بعد بھی تختِ نشینی کیلئے اُن گنت جنگیں ہوئی تھیں لیکن اس جنگ کی نوعیت سب سے مختلف تھی کیونکہ اس کی بنیاد مذہبی نظریات پر تھی۔ دارا اور اورنگ زیب کے جن مذہبی افکار و رجحانات کا ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ جنگ دو بھائیوں کے درمیان ہی نہیں تھی بلکہ حق اور کفر کا معرکہ تھا، اصل جنگ تو راسخ العقیدہ اور آزاد مشرب صوفیہ کے افکار کا ٹکراؤ تھا، وحدتِ ادیان کی تحریکوں، بھگتی گیانیوں اور پابندِ شرع نقشبندیوں کے تصادم کا نام ”جنگِ تختِ نشینی“ تھا۔

عصرِ حاضر کے مورخین نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے — مشہور مورخ اور اورنگ زیب کے سوانح نگار لین پول جس کی تحقیق کے مطابق ”اورنگ زیب کے تمام معاصر عیسائیوں نے اُسے ریاکار اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے مذہب کو آڑ بنانے والا ثابت کیا ہے۔“ بھی یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ :

”اورنگ زیب نے بڑی جرات کے ساتھ اکبر اور دارا کے نظریات کے خلاف ردِ عمل کے طور پر کام کیا۔“

اورنگ زیب کے سوانح نویس ظہیر الدین فاروقی نے اس جنگ میں دونوں فریقوں کے حامیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندو اکبر جیسا بادشاہ چاہتے تھے لیکن مسلمان دوبارہ اس بد قسمتی کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے :

۱۔ All contemporary christians . . . denounce him as a hypocrite who used religion as a clock for ambition.

(Lane-Pole: Aurangzeb, Delhi, p. 60)

۲۔ Faruki: Aurangzeb and his Times, Lahore, 1977, p. 28.



ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی تالیفات میں اورنگ زیب اور دارا کے مذہبی رجحانات کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ایک موقع پر ہندو راجاؤں کی حکمت عملی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ جہان کے عہد میں وہ دارا پر اعتماد کر سکتے تھے کیونکہ اس نے دوسرا اکبر بن کر دکھانے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔<sup>۱</sup> حال ہی میں لندن یونیورسٹی نے ایم اے کا ایک مقالہ اس جنگ کے بارے میں لکھوایا ہے۔ مقالہ نگار ڈاکٹر افتخار احمد غوری نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس جنگ میں سنی امراء، علماء اور مشائخ نے علانیہ اورنگ زیب کی حمایت کی تھی۔<sup>۲</sup> اس لیے قدرتی طور پر اس کش مکش میں راسخ العقیدہ مسلمان علماء و مشائخ کے علاوہ مسلم عوام کی نظریں بھی اورنگ زیب پر مرکوز ہو گئیں۔

خصوصاً علماء و مشائخ کے اس طبقہ نے جو اکبر جیسے مذہبی حالات کے پھر عود کرنے کے خدشہ کا اظہار کرتا رہتا تھا اس جنگ میں کھل کر اورنگ زیب کی حمایت کی۔ یہ سوچ غلط ہے کہ اس مذہبی کش مکش میں اورنگ زیب کو صرف سرہند کے چند نقشبندی بزرگوں کی ہی حمایت حاصل تھی بلکہ ہر سلسلہ کے صوفیہ و علمائے اورنگ زیب کی حمایت عملی طور پر کی تھی۔ مشہور محدث اور مجمع بحار الانوار کے مولف کے پوتے قاضی عبدالوہاب نے بھی اورنگ زیب کی بھرپور حمایت کی تھی اور قاضی القضاات کو شاہ جہان کے حین جیات اورنگ زیب کے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے قائل کر لیا تھا۔<sup>۳</sup>

اورنگ زیب کو جب شاہ جہان کی بیماری کی اطلاع ملی تو اس نے کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے بڑھانپور میں پورا ماہ اس انتظار میں گزارا کہ شاید شاہ جہان

<sup>۱</sup> Qureshi, I, H: Ulama in Politics, p. 104.

<sup>۲</sup> Ghauri, I, A: War of Succession, Lahore, 1964.

<sup>۳</sup> Ishwardas Nagar: Futuhat-i-Alamgiri, Translated by Tasneem Ahmad, Dehli, 1978, p. 55.



تندرست ہو کر سلطنت خود سنبھال لے۔ اس دوران وہ بربانپور میں کئی علماء و مشائخ سے ملا اور ان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ شیخ بربان الدین شطاری سے اورنگ زیب کی ملاقات کا حال ہم درج کر چکے ہیں۔ منوچی کے بیان کے مطابق اورنگ زیب کے اُستاد شیخ میر بھی اس جنگ میں بہ حیثیت سپاہی دارا کے خلاف لڑے تھے۔ اسی طرح کئی علماء کی اولاد بھی اورنگ زیب کی حمایت میں حتی الامکان کام کرتی رہی۔

لیکن سب سے زیادہ جس سلسلہ سلوک کے بزرگوں کی اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے کوششوں کا ذکر ملتا ہے وہ سلسلہ نقشبندیہ کے افراد ہیں۔ ہمارے خیال میں اسی حمایت کی وجہ سے دارا شکوہ اس سلسلہ کے افراد کا مخالف ہو گیا تھا۔ روضۃ القیومیہ کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور آپ کے سارے خاندانوں کو تکلیف پہنچانے کے درپے بھی ہوا تھا۔ عین انہی ایام میں جب کہ اس جنگ کے لیے فضا مقرر ہو رہی تھی، حضرت خواجہ ذمی الحجہ ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء میں حج کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں، دکن میں بھی کئی مقامات پر قیام فرمایا، بربانپور میں خصوصی قیام کا ذکر ملتا ہے۔ اس دوران حضرات مجددیہ سے اورنگ زیب کی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حج کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر حضرات کا بربانپور جانا مصلحت سے خالی نہیں تھا۔ کیونکہ وہاں اورنگ زیب عرصہ سے مقیم اور جنگی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے وہاں ایک ماہ تک اسی سلسلہ میں قیام کا ذکر اس کے درباری مورخ

۱ Manucci, N: Travels through Mughal India, Translated by Irvine, Lahore, 1976. p. 64, 104.

(شیخ میر کے امیر شکر مقرر ہونے کا ذکر روضۃ القیومیہ ۱۱۲/۲ میں بھی ہے)

۲ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "حضرات کا سفرِ عربین"

۳ وحدت، عبدالاحد: لطائف المدینہ قلبی تفصیل کے لیے دیکھئے "حضرات کا سفرِ عربین"



محمد کاظم شیرازی نے بھی کیا ہے۔ یوں بھی یہ شہر حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور وہاں بڑے بڑے نقشبندی حضرات مدفون و مقیم تھے اور یہیں اورنگ زیب نے حضرات کی موجودگی میں ہی دارا کے خلاف جنگ کا پورا پروگرام مرتب کر لیا تھا۔ ہمارا قیاس ہے کہ حالات چونکہ نقشبندی حضرات کے لیے نہایت ناموافق ہو گئے تھے اس لیے اورنگ زیب کے مشورہ پر حضرات نے یہ سفر مبارک اختیار کیا ہوگا۔ ورنہ جیسا کہ ہم حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم کے حالات کے تحت لکھ آتے ہیں کہ ان ایام میں حضرت مجدد کے یہ دونوں صاحبزادے انتہائی بیمار تھے۔ اس لیے ایسی حالت میں یہ طویل سفر ان کے لیے بظاہر ممکن نہیں تھا، اس لیے ایک طرح سے ان کا یہ سفر ہجرت کے مترادف تھا۔

حضرت مجدد کے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سعید سفر حج پر روانہ ہونے سے پیشتر اورنگ زیب کو بذریعہ خط اطلاع دیتے ہیں کہ ہم ۱۶ ربیع الاول کو سر و سنج پہنچیں گے اور حرمین الشریفین جا کر تمہاری سلامتی و کامیابی کے لیے دعا کریں گے کہ تمہاری کامیابی دراصل "صلاح عام اور تقویت اسلام" کا باعث ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں:

روزہ شنبہ شانزدہم شہر ربیع الاول بہ سر و سنج رسیدیم، امید است کہ بعد از وصول بان اماکن شریفہ و طیفہ دعا سلامتی و مزید ابہت و اقبال آن عالی حضرت کہ متضمن صلاح عام و تقویت اسلام است.....

۱۔ محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ ۴۸ (طبع کلکتہ)

۲۔ حنات الحرمین کے یہ فقرات "جب حضرت خواجہ اس سفر پر روانہ ہو گئے تو" تقابل عام بہ سبب اختلاف سلطنت و تغیر و تبدل امور عظام روی نمود" (یہ اشارہ واضح طور پر شاہ جہان کے عین حیات دارا کا امور مملکت پر حاوی ہونے کی طرف ہے)

۳۔ محمد سعید، خواجہ: مکتوبات سعیدیہ ۱۲۵/۸۴



اورنگ زیب کی استدعا پر حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے بھتیجے شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو سفرِ حرمین اختیار کرنے سے پہلے ہی اورنگ زیب کے پاس بھیج دیا تھا اور شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کا رفیق کار بننے کا حکم دیا۔<sup>۱</sup>

رنجھت کے وقت اورنگ زیب بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے اُسے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی۔ اورنگ زیب نے دس ہزار اس سفر کے لیے پیش کئے۔ روضۃ القیومیہ ہی کی روایت کے مطابق یہی شیخ محمد اشرف میدان جنگ میں بھی اورنگ زیب کے ہمراہ اور فتح و نصرت کے لیے دُعائیں مصروف بتاتے گئے ہیں۔<sup>۲</sup> شیخ سعد الدین مذکور تو حق و باطل کی جنگ میں ہمہ وقت اورنگ زیب کے ساتھ میدان میں ہی مصروف نظر آتے ہیں۔<sup>۳</sup>

جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں دارالاشکوہ اپنے ابتدائی دور میں سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوا تھا اور پھر جب اس کا دل اس تصوفِ اسلامی سے اچاٹ ہو کر فلسفہ ہنود کی طرف راغب ہوا تو اس نے اپنے نام کے ساتھ نسبت ”حنفی و قادری“ لکھنا ترک کر دی تھی گویا وہ اس سلسلہ عالیہ سے خارج ہو چکا تھا اور اب وہ جن افکار کا مالک تھا، تصوفِ اسلامی کے کسی سلسلہ میں ان کی گنجائش نہ رکھنا ممکن نہیں تھی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

۱۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۹۱/۲

۲۔ جنگ کے خاتمہ اور اورنگ زیب کی کامیابی کے بعد ان کے حرمین الشریفین پہنچنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ایضاً ۹۱/۲

۳۔ ایضاً (حضرت خواجہ کے نواسے میر صفرا محمد نے مقاماتِ معصومیہ (قلمی ۳۵۳) میں اس بشارت کا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اورنگ زیب کی تسلی کے لیے اسے تحریری بشارت دی تھی۔ جس سے روضۃ القیومیہ کے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے)

۴۔ ایضاً ۱۰۴/۲ ۱۱۰/۲-۱۱۱



بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے اس لیے حج کے لیے روانہ ہونے کے دوران ہی آپ نے اپنے فرزند کلان حضرت خواجہ صبغت اللہ کو بغداد روانہ کیا کہ روضہ مبارک حضرت غوث الثقلینؒ پر حاضر ہو کر عرض کر دے کہ داراشکوہ کی حمایت ترک فرمادیں، چنانچہ صاحبزادہ بزرگ بغداد میں حاضر ہوئے تو حضرت غوث اعظم نے ان کی یہ استدعا منظور فرمائی۔ قریب العہد ماخذ معدن الجواہر اور زبدة المقامات و حضرات القدس کی طرح معتبر تذکرہ عمدۃ المقامات میں اس واقعہ کی تفصیلات درج ہیں۔

اس کے بعد حضرت خواجہ مع اعزہ و خلفا حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں اور پھر اس جنگ کی کشمکش اور تیز ہو جاتی ہے۔ اورنگ زیب کے لیے علماء و صوفیہ کی دعائیں بدستور جاری رہتی ہیں۔

جب شاہ جہاں شدید بیمار ہوا تو امور سلطنت بالکل دارا نے اپنے ہاتھ میں لے لیے تو جانشینی کے لیے انتخاب کی کشمکش بھی خاصی بے چینی کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے ان ایام میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ بزرگ حضرت شیخ آدم بنوڑی جو اس جنگ سے پندرہ سال پہلے (۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) حرمین میں وصال فرما گئے تھے۔ عالم رویا میں بام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء پر ظاہر ہوتے اور اس جنگ میں انہیں اورنگ زیب کی حمایت کرنے کا حکم دیا معاصر ماخذ نتائج الحرمین میں ہے:

”چوں شاہ جہاں عنان سلطنت خود را در دست داراشکوہ سپر کلان خود داد، اوقابلیت این امر داشت، حضرت سیدنا و مولانا شیخ آدم (قدس سرہ) بام حضرت افضل مخلوقات علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات، بر خلفائے خود ظہور نموده فرمودند اورنگ زیب را در حمایت دارید۔“

۱۔ محمد فضل اللہ مجددی: عمدۃ المقامات۔ طبع ٹنڈوسائیں داد۔ سندھ ۳۱۸-۳۱۹

۲۔ محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ خطی نسخہ، کتب خانہ انڈیا آفس۔ ورق ۲۰۲-۱



اور خاص طور پر آپ نے اپنے ایک خلیفہ کو حکم دیا کہ میدان جنگ میں اورنگ زیب کے ساتھ جا کر شریکِ معرکہ ہو جاؤ:

امر کر دند کہ در جنگ با اورنگ زیب ہمراہ باشید حضرت ایٹان بر نیل  
اورنگ زیب ہمراہ بودند تو پسخانہ، دارا شکوہ را مہر کر دند...

جنگ تخت نشینی کے ایام میں اورنگ زیب کا ایک حامی امیر، نواب قطب الدین خان  
حضرت شیخ آدم بنوری کے خلیفہ شیخ عبدالخالق قصوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور اورنگ زیب  
کی کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی کامیابی کے لیے دعا کی۔  
فتح مندی کے بعد ان سے کہا گیا کہ بطور امداد کچھ قبول کریں تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے رد  
کر دیا کہ :

”قطب خان..... آمد و گفت کہ مراد ما حاصل شد یک دہ نذر شاکر دہ ام  
ایٹان قبول نہ کردہ و گفتند ما برائے عندائے تعالیٰ مدد کردہ ایم نہ برائے طمع دنیا“  
قادر یہ سلسلہ کے کئی متقی بزرگ بھی اورنگ زیب کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے تھے  
چنانچہ سید شیر محمد قادری بڑھانپوری اورنگ زیب کے زمانہ شہزادگی سے اس پر نظر عنایت  
فرماتے اور اسے اپنی خلوت میں بھی آنے کی اجازت دیتے تھے اور بعض دفعہ سفر کے  
دوران بھی وہ اورنگ زیب کے ہمراہ رہے۔ انہوں نے بھی اس جنگ میں اورنگ زیب  
کی کامیابی کے لیے دعا کی تھی۔

۱۔ ایضاً ورق ۲۰۲-۱

۲۔ نواب قطب الدین خان خوشگی بن نظر بہادر خوشگی قصوری نے اس جنگ میں اعلانیہ اورنگ زیب  
کی حمایت کی تھی۔ تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

صمصام الدولہ شاہنواز خان : آثار الامراء ۳/ ۸۷-۹۴

۳۔ محمد امین بدخشی : نتائج الحزمین۔ قلمی نسخہ۔ ۱، جلد سوم ۱۷۹

۴۔ بختاور خان : مرآة العالم طبع لاہور ۲/ ۲۰۹



تخت نشینی کی اس نظریاتی جنگ میں صرف علماء و صوفیہ ہی اورنگ زیب کے حامی نہیں تھے بلکہ راسخ العقیدہ سنی امرا جو سلطنتِ مغلیہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے، دل و جان سے اورنگ زیب کے حامی بن گئے۔ اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے حرین الشریفین میں بھی علماء و مشائخ نے دعائیں کی تھیں جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ہندوستان سے باہر بھی دیندار طبقے اس "شہزادہ دین پناہ" کے طرف دار تھے۔

حنات الحرمین اور اس سلسلہ کی دوسری معتبر کتابوں میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا یہ مکاشفہ اور کرامت بھی درج ہے کہ جب حضرت خواجہ سفرِ حرین الشریفین کے لیے روانہ ہوئے تو دارا کی اسلام دشمنی، سلسلہ نقشبندیہ سے عداوت اور دیگر سیاسی امور کے بارے میں خالصے متروک تھے، اس لیے مدینہ منورہ سے ہندوستان کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر بھی روضہ پاک حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت ہی نچال آیا۔  
واقعہ یوں ہے۔

جب حضرت خواجہ مواجہہ کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے کہ واپسی کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی مبارک معلوم کریں، تو انہیں واپس

بعض محققین نے بڑی محنت سے تخت نشینی کی جنگ میں جانشینی کے امیدواروں کے حامی امرا کی فہرستیں چارٹوں کے ذریعہ بنا کر وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اطہر علی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں چاروں بھائیوں کے حامی امرا کا چارٹ مرتب کیا ہے ملاحظہ ہو:

Athar Ali: The Mughal Nobility under Aurangzeb, Ali-  
garh, 1970, p. 96.

اسی طرح ڈاکٹر افتخار احمد غوری نے بھی دو الگ الگ چارٹوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے  
دیکھئے کتاب مذکور ۹۶، ۸۷

ان مرتبہ خاگوں کی مدد سے باسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ درجہ اول کے تمام سنی امرا بڑے عہدہ دار اورنگ زیب کے حامی تھے۔



جانے کا واضح اشارہ ہوا تو ان کے دل میں دارا شکوہ کی شریعت دشمنی اور اس سلسلہ سے اس کی عداوت و انتقامی جذبات کے بارے میں گمان گزرا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں نیکی تلوار تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دارا کے قتل کا اشارہ فرمایا تو حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ دشمن اسلام قتل ہو چکا ہے۔

حنات الحرمین کے مولف نے اپنے ایک مکتوب بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد پارسا مجددی، یہ واقعہ دروانگیز عربی الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ اسی نوعیت کا مکاشفہ حضرت خواجہ محمد سعید کے مکاشفاتِ حرمین میں بھی مذکور ہے۔ اور اس سلسلہ کی دیگر معتبر کتب میں بھی اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ اور دارا کے قتل کو حضرت خواجہ کی کرامت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی قرار دیا ہے:

”فانہ کرامتہ لمعجزۃ للنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام“

اس بشارت کے ملتے ہی حضرت خواجہ اپنے اعزہ سمیت واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ اس جنگ کے واقعات بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے ہم نے

۱۔ مروج الشریعت: حنات الحرمین (کتاب حاضر) آخری فصل

۲۔ ایضاً: خزینۃ المعارف ۱۴۱/۱۵۶

۳۔ وحدت، عبدالاحد: لطائف المدینہ۔ قلمی۔ ورق ۲۲-۱، ب

۴۔ ملاحظہ ہو:

محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ قلمی۔ نسخہ ۱، ورق ۲۵-۱، ب

ایضاً: مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ۔ (اردو ترجمہ طبع لاہور میں اس واقعہ کا ترجمہ بالکل غلط ہو کر رہ گیا)

صفراحمہ: مقامات معصومیہ۔ قلمی ۳۵۲

کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۱۰۴/۲ ۵۔ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔



صرف اس کے مذہبی پہلو پر ہی بحث کی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح ہندوستان کے سارے دیندار طبقات اور خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جانشین و خلفائے اورنگ زیب کی حمایت کی۔

جب حضرات سرہند واپس ہندوستان پہنچے تو دارا شکوہ کو شکست ہو چکی تھی، چونکہ حضرات مخدوم زادگان بے چینی سے اس فتح و نصرت حق کی خوش خبری سننے کے منتظر تھے۔ اس لیے اورنگ زیب نے دارا پر قابو پاتے ہی جب اس کا تعاقب شروع کیا تو اس کی اطلاع کے لیے اس نے نہایت ہی مسرت کے ساتھ جو خط حضرات کو لکھا تھا وہ ہم نے دریافت کر لیا ہے۔ جس کا متن مع عکس یہاں دیا جا رہا ہے :

فرمان عالی شاہ بادشاہ عالمگیر بعد از منہزم شدن دارا شکوہ — کہ بشیخ  
محمد سعید و شیخ محمد معصوم نوشتہ۔ نحمدہ و نصلی از جانب این نیازمندترین خلایق  
بدرگاہ حضرت و اہب العطیات بہ حقانق معارف آگاہ فضائل و کمالات بدرگاہ  
شیخ محمد سعید سلام عافیت انجام برسد۔ آنچه از مجد و نصرت یافتن آن لشکر  
اسلام بر اعدا دین بظہور آمدہ بہ سمع شریف رسیدہ باشد۔  
از دست زبان کہ برآمد  
کز عہدہ شکرش بدر آمد

اس جنگ کے مفصل واقعات عصر حاضر کے محققین نے معاصر ماخذ کی بنیادوں پر اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں ملاحظہ ہو :

نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر ۳۲۳-۲۸۷

Ghauri: War of Succession between the sons of Shah Jahan, Lahore, 1964.

Sarkar, J. N: History of Aurangzeb, Vol: 1, pp. 265-612.

۱۔ صاحبزادگان کے مکاتیب بنام اورنگ زیب میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔



زبان ملک الہیہ اور ملک کریمہ کے درمیان  
 این نیاز مندترین خلافت برکات حضرت و اہل بیت  
 فضائل و کمالات کو شگاہ شہید محمد سعید مدظلہ العالی  
 و حضرت یاقین ان کرام بر اعداء دین و ظلمتوں کے  
 سیدہ باشندہ از دست زبان کہ برآمدہ کر عہدہ شکر گزینی برآید کہ  
 شہد بیان جان آن کچھ دروی در آمد نیم جان لہذا  
 شکرانی بقا حقیقت ان الہی عاقبت تعین کر  
 بی منت اللہ کہ بزودی اسپر کرد و توقع کہ این پیر خاں  
 و ازین خوبت نشاہین در مظان اجابت باومی نمودہ باشد  
 شیخ محمد معصوم و شیخ محمد علی سلام عاقبت انجام برسد

۹۔ اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط جو اس نے دارا شکوہ کو شکست دینے کے بعد خوشخبری کے  
 طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نام سرہند ارسال کیا (خط کے متن  
 کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا صفحہ ۱۳۱) ماخوذ از قلمی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزونہ  
 کتابخانہ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ پاکستان۔ نمبر ۱۲۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی



کہ چوں ظلمتِ شبِ بزمیان جان آن سیه روی در آمد نیم جان بہ ہزار تکبیت  
از معرکہ بیروں برد لشکر گرانی بہ تعاقبت آں بے عاقبت تعین گشتہ امید از  
فضل بخشندہ بے منت آنست کہ بزودی اسیر گردد، توقع کہ این خیر خواہ  
عباد اللہ را بد عا سلامت داین و خیریت نشاتین در مظان اجابت یادی  
نمودہ باشند۔ والسلام و بہ غضبت پناہ شیخ محمد معصوم و شیخ محمد سحیحی سلام  
عافیت انجام رسد، والسلام والا کرام۔“

چنانچہ اورنگ زیب دارا شکوہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان دنوں شاہ جہاں  
بقید حیات تھا اس لیے اورنگ زیب نے شاہ جہاں کو خط لکھا کہ چونکہ اس افتاد کی  
ذمہ داری شاہ جہاں کی دارا سے کورانہ محبت تھی، اس لیے اس حقیقتِ حال کا اظہار بھی  
کیا گیا :

خدا نخواستہ اگر بہ حمایت آنحضرت اندیشہ آن بدکیش از قوت بہ فعل می آمد  
و عالم از ظلمت کفر و عدوان تاریک گشتہ کار شرع شریف از رونق می افتاد  
روز جزا از عہدہ جواب بر آمدن بغایت صعب و دشوار باشد..... الخ  
(ترجمہ) خدا نخواستہ اگر آپ (شاہ جہاں) کی حمایت سے وہ بدکیش کامیاب ہو جاتا تو  
سارا عالم کفر کی ظلمت اور ظلم و ستم سے تاریک ہو جاتا، شرع شریف سے  
رونق جاتی رہتی، اور قیامت کے دن آپ سے اس کا جواب دینا بہت ہی  
دشوار ہو جاتا۔

۱۔ اورنگ زیب کا یہ خط کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (راولپنڈی، پاکستان)  
کے ایک قلمی مجموعہ رسالہ نمبر ۱۴۲۹ میں شامل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آخری ورق ۱۲۱  
پر منقول ہے جو حال میں اورنگ زیب کے خطوط کے مطبوعہ مجموعوں میں نہیں مل سکا۔ ہمارے خیال  
میں حضرت خواجہ محمد سعید کا کتب نمبر ۴۴۴ بنام اورنگ زیب، اس کے اسی خط کا جواب ہے۔

۲۔ نجیب اثرب ندوی (مرتب) رقعات عالمگیر ۲۱۲



اس لیے گرفتار کرنے کے بعد اس فتنہ پرور کو اورنگ زیب نے ۱۰۶۹ھ / ۱۶۵۹ء میں قتل کروا دیا۔ نیز اورنگ زیب نے داراشکوہ کے حامیوں، شرع اسلامی سے بنیاری کا اظہار کرنے والوں اور دارا کے سہارے غیر اسلامی تحریکوں کو چلانے والوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی۔

اورنگ زیب نے دارا کے سب سے بڑے حامی ملاشاہ بدخشی کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ کشمیر سے نکلنا نہیں چاہتے تھے لیکن کشمیر کے گورنر نے انہیں زبردستی روانہ کیا تو انہوں نے راستے میں ہی اورنگ زیب کی تخت نشینی پر مبارک باد کی یہ رباعی لکھ کر دربار میں روانہ کر دی ہے

صبحی دل من چوں گل خورشید شگفت حق ظاہر شد، غبارِ باطل رفت  
تاریخِ جلوسِ شاہِ اورنگ مرے ظل الحق گفت این را حق گفت

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ملاشاہ بدخشی جو ساری زندگی داراشکوہ کو تحریری طور پر "بادشاہِ ظاہر و باطن" کہتے رہے اور اپنے خطوط میں اُسے:

خوشوقتا، محظوظا، محفوظا، کامیابا، آفتابا، جہانتابا، حل مشکلا، صاحبِ دلا،  
عاقلا، کاملاً..... الخ

کہتے رہے، اب اس کارروائی سے ان کی درویشی و فقیری کو کیا ہوا تھا کہ انہوں نے

۱۔ دارا کے قتل کے مفصل واقعات اور معاصر شہادتوں کے علاوہ یورپین سیاحوں کے بے سنگم بیانات اور اس قتل کو علماء کی ذمہ داری کے الزام کی تردید کے لیے ملاحظہ ہو:

نجیب اشرف ندوی؛ مقدمہ رقعات عالمگیر ۲۸۱-۲۸۵

Ghauri: War of Succession, pp 157-159.

۲۔ ملاشاہ کی یہ رباعی معاصر تذکرہ شعرا مرآة الخیال میں درج ہے ۱۴۴

۳۔ ملاشاہ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں موجود ہے جس میں کئی خطوط داراشکوہ کے نام ہیں جن میں یہ القاب درج کئے گئے ہیں۔ (پاکستان میں فارسی ادب ۱۶۱/۲)



اس رباعی میں دارا کو "غبارِ باطل" کہہ دیا اور اورنگ زیب کو "ظل الحق" کیا وہ ساری زندگی اسی "غبارِ باطل" کو ظاہری و باطنی بشارتیں دیتے رہے؟  
 بعض تذکرہ نویسوں نے ملاشاہ کی اسی رباعی کو دوسرے معنی پہنکانے کی کوشش کی ہے، لیکن خوش قسمتی سے ملاشاہ کے رقعات میں ان کا ایک خط اورنگ زیب کے نام بھی مل گیا ہے جس میں انہوں نے اورنگ زیب کو تخت نشینی کی نہ صرف مبارک باد دی ہے بلکہ اسے دُعا دیتے ہوئے لکھا ہے:

دولت دیدار نصیب ..... حق سبحانہ و تعالیٰ آن برگزیدہ خالق و خلاق را  
 بر طبق مراد الی یوم المیعاد دارا۔ آمین! بسیار بسیار بیش از بیش این  
 درویش خیر اندیش بجهت جلوس ذات راس الروس در احسن اوقات ..  
 ..... ظل آن ظل الحق ممدود الی الموعود۔

لیکن اورنگ زیب نے ان سے مواخذہ و محاسبہ نہیں کیا بلکہ انہیں لاہور میں قیام کا حکم دیا۔ جہاں وہ اپنی وفات ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء تک مقیم رہے اور وہیں اپنے فرزند حضرت میاں میر کے قریب دفن ہوئے۔

ان کے علاوہ بھی دیگر مصاحبین دارا کے خلاف کارروائی کی گئی، مثلاً چندر بھان برہمن اور محسن فانی کشمیری وغیرہ لیکن ان میں سے سرمد کے سوا باقی تمام نے مصلحت کو ترجیح دی اور اورنگ زیب کی ملازمت میں داخل رہے۔ سرمد کو دربار میں طلب کیا گیا اس کے خلاف شرع عقائد پر گرفت ہوئی، اس نے انہیں تسلیم کر لیا اور قتل کر دیا گیا۔  
 شاہ محب اللہ آبادی کا انتقال تو عہد شاہ جہان میں ہی ہو چکا تھا لیکن ان کے

۱۔ ایضاً ۱۶۱/۲-۱۶۲

۲۔ شیرخان لودھی: مرآة الخیال ۱۶۵

۳۔ ان کارروائیوں کے واقعات معاصر کتب تاریخ میں مفصل درج ہوئے ہیں۔



انکار پر جیسا کہ ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں ان کی زندگی میں بھی شورش برپا ہوئی اور ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب نے ان کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا جو حکم دیا تھا ہم اس طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

اسی طرح قادری سلسلہ کے عظیم بزرگ اور مصنف حضرت سلطان باہو نے بھی اپنی تصانیف میں جس شاندار طریقے پر اورنگ زیب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اپنی کتابوں میں اس کے لیے جو طویل القاب لکھے ہیں وہ کسی طرح بھی ان القاب سے کم نہیں ہیں جو مجددی حضرات نے اس کے لیے استعمال کیے تھے۔ قادری شطاری سلسلہ کے ایک اور بزرگ مصنف شیخ محمد اشرف بن محمد مرید شاہدہری لاہوری نے عہد عالمگیری میں اہل تشیع کے خلاف ایک معرکہ الارار کتاب تحفۃ الحسینی<sup>۱</sup> کے نام سے لکھی تو اس کے آغاز میں اورنگ زیب کے لیے تقریباً ایک ورق کے بقدر القاب تحریر کئے۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن قادری سلسلہ کے ان دو عظیم بزرگوں اور سید شیر محمد قادری جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا کی مثالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ داراشکوہ کا سلسلہ قادریہ سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔

مشہور عالم دین اور شیخ طریقت حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے فرزند خواجہ معین الدین کشمیری<sup>۲</sup> جو بیس سال سے ہندوستان میں پیدا شدہ بدعات کی وجہ سے پریشان تھے جب اورنگ زیب کا دور آیا تو انہوں نے شکر خداوندی کے اظہار کے طور پر کلام پاک کی ایک تفسیر لکھی اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

۱ سلطان باہو: کلید التوحید قلمی مخزن، ذمہ کتب خانہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی

۲ محمد اشرف شطاری لاہوری: تحفۃ الحسینی، خطی نسخہ۔ نیشنل میوزیم، کراچی

۳ مولانا خواجہ معین کشمیری کئی اہم اور قابل توجہ کتابوں کے مصنف تھے، حضرت شیخ عبدالحق محمد دہلوی سے

تلمذ تھا، حالات کے لیے ملاحظہ ہو حدیقتہ الاولیاء طبع لاہور ۱۲۲-۱۲۶



میں عرصہ دراز سے ان "بدعات و ہوا" کی وجہ سے پریشان تھا جو اس ملک میں رائج ہیں، بیس سال کے بعد عالمگیری کا دور آیا اور مجھے اور اہل ملک کو اطمینان حاصل ہوا تو بطور شکر یہ میں نے یہ تفسیر لکھی اور بادشاہ (اوزنگ زیب) کے حضور میں پیش کی..... شاہ اوزنگ زیب عادلے عالمگیری" تاریخ تالیف ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے ایک اور فرزند خواجہ احمد نے بھی اوزنگ زیب کو مبارکباد کا خط لکھا۔

## اوزنگ زیب کے نقشبندی مشائخ سے روابط

یوں تو اوزنگ زیب کے تقریباً ہر سلسلہ تصوف کے صوفیہ سے روابط کا سراغ ملتا ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ سے اس کے گہرے تعلقات کے ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں، داراشکوہ کی آزاد مشربی کے باعث صوفیہ میں شرعی قیود سے جو آزادی کا رجحان پیدا ہو گیا تھا اوزنگ زیب اُسے ختم کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف رہا اور مہمات کے سلسلہ میں آتے جاتے اُسے جہاں کہیں کسی آزاد مشرب صوفی کے بارے میں پتہ چلتا تھا وہ فوراً اُسے حاضر ہونے کا حکم دیتا تھا۔ تحفۃ السالکین ایک ہم عصر کتاب ہے جو حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کے حالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں ان جنید علما کی ایک فہرست موجود ہے جو ان مہمات کے دوران اس کے

۱۔ معین خاوندی کشمیری: زبدۃ التفاسیر۔ قلمی مخزن ذہن کتب خانہ سعیدیہ ٹونک (ہندوستان) بحوالہ قاضی محمد عمران: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف۔ مقالہ مشمولہ معارف

اعظم گڑھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء ۲۳۰

۲۔ محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ ۶۲۹



ہمراہ رہتے تھے ان میں مشہور فقیہ مولانا نور محمد مدقق لاہوری کا نام بھی ملتا ہے۔ اس  
احتسابی مہم کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

یہاں نہ تو اوزنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے بحث کرنے کا موقع ہے اور نہ ہی  
تمام سلاسل تصوف کے صوفیہ کے اوزنگ زیب سے تعلقات کی تفصیلات بیان کی  
جاسکتی ہیں البتہ کتاب حاضر (حسنات الحرمین) کی مناسبت سے فقط ”مجددی حضرات“  
کے روابط کا نہایت مختصر سا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے :

پاک و ہند کے نقشبندی مشائخ نے سیاسی معاملات اور سلاطین سے میل جول کے  
سلسلہ میں اپنے متقدمین مشائخ کے طریق کار کو اپنائے رکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی سیاسی  
امور کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے اقوال نقل کرتے ہیں اور آپ کا اس  
معاملہ میں نقطہ نظر یہ ہے :

”بادشاہ کا صالح ہونا دنیا کا صالح ہونا ہے اور بادشاہ کا مفسد ہونا دنیا کو  
فساد میں مبتلا کرنا ہے۔“

لیکن بلا ضرورت بادشاہ سے ربط رکھنے سے منع فرمایا۔ آپ نے اپنے فرزند گرامی خواجہ  
محمد معصوم کو نصیحت فرمائی تھی کہ بادشاہ کی صحبت اختیار نہ کرنا۔ اوزنگ زیب جس کے  
ساتھ اس کے زمانہ شہزادگی سے آپ کے بہت اچھے روابط تھے اور اس نے بارہا  
نواہش کی تھی کہ حضرت خواجہ اس کی صحبت اختیار فرمائیں لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

۱۔ نقشبندی حضرات کے سیاسی امور کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

احمد طاہری عراقی : رسالہ قدسیہ (تالیف خواجہ محمد پارسا) مقدمہ ۱۰-۲۷

Nizami, K. A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and  
Politics, Islamic Culture, Vol. 39 (No. 1)  
January, 1965.



صرف اصلاح احوال و ترویج شریعت کی تلقین کے لیے اُسے شرف ملاقات بخشے رہے۔  
حضرت مجدد کے اس طریق کار سے حضرت خواجہ نے اپنے فرزند ان گرامی کو بھی آگاہ فرماتے  
ہوتے اپنے فرزند بزرگ خواجہ صبغۃ اللہ کو اس سلسلہ میں وصیت فرمائی :  
”صحبتِ سلاطین بے ضرورت کلی“ اختیار نخواہد نمود۔<sup>۱</sup>

حضرت خواجہ نے اپنے فرزند پنجم خواجہ سیف الدین کو اورنگزیب کی استدعا پر دربار  
میں بھیج دیا تھا اور وہ محل کے جوار میں رہتے تھے ان کی بھی بادشاہوں سے روابط کے  
معاملہ میں یہی پالیسی تھی، فرماتے ہیں کہ نیتِ حسنہ سے دفع بدعت اور ترویجِ سنت کے  
لیے بادشاہ سے ملنا بہتر ہے :

”بہ نیتِ ارتفاعِ بدعت و ترویجِ سنت می تو اں سلطان را دید الخیر فیما  
صنع اللہ سبحانہ۔“<sup>۲</sup>

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے رہائی کے بعد ”اصلاح بادشاہ،  
دفع بدعت اور ترویجِ سنت“ کے لیے احکام جاری کر دئے کے لیے جہانگیر کے ساتھ

۱۔ محمد امین بدیشی : نتائج الحرمین - نسخہ ۱، ورق ۲۶۲ - ب  
پروفیسر حبیب سکول آف تھوٹ کے سلسلہ نقشبندیہ کی سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں آراء  
توڈاکٹر اطہر عباس رضوی کی تالیفات کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکی تھیں، حال ہی میں ان کے زیر اثر  
منتخب اللباب کے حصہ عہد اورنگ زیب کے انگریزی ترجمے پر پی ایچ ڈی دی گئی ہے جس کے  
مقدمہ میں تحریر ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم، اورنگ زیب کے دربار میں رہتے تھے اور اس سے  
مدد معاش لے کر اس کے حق میں پروپیگنڈہ جاری رکھا، (x x x) یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت  
خواجہ نے کبھی بھی دربار میں قیام نہیں فرمایا۔ کیا پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے مقالہ نگار کے گرد (موصوف  
نے اس کے انتساب میں پروفیسر حبیب کے لیے گرد و کا خطاب خود ہی تحریر کیا ہے) کی اپنے طلبہ کے لیے یہ  
تعلیم تھی ؟

Anees Jahan Syed:

Authorship in Muntakhab  
ul-Labab, Delhi, 1977, p. xxix.

۲۔ صفحہ ۲۶۴ : مقاماتِ معصومہ ۲۶۴ ۳۔ سیف الدین خواجہ : مکتوباتِ سیفیہ ۱۸۹/۱۶۲



اس کے لشکر میں رہنا پسند فرمایا تھا اسی طرح حضرات مجددیہ نے بھی اورنگ زیب کی صحبت اختیار کی ہوگی۔

شہزادگی کے زمانے میں اورنگ زیب کی ان حضرات سے عقیدت اور ان بزرگوں نے جس طرح اُسے دارا کے مقابلہ میں "پاسداریِ شرع شریف" کی تلقین کی تھی یہ ہم تفصیل سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اب صرف بادشاہ بننے کے بعد ان حضرات نے اس کی مذہبی پالیسی کو جس طرح اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اس کے بادشاہ بننے کے بعد بھی حضرت خواجہ محمد معصوم نے اُسے کئی خطوط لکھے تھے جب اس نے امن و امان کے قیام کے بعد بدعتوں کے ازالہ کی طرف توجہ شروع کی تو حضرت خواجہ نے اُسے ان اقدامات پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھا:

حضرت سلطان الاسلام..... امیر المؤمنین.....

اظہارِ نیاز مندی و خاکساری و ادائے شکر و ثنا نعمتِ امن و امان و رونقِ اسلام و قوتِ شعائرِ آسمیٰ نماید و بہ وظیفہ و علانے از دیادِ عمر و ابہت و ظفر و نصرت کہ از مدتِ مدید بان آئس و الفت یافته است..... باجمعے از درویشان استغاثہ وارد.....

یہ خط اس دُعا پر ختم فرماتے ہیں:

آفتابِ دولت و سلطنت بر اُفقِ مجد و علی تابان باد۔

اورنگ زیب بھی وقتاً فوقتاً حضرت خواجہ کو خطوط ارسال کیا کرتا تھا۔ حضرت نے اس کے ایک مکتوب کے بدست خواجہ محمد شریف بخاری موصول ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اس کے جواب میں اسے بہت سی بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا ہے۔

۱۔ محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۶/۳ (اس خط میں اورنگ زیب کے لیے جو القاب لکھے گئے ہیں وہ بہت ہی قابل توجہ ہیں۔ ہم نے دیگر القاب بھی دوسرے مقام پر یکجا کر دیے ہیں)



اسی طرح آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ نے بھی اورنگ زیب کو نہایت موثر طریقے پر خطوط کے ذریعہ اچانے دین کی ترغیب دی ہے۔  
تخت نشینی کے چند سال بعد ہی حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے جو خط لکھا ہے وہ القاب سمیت اس قابل ہے کہ یہاں نقل کیا جائے لیکن طوالت کے خوف سے ہم صرف اس کا خلاصہ یہاں دے رہے ہیں :-

اُسے دعا دینے کے بعد نہایت موثر الفاظ میں لکھا ہے کہ

الحمد لله کہ تمہاری کامیابی دراصل ”آفتاب ہدایت“ کا طلوع ہے اور اس سے ”کفر و ضلالت“ کی ”ظلمت معدوم“ ہو گئی ہے اور ”الحاد و بدعت“ کو جڑوں سے اکھاڑ ڈالا ہے اور عدل و انصاف جس مقام کا مستحق ہے وہ اُسے مل گیا ہے..... اس لیے دین پروری کا تقاضا یہی ہے کہ باقی فحش اور منکرات کے سدباب کے لیے بھی کوشش کی جائے۔ مساجد کی تعمیر و مرمت اور معطل شدہ مدرسے جاری کیے جائیں۔ علما، فضلا، زہاد کی تکریم کی (بجالی) کے لیے احکام صادر کیے جائیں.....

ایک اور مکتوب میں حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے کامیابی پر جس طرح مبارکباد دی ہے اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس نے دارا شکوہ کو شکست دینے کے بعد اس کے تعاقب کے دوران اطلاع کے طور پر جو خط حضرت خواجہ محمد سعید کے نام ارسال کیا تھا، یہ مکتوب گرامی اسی کا جواب ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

این مسکین شکرانہ احسان و عنایت بے غایت حضرت سمیت..... نماید کہ  
بموجب و فضل خویش فتح و نفع نشر اسلام کرامت فرمود و رفع و بدم ارکان  
کفر و بدعت و جمع رسوم الحاد و زندقہ نمود..... چہ عرض نماید کہ از

۱۔ محمد سعید خواجہ : مکتوبات سعیدیہ طبع لاہور ۳۷، ۹۲

۲۔ اورنگ زیب کا یہ خط ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔



استماعِ ایں بشارتِ عظمیٰ برین شکستہ زدانہ نغول چہ قدر شادی روداد...  
اس کے بعد اسی خط میں اول الذکر مکتوب سے بھی زیادہ پُر زور الفاظ میں احیائے دین  
میں اور دفع بدعت کی تلقین کی ہے۔

ایک مکتوب جو آپ نے اُسے شہزادگی کے زمانہ میں ارسال فرمایا تھا شرع شریف  
کے رائج کرنے کی ضرورت اور اس دور میں جو ظلمات اور بدعات "رولج پاگئی تھیں کے  
خاتمہ کے لیے اوزنگ زیب کی ذات کو :

"شاہسوارِ مضمار استقامت ذات اشرف است"

قرار دینے کے بعد لکھا ہے کہ تمہارا خط ملا جس سے "نوشحالی عظیم" میسر آئی اس سے اندازہ  
ہوتا ہے کہ اوزنگ زیب تخت نشینی سے بہت پہلے ان حضرات سے نہ صرف بیعت  
تھا بلکہ مراسلت بھی کرتا رہتا تھا۔

ایک خط کے ذریعہ اُسے صحابہ کرام و اہل بیت کے فضائل سے متعلق بہت سی  
احادیث مستند کتب سے نقل کر کے ارسال کی تھیں۔

اوزنگ زیب کی زمانہ شہزادگی کی مہم گو لکنڈہ کو آپ نے جس طرح جہاد قرار دیتے  
ہوئے اس جہاد میں خود شرکت کی خواہش کی تھی اس کی تفصیل ہم سابقہ اوراق میں تحریر  
کر چکے ہیں۔

اس کے نام شہزادگی کے زمانے میں ایک مکتوب میں اس کے ساتھ عدم ملاقات کو  
جس کرب کے ساتھ "ہجران و دوری" فرمایا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی معلوم ہوتا  
ہے کہ اوزنگ زیب کو حضرت مجدد کے ان صاحبزادوں کے ساتھ کمال درجہ انس تھا ،  
حضرت خواجہ محمد سعید کی آخری عمر اور انتہائی ضعف کی حالت میں بھی وہ خواہش کرتا ہے کہ

۱۔ محمد سعید خواجہ : مستوبات ۹۵/۴۰ ۲۔ ایضاً ۹۹/۴۵

۳۔ ایضاً ۱۲۲/۶۶ - ۱۲۶ ۴۔ ایضاً ۱۰۲/۴۶



اس کے ساتھ کہ اس کی تربیت کریں۔

میر صفرا محمد معصومی لکھتے ہیں :

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آخر عمر مبارک خویش سفر دار الخلافت  
شاہ جہان آباد بموجب طلب بادشاہ خلد مکان بمقتضائے الہام حضرت رحمن  
تعالیٰ اختیار فرمودہ بودند.....

اورنگ زیب بھی ان دونوں حضرات کی بہت ہی تکریم کرتا تھا اور کئی مرتبہ ان  
دونوں صاحبزادوں کو تحائف بھی دیے۔ معاصر ماخذ عالمگیر نامہ میں ہے کہ ان دونوں  
صاحبزادوں کو تین سو اشرافیاں نذر پیش کی گئیں<sup>۱</sup>۔ اسی طرح خواجہ محمد سعید کو خلعت  
اور دو ہزار روپے ملنے کا ذکر بھی محمد کاظم شیرازی نے کیا ہے۔<sup>۲</sup>  
حضرت مجدد کے فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد یحییٰ کی بھی اورنگ زیب بہت تعظیم  
کرتا تھا۔ معاصر مورخ بختا درخان نے لکھا ہے :

”مگر بدرگاہ سلاطین پناہ رسیدہ، موردِ مرحم و اعطاف شاہنشاہی شد“<sup>۳</sup>

۱ صفرا محمد: مقامات معصومیہ ۳۷۱

حضرت خواجہ محمد سعید کا دصال بھی رستے میں ہی دہلی سے سرمنہ جاتے ہوئے ہوا تھا۔ مرآة العالم  
۴۱۳/۲ میں حضرت خواجہ محمد سعید کی دربار میں تشریف آوری اور اورنگ زیب کا ان کی تعظیم کرنے کا  
ذکر کیا گیا ہے۔

۲ محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ (طبع کلکتہ) ۲۹۳

بختا درخان: مرآة العالم ۱۲۲/۱، قابل خان ابوالفتح: آداب عالمگیری ۱۰۸۰/۲  
مرآة العالم اور آداب عالمگیری میں سی صد اشرافی ”درج ہوا ہے لیکن سب سے قدیم ماخذ  
عالمگیر نامہ میں“ ۳ صد اشرافی ہے۔ اس لیے ہم نے موخر الذکر ماخذ کو ترجیح دی ہے۔ یوں بھی  
اول الذکر دونوں ماخذ نے عالمگیر نامہ کی عبارت کی لفظی نقل ہی کر دی ہے۔

۳ محمد کاظم: عالمگیر نامہ ۵۹۵ ۴ بختا درخان ۴۱۴/۲



## نبیائے حضرت مجدد الف ثانی اور رنگ زیب کی مصاحبت میں

جیسا کہ ہم حضرات سرسند کے سیاسی معاملات کے سلسلہ میں حضرت خواجہ کی وصیت نقل کرتے ہیں کہ بلا ضرورت کلی "سلاطین سے میل جول نہ رکھا جائے لیکن اس مہتمم پر صاحبزادگان نے عین "ضرورت کلی" کے احساس کے تحت دارا شکوہ کے بے دینی والحاد کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اورنگ زیب کی صحبت اختیار کر لی تھی۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضرت مجدد کے دونوں سوں نے اورنگ زیب کے ہاں مستقل ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ان میں سے خواجہ محی الدین کو تو خود حضرت شیخ محمد سعید نے سفارشی رقعہ دے کر اورنگ زیب کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں:

”محرّم بارگاہ سلطنت گردید“<sup>۱</sup>

اسی طرح دوسرے نول سے شیخ عبداللطیف کی مالی حیثیت بہت اچھی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کو ترجیح دی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند پنجم حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ تعلقات کے سب سے نمایاں ثبوت ملتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اورنگ زیب نے حضرت خواجہ سے کہا تھا کہ وہ سفر و حضر میں اس کے ساتھ رہا کریں لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا تھا اور بادشاہ کی مکرر خواہش پر آپ نے اپنے اس صاحبزادے کو بادشاہ کی تربیت کے لیے دہلی بھیج دیا تھا اور بقول صاحب آثار عالمگیری صاحبزادے نے شاہی محل کے قریب ہی قیام فرمایا۔ بادشاہ رات کو امور سلطنت سے فراغت کے بعد آپ کی صحبت

۱۔ محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۱۰۱/۲۵

۲۔ صفرا احمد معصومی : مقامات معصومیہ ۲۰، اس کی تصدیق حضرت خواجہ سیف الدین

کے ان مکتوبات سے بھی ہوتی ہے نمبر ۲۶، ۵۷، ۵۸







حضرت خواجہ سیف الدین کمال توجہ اور ہمت سے بادشاہ کی ظاہری و باطنی تربیت کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے بادشاہ کے سلوک و معرفت سے میلان اور اس میں ترقی کا حال اپنے کئی عریضوں میں حضرت خواجہ کو خوشی کے ساتھ لکھا ہے جو ان کے مجموعہ مکتوبات میں موجود ہیں۔ ان عریضوں کے جواب بھی حضرت خواجہ کے مکتوبات میں شامل ہیں۔ اپنے ایک مکتوب بنام صاحبزادہ مذکور میں ”احوال بادشاہ دین پناہ سلمہ ربہ“ کا بھی ذکر ہے۔ بادشاہ کی منازل سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بادشاہ کو ”رفع بعض منکرات“ کے لیے بھی کہا جائے اور بادشاہ کے اس رویہ پر آپ نے خداوند کریم کا شکر بھی ادا کیا۔ ایک اور مکتوب میں خواجہ سیف الدین نے بادشاہ کے مراتب سلوک تیزی سے طے کرنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواب میں حضرت خواجہ نے انہیں مشورہ بھی دیا ہے۔

اورنگ زیب نے حضرت خواجہ سیف الدین سے کہا کہ وہ حضرت خواجہ سے میرے لیے ”توجہ غائبانہ“ کی استدعا کریں تو اس کے جواب میں آپ نے براہ راست اورنگ زیب کو خط لکھا، اس میں فرماتے ہیں کہ جو باطنی اسباق ہم نے صاحبزادے کے خط میں تمہارے لیے لکھے ہیں وہ تمہاری نظر سے گزرے ہوں گے اور پھر غائبانہ توجہ کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ خود ہی اس کی باطنی تعلیم و تربیت کے لیے بذریعہ خط اسباق لکھتے تھے اور صاحبزادگان محض اس کی مشق کے لیے مقرر تھے حضرت خواجہ کے ایک مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادے کے ہمراہ حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ شیخ عبدالعلیم بھی دارالخلافت میں بادشاہ کی تربیت کے لیے بھیجے گئے تھے اور وہ بھی بادشاہ کے ”احوال باطنی“ کی اطلاع حضرت خواجہ کو دیتے رہتے تھے۔

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے والد بزرگ کی وفات ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۹ء کے بعد بھی دہلی میں مقیم رہے اور اسی خدمت پر مامور رہ کر اپنے مشن کو تاحیات جاری رکھا۔



حضرت خواجہ سیف الدین کی بادشاہ کے ساتھ جن صحبتوں کا حال تذکروں میں درج ہے وہاں بعض مجلسوں میں ان کے برادر گرامی شیخ محمد اشرف کا ذکر بھی آیا ہے۔ یہ شیخ محمد اشرف وہی ہیں جو جنگ تخت نشینی میں حضرت خواجہ کی نیابت کے لیے اورنگزیب کے ساتھ تھے اور جن کے اس جنگ میں باقاعدہ میدان میں اورنگزیب کے ہمراہ رہنے کی تفصیلات ہم درج کر چکے ہیں۔

خواجہ سیف الدین تاحیات دفع بدعات میں مصروف رہے۔ یوسفی جو مغلوں کے دربار کے لوازمات میں شامل ہو گئی تھی اس سے اورنگزیب کو متنفر کروایا۔ اور اُسے کئی خطوط میں بھی احیائے سنت کی برابر ترغیب دیتے رہے۔ ایک خط میں اسے لکھتے ہیں کہ :

یہ حدیث ہے کہ جو میری ایک مردہ سنت کو زندہ کرے گا اُسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔

داراشکوہ نے شیخ اکبر ابن عربی کے افکار کو جس رنگ میں پیش کیا تھا اس کے اثرات اس وقت تک موجود تھے اس لیے اُن کو زائل کرنے کی بھی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنے کئی خطوط میں اورنگزیب کو حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول لکھا :

”مارا بہ نص کار است نہ بہ نص، فتوحاتِ مدینہ از فتوحاتِ مکہ مستغنی  
ساخت۔“

ایک اور خط میں اس کی بہت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے :

”از نص بہ نص نمی گمرا نید و از فتوحاتِ مدینہ بہ فتوحاتِ مکہ التفات

۱ صفحہ ۱۱ : مقاماتِ معصومہ ۶۱۱ ۲ سیف الدین خواجہ : مکتوبات ۱۸۸/۱۶۱



نہی نمایند۔<sup>۱</sup>

اورنگ زیب کی کئی مہمات کو خصوصاً اس کی دکن کی طرف پیش قدمی کو انہوں نے واضح طور پر ”جہاد“ قرار دیا۔ بلادِ کفار کی فتح اور ان پر اس جزیہ کے از سر نو نافذ کرنے کے لیے کہا جو دارا نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے شاہ جہان سے معاف کر دیا تھا اور کئی مہمات میں اورنگ زیب کے ہمراہ شریک جہاد ہونے کی بھی آرزو کی تھی۔<sup>۲</sup>

قریب العہد ماخذ مقاماتِ معصومیہ کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ سیف الدین اورنگ زیب کے ہمراہ ایک لشکر میں موجود تھے۔<sup>۳</sup>

اورنگ زیب نے ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء میں شہزادہ اعظم کی شادی کی تو جن عظیم علما نے نکاح پڑھایا ان میں حضرت خواجہ سیف الدین کا نام بھی شامل ہے۔ اورنگ زیب بھی حضرت خواجہ کو خطوط لکھا کرتا تھا، ان میں سے بعض کے جواب حضرت خواجہ کے مجموعہ مکتوبات میں شامل ہیں، یہاں اورنگ زیب کے غیر مطبوعہ ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ سیف الدین کا عکس دیا جا رہا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند ثانی حضرت شیخ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ (۱۰۳۴ھ-۱۱۱۵ھ/۱۶۲۴-۱۷۰۳ء) کے اورنگ زیب کے ساتھ بہت ہی مشفقانہ مراسم تھے۔ ان کے اپنے بیانات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ اورنگ زیب کی مصاحبت میں

۱ ایضاً ۸۲/۵۸ ۲ ایضاً ۱۱۳/۷۶

۳ صفراحمہ : مقاماتِ معصومیہ ۴۷۹

۴ علمائے کرام کے نام یہ ہیں : قاضی عبدالوہاب ، قدوہ اصفیا میر سید محمد قنوجی ، اسوۃ فضلا

ملاعوض وجہہ انصیستی (تأثر عالمگیری ۷۸)

۵ محمد ساقی مستعد خان : تأثر عالمگیری ۷۸





۱۰- اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے نام عکس مینی بر  
 خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی  
 ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ نمبر ۱۳۲۹۔ تحقیق محمد اقبال مجددی



رہتے تھے۔ ان کے مکتوبات کا مجموعہ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول کے نام سے طبع ہو چکا ہے جس میں "بادشاہ دین پرور" اورنگ زیب کے نام ان کے بہت سے خطوط موجود ہیں۔

ایک مکتوب میں اورنگ زیب سے اپنی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سیف الدین تو اورنگ زیب کی تربیت کے لیے پہلے ہی دارالخلافت میں مقیم تھے یہ بھی تشریف لے گئے اور اورنگ زیب کو ان سے آنا انس ہوا کہ جدائی برداشت کرنا مشکل ہو گیا خود فرماتے ہیں :

"باوجودے کہ بادشاہ دین پناہ از کمال اخلاص و عنایت از خود جدا نہی فرمودند....."

انہوں نے بھی اپنے والد اور برادر اصغر کی طرح بادشاہ کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں ترویج شریعت پر بہت زور دیا ہے۔ اس کی کئی مہمات مثلاً دکن کی مہمات کو جہاد قرار دیتے ہوئے مہمات میں کامیابی پر کئی مرتبہ مبارک باد دی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کے کئی صاحبزادے بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے، ایک خط میں اُسے لکھا ہے کہ میرے فرزندوں نے تمہاری ملازمت کا عزم کیا ہے برادرزادہ محمد پارسا بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے۔

اورنگ زیب کی دکن پالیسی سے حضرات نقشبندیہ کو پورا اتفاق تھا اور اس کے مذہبی اسباب کی بنا پر جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اسے جہاد قرار دیا تھا۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں جب حضرت حجۃ اللہ اورنگ زیب سے ملے تو اس کے عزم بیجا پور کا حال معلوم

۱۔ حجۃ اللہ محمد نقشبند: وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول۔ مرتبہ غلام مصطفیٰ خان۔ طبع حیدرآباد

سندھ ۱۹۴۳ء ۸۸/۷۱

۲۔ ایضاً ۱۲۴/۱۳۹ ۳۔ ایضاً ۲۲/۳۱ ۴۔ ایضاً ۲۳/۲۳



کیا۔ پھر بیجا پور کی فتح پر اُسے مبارکباد پیش کی۔ ان کے فرزند گرامی شیخ عزالدین احمد اس مہم بیجا پور میں اورنگ زیب کے لشکر میں شامل تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کے پوتے شیخ محمد ہادی کی اس لشکر میں شمولیت کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۷ء میں حیدرآباد کی فتح ہوئی تو حضرت حجۃ اللہ نے اُسے پھر مبارکباد دی اور اگلے سال اورنگ زیب کے حکم سے اس کے آخری والی ابوالحسن کی دوسری بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے صاحبزادے شیخ محمد عمر کی شادی کی گئی۔<sup>۵۴</sup>

اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ (مؤلف حنات الحرمین) کے بھی اورنگ زیب کے ساتھ تعلقات کا علم ہوا ہے اور انہوں نے اورنگ زیب کی دین داری و دین پروری کے ساتھ اس کی صاحبزادگان سرہند کے ساتھ محبت و الفت کے عجیب واقعات بھی تحریر کیے ہیں۔<sup>۵۵</sup> ایک مکتوب میں اُسے حالاتِ حاضرہ پر خبردار کرتے ہیں:

”وقت تراکم ظلمات است و شیوع بدعات و ہنگام قرب قیامت است  
و ظہور رفتن کہ اجل مسہمی ہر ساعت نزدیک ترمی گردد۔“

وہ ایک سفر کے بعد پشاور سے سرہند پہنچے تو مزاراتِ مقدسہ پر جا کر اورنگ زیب کی مہماتِ ملکی میں کامیابی کے لیے دعا کی۔<sup>۵۶</sup> ایک اور خط میں اورنگ زیب کے لیے طویل القاب لکھنے کے بعد ترویجِ اسلام کے لیے اس کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اُسے ان

۱۔ محمد ساقی مستعدخان: آثار عالمگیری ۲۷۶ ۲۔ صفرا احمد: مقاماتِ معصومہ ۵۳۲

۳۔ ایضاً ۵۴۱ ۴۔ ایضاً ۵۳۱ ۵۔ محمد ساقی مستعدخان: آثار عالمگیری ۳۱۲

۶۔ حضرت مروج الشریعت کے تفصیلی حالات اسی مقدمہ میں درج کیے جا چکے ہیں۔

۷۔ مروج الشریعت: خزینۃ المعارف ۱۲۸/۱۲۴-۱۲۵

۸۔ ایضاً ۱۲۱/۹۵ ۹۔ ایضاً ۱۱۹/۱۳۷



الفاظ میں دعادی :

”آفتاب سلطنت و عدالت ہموارہ درخشان و تابان باد“

## خلفائے حضرات مجددیہ اور اورنگ زیب

اورنگ زیب جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد مبارک کا احترام کرتا تھا اور انہیں اپنے سے جدا کرنا کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا تھا اسی طرح ان حضرات کے خلفاء کے ساتھ بھی اس کے تعلقات اور مذہبی معاملات میں ان سے مشورت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ اس کی مختلف مہمات ملکی میں بھی کئی خلفاء و معتقدین سلسلہ لشکر میں موجود رہتے تھے۔

مشہور مورخ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے لکھا ہے کہ اس کے لشکر میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے کئی خلفاء موجود تھے۔ ان حضرات کے خلفاء کی کثیر تعداد تھی جن میں سے بعض کے حالات و کمالات کتابوں میں درج ہیں۔ معاصر مورخ بختاوردخان نے حضرت خواجہ محمد معصوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

”خلفاء و مریدان این سلسلہ در اقطار و اکناف عالم از حیثہ شمار بیرون اند“  
حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب سے روابط کی نوعیت تفصیل سے بیان ہو چکی ہے وہ اس سلسلہ کے معتقدین کو اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کی اکثر تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بادشاہ سے نیت حسنہ کے ساتھ ملاقات کرنا

۱۲۳/۱۲۱ ایضاً

۱۲ محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر اعظمی - مرتبہ مفتی سعادت - طبع مقبوضہ کشمیر ۱۳۵۵ھ

۱۳ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت ”اولاد و خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم“

۱۴ بختاوردخان : مرآة العالم ۲/۴۱۲



بہت اچھا ہے۔ ایک معتقد نے اس سے ملاقات میں تاخیر کی تو اسے تعجب کیسا تھا لکھا:  
عجب کہ شما باین ہمہ خواہش ملاقات نہ نمودید۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک خلیفہ مولانا محمد باقر لاہوری (مولف کنز الہدایات) اورنگ زیب کے عہد میں لاہور کے قاضی تھے۔ ان کے والد شیخ شرف الدین عباسی بھی "مفتی لاہور" تھے۔ مولانا محمد باقر کو خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں کہ بادشاہ دین پرورد (اورنگ زیب) تمہارے حقوق کے معترف ہیں اور تمہارا ذکر یہاں دربار میں ہوتا رہتا ہے۔

ان کے علاوہ اس سلسلہ کے بہت سے افراد اورنگ زیب کے ہاں ملازم، شامل لشکر اور مشیر تھے چند ایک نام ملاحظہ ہوں۔

حافظ مقصود علی، سید عبدالعلیم (خواجہ سیف الدین کے ہمراہ اورنگ زیب کی تربیت کے لیے مامور تھے) سید علی عرب عیدروس (مولف زین العلم فی شرح عین العلم) میر محمد عارف، خواجہ عبدالصمد، میر محمد زمان اور خواجہ عوض۔

یہ محض الزام ہے کہ اورنگ زیب کے سامنے یہ حضرات محض ہاں میں ہاں ملانے والے تھے اور انہوں نے اس سے مدد معاش لے کر دائمی خاموشی اختیار کر لی تھی، حضرت شیخ آدم بنوڑی (عظیم خلیفہ حضرت مجدد) کے ایک خلیفہ حضرت شیخ سلطان حق گوئی میں اورنگ زیب جیسے شاہنشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے وہ اکثر بادشاہ کو بے باکانہ رقعات کے ذریعہ

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "نبار حضرت مجدد اور اورنگ زیب۔"

۲۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۸۹/۱۶۲

۳۔ محمد اسلم پسروی: فرحتہ الناظرین ترجمہ و ترتیب محمد ایوب قادری۔ کراچی ۱۹۷۲ء ۲۰۵

۴۔ ایضاً

۵۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۷۳/۱۴۸

۶۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "حضرت خواجہ سیف الدین"



امور شریعی کی تلقین کرتے اور بدعات کا رد فرماتے اور بادشاہ انہیں قبول کر لیا کرتا تھا۔ اورنگ زیب نے ان حضرات کے زیر اثر وہ تمام بدعات دین سے رفع کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ رکھی تھی جو شاہ جہان کے آخری ایام حکومت میں داراشکوہ کے عمل دخل کی وجہ سے رواج پا گئی تھیں یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اسے اپنے خطوط میں بطور دعا ”آفتاب سلطنت و کوکبہ معدلت تابندہ و درخشندہ باد“ لکھا کرتے تھے۔

۱۔ محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ نسخہ ۱، ورق ۱۶۹-۱-۱۰۷ ب۔ یہاں ہم ایک اور غلط فہمی کا ازالہ کرنا بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مخالف محققین یہاں یہ اعتراض کریں کہ اس خانوادہ سے نسک بعض حضرات داراشکوہ سے بھی وابستہ تھے، جیسے حضرت مجدد کے سوانح نویس ملا بدرالدین سرہندی (مؤلف حضرات القدس) مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہ ہی اور میر غضنفر داراشکوہ ہی وغیرہ۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مؤلف حضرات القدس نے خود ہی وضاحت کی ہے کہ داراشکوہ نے ان کو ۱۰۴۷ھ / ۱۶۳۷ء میں ہجرت الاسرار اور روضۃ النواظر وغیرہ کے فارسی ترجمہ کے لیے بلایا تھا (حضرات ۱۵۹/۲) جیسا کہ ہم ترتیب زمانی کے اعتبار سے دارا کے الحاد کی طرف مائل ہونے کا تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ اس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں ایک راسخ العقیدہ صوفی تھا اور اس کے اس میلان کی طرف واضح رغبت کے ۱۰۵۲ھ سے ثبوت ملتے ہیں۔ اس لیے مؤلف حضرات القدس کا ۱۰۴۷ھ میں اس کے لیے ترجمے کرنا تعجب کا باعث نہیں ہے۔ ان کا صحیح سال وفات ہمیں معلوم نہیں ہے تاہم اتنا واضح ہے کہ وہ اس سفر حج میں (۱۰۶۷ھ) میں شریک سفر نہیں تھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے قبل فوت ہو چکے تھے۔ بیشک دارا ۱۰۴۷ھ میں انہیں القاب کا مستحق تھا جو ملا بدرالدین سرہندی نے اس کے لیے لکھے ہیں، یعنی:

”شہزادہ عالی قدر، والا گہر، ولی عہد، وصی عصر، دانش پرور سلطان مجدد داراشکوہ“

لیکن ۱۰۶۲ھ میں جب وہ حسنت العارفین لکھنے کے لیے بیٹھا تو نہ صرف علماء بلکہ ان کتابوں سے ہی جن کا ترجمہ اس نے ملا بدرالدین سے کروایا تھا اس کا دل بیزار ہو چکا تھا۔ (تفصیل متعلقہ مقام پر ملاحظہ کریں) ہمارے خیال میں مجددی حضرات کا داراشکوہ سے ملنا اسی طرح ہے جس طرح حضرت مجدد اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کا ابتدا میں فیضی سے رابطہ تھا۔

اسی طرح مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہ ہی اور میر غضنفر کے بارے میں بھی واضح طور پر



حضرت خواجہ محمد سعید، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ نے  
 خصوصیت سے قدم قدم پر حوصلہ افزائی کے طور پر اس کو ترویج دین کے لیے خطوط  
 لکھے اور بار بار اسے "بدعاتِ مانڈہ" کے استیصال کے لیے پُر زور خطوط لکھتے رہے۔ خاص  
 طور پر انہوں نے اورنگ زیب کی مہماتِ دکن کو مذہبی بنیادوں پر جہاد کا درجہ دیا تھا اور  
 ان مہمات کے دوران اُسے مبارک باد کے جو خطوط لکھے ان میں "فضائلِ جہاد" کو مکتوبات  
 کا موضوع بنایا اور پھر ان تینوں اصحاب کی اس کے ہمراہ اس جہاد میں شمولیت کی خواہش  
 نے اس کے حوصلے اور عزم کو بہت ہی تقویت دی جس طرح اورنگ زیب کی دوسری  
 ملکی پالیسیوں میں ان حضراتِ سرسند (اولادِ حضرت مجدد) کو خاص عمل دخل حاصل ہے اسی  
 طرح دکن پالیسی میں بھی ہمارے یہی حضراتِ کارفرما نظر آتے ہیں حتیٰ کہ سقوطِ گولکنڈہ کے  
 بعد والی گولکنڈہ کی بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند کی شادی بھی اس کی نشاندہی کیلتے  
 کافی ہیں۔

اورنگ زیب کے مخالف اور مشہور شیعہ مورخ نعمت خان عالی نے اورنگ زیب  
 کے محاصرہ گولکنڈہ کے واقعات کے تحت اس طرح حضرت مجدد کی اولاد مبارک کو ہدف تنقید  
 بنایا ہے۔

افترا و زور و بہتان فال و خوابِ خواجگان  
 شید و خدعہ دعوتِ شیخانِ سرسندی ملہ و وطن

مقاماتِ معصومیہ (۸۲۵) میں تحریر ہے کہ وہ داراشکوہ کے سامنے واضح الفاظ میں "کلمہ حق" کہتے  
 تھے اور اس کے الحاد کا انہیں ذرا بھی خوف نہیں تھا۔

۷۔ محمد معصوم خواجہ، مکتوبات ۲۲۷/۳

۸۔ ان اشارات کی تفصیلات اسی مقدمہ میں متعلقہ مقامات پر تحریر ہو چکی ہیں۔

۹۔ نعمت خان عالی: وقائع۔ طبع نو لکسور ۱۹۲۸ء ۱۶



اس تنقید لایعنی سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اورنگ زیب کے ۳۵ جلوس تک ہمارے حضرات اس کے شانہ بشانہ ان مہمات میں ذہنی، عملی اور فکری طور پر اس کے ہمراہ تھے اور انہیں حضرات کی بدولت وہ دین کو زندہ کرنے میں کامیاب ہوا اور ”محمی الدین“ کے لقب سے نوازا گیا۔

اس لیے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد نے اس سے جس گہری اُلفت و محبت کا اظہار کیا ہے اس سے محض ”احیاء ترویج دین متین“ مقصود تھا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس کے لیے یہ شاندار القاب استعمال کیے ہیں :  
شاہزادۂ دین پناہ، حضرت سلطان الاسلام..... ہادوم اساس الجور  
والاعلشاف..... حضرت امیر المؤمنین انار اللہ برہانہ،

حضرت محمد معصوم کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید نے بھی اس کے لیے بہت سے القاب تحریر کئے تھے جن میں سے بعض یہ ہیں :

حضرت امیر المؤمنین ظل اللہ الارضین، رافع اعلام الشریعۃ الغرافامع بنیان  
البدعۃ الغبراء، مالک السلطنۃ القاہرہ کاسر اعناق الکفرۃ الاکاسرہ  
محمی السنۃ والاسلام رحمۃ اللہ الانام..... شہزادۂ دیندار عالی قدر ناصر الملک  
البیضاہ مروج الشریعت الغراء، موید الدین القویم، مشید احکام الصراط  
المستقیم.....

اورنگ زیب کے ان القاب اور داراشکوہ کے اُن القاب کا اس پس منظر میں موازنہ کیجئے جو اس کے مصاحبوں نے اُسے ”خدا آگاہ“ باور کروا کر اس کے سہارے اس ملت اسلامیہ کے ساتھ روارکھا اور پھر اس کے مسموم اثرات کو جس طرح اس ”شہزادۂ دیندار“

۱۔ محمد معصوم: مکتوبات ۱/۴۲ ۲۔ ایضاً ۳/۶  
۳۔ محمد سعید خواجہ: مکتوبات ۳۷/۹۱ ۴۔ ایضاً ۲۶/۱۰۲، ۴۵/۱۲۱، ۸۴/۱۵۵



و ”دین پرور“ اور ”محی الدین“، محی السنۃ“ جیسے القاب کی صحیح نوعیت آپ پر واضح ہو جائے گی۔

عصر حاضر کے مورخین نے بھی اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات میں مشائخ نقشبندیہ کے حصے کو تسلیم کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد یسین نے لکھا ہے کہ ان حالات میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سمجھ لیا تھا کہ انہیں اورنگ زیب کو کس طرح اچانے دین کے لیے راغب کرنا ہے :

Khwaja Masum was fully conscious about his responsibilities in bringing Aurangzeb in complete accord with the Shariat and a complete transformation of his heart in favour of orthodox Islam.<sup>۱</sup>

ایک اور مقام پر ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ اورنگ زیب کی ساری ”سٹیٹ پالیسی“ کے پس منظر میں سرہندی رُوح کا فرما تھی :

It will not be an exaggeration to say that Aurangzeb's state policy was prompted by the voice of Serhindi from behind the scene.<sup>۲</sup>

عہد حاضر کے مذہبی تاریخ کے مشہور محقق جناب خلیق احمد نظامی نے اکبر اور اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے سیاست میں اس راسخ العقیدگی کو متعارف کروایا جو نقشبندی مشائخ کی پیدا کی ہوئی تھی :

<sup>۱</sup> Muhammad Yasin: Social History of Islamic India, Lucknow, 1958. p. 170.

<sup>۲</sup> Ibid: p. 171.



Akbar had brought religion into politics inspired by his zeal for religious cosmopolitanism, Aurangzeb introduced religion into politics impelled by an orthodox religious attitude created by the Naqshbandi Saints.<sup>۱</sup>

نظامی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات پر نقشبندی مشائخ کی تعلیمات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ اس کی سیاسی پالیسیوں میں سے صاف جھلکتا ہوا نظر آتا ہے :

Aurangzeb's religious thought was thus deeply influenced by the teachings of the Naqshbandi Saints and it found expression in his political activities also.<sup>۲</sup>

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ :

Aurangzeb was greatly helped by the Naqshbandi influence in war of succession, and when he emerged victorious and ascended the throne as Muhiyy-ud din Alamgir he proved to be the political culmination of the Mujaddidi Movement.<sup>۳</sup>

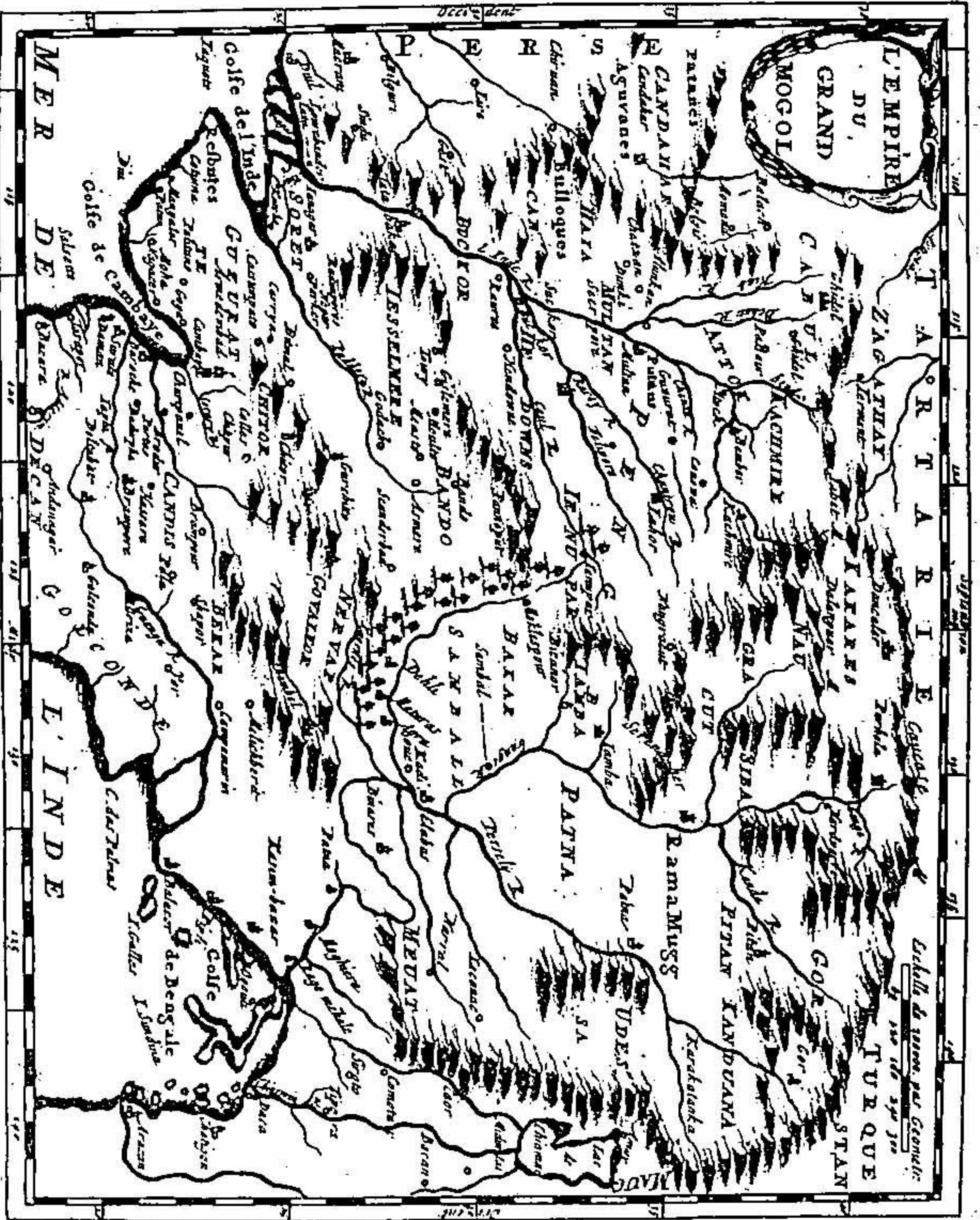
آئیے اس سیاسی، سماجی اور مذہبی پس منظر میں اسی ”مجددی تحریک“ کے رُوح و روان حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے فرمودات، ملفوظات اور مکاشفات کے ایک ایسے مجموعے کا مطالعہ کریں جو عین انہیں حالات میں مرتب و مدون ہوا تھا۔

<sup>۱</sup> Nizami, K, A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers, Islamic Culture, Vol. 39 (No. 1) p. 49.

<sup>۲</sup> Ibid: p. 50.

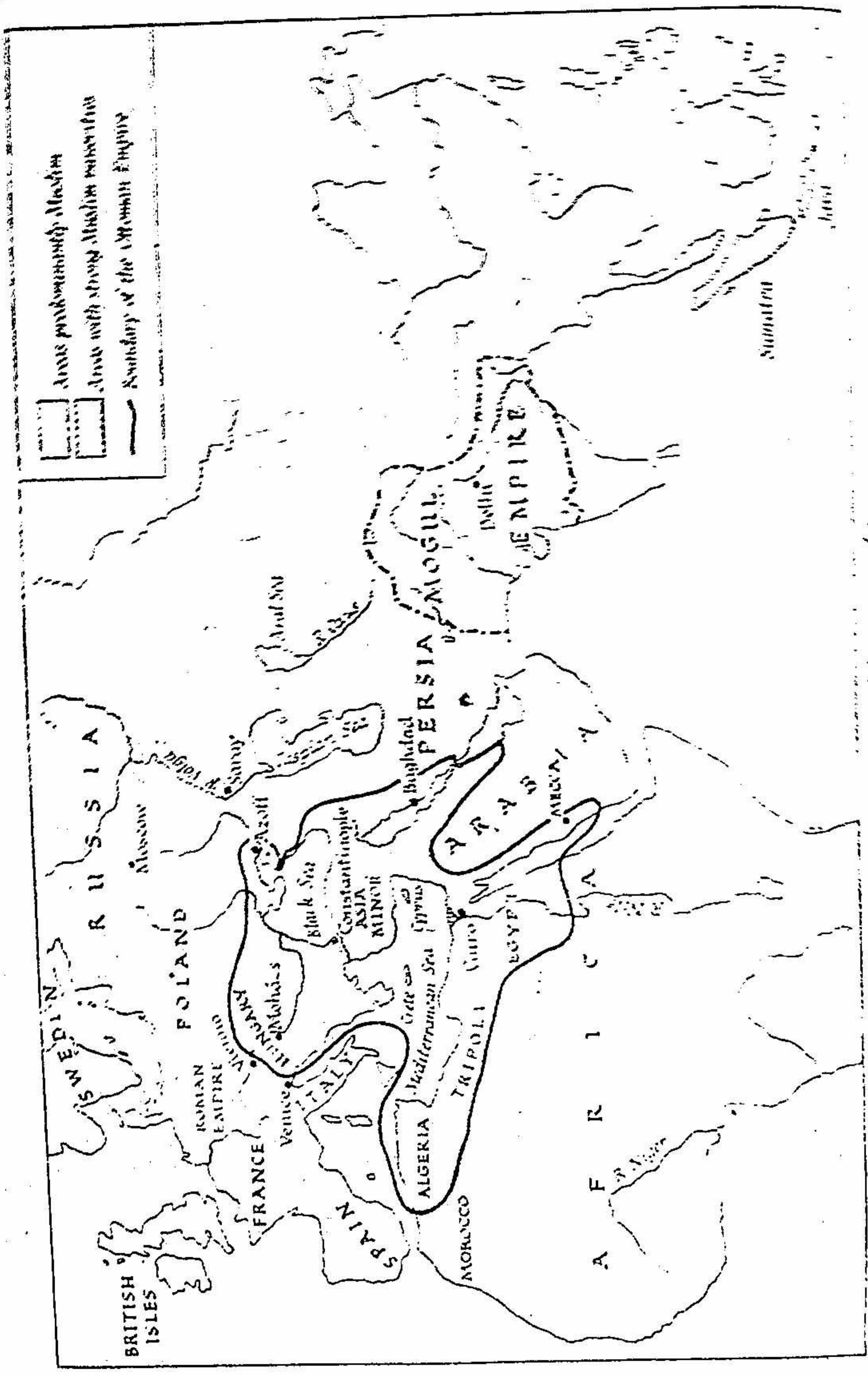
<sup>۳</sup> Qurashi, I, H: Ulama in Politics, Karachi, 1974. p. 98.





سلطنت مغلیہ کا وہ نقشہ جو حضرت خواجہ محمد مصوم کے وصال سے صرف دو سال بعد برصغیر کے سفرنامہ مر کے ساتھ ۱۶۷۰ء میں پیرس سے طبع ہوا۔





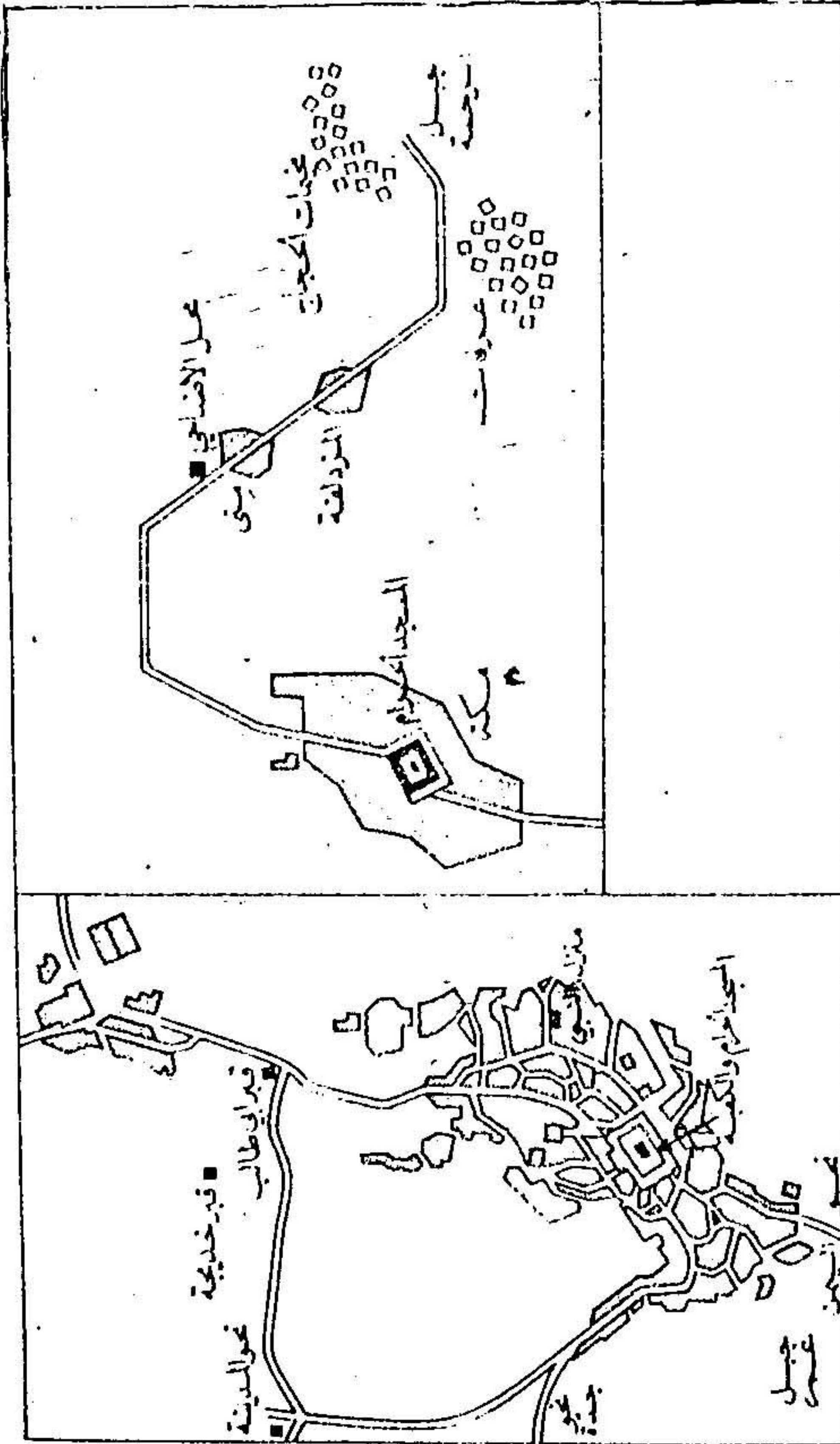
III The Extent of Islam A.D. 1600



حَسَنَاتُ الْخَيْرِ

فارسی متن





مكة المكرمة



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي جعل بنان اوليائه مهبطا للعجائب ونطق  
على لسانهم بكلام متضمن على الغرائب وصيبر كلامهم دواء شفاء  
للمنائب والصلاة والسلام على حبيبه الذي لا يحيط نفعه الادراك  
كفى به ناعثا لولاك لما خلقت الافلاك وعلى آله واصحابه واتباعه  
وعلى جميع الاولياء و متوسليهم واتباعهم -

انا بعدكم من معتصمان الطاف ايزدي محمد شاکر بن شيخ بدر الدين احمدی سرهندي  
في نمايد که چون حضرت قطب الاقطاب غوث ايشخ و الشاب حازن كنوز الهداية و المعرفة  
قاسم معاون الرحمة و البركة الواصل الى اقصى درجات الولاية البالغ الى منتهى معارج  
النهائية، الوارث الكامل التابع، البالغ (۲-۱) المشرف بالمجته الذاتية المستعد بخلعة القيومية،  
الجامع بين کمالات الاصاله و الضمنيّة، المبشر بالاسرار الناشئة عن صرف المحبوبية،  
النور الاتم من الملك القيوم سيدنا و اماننا و قبلتنا حضرت خواجہ محمد معصوم راسلمه اللہ سبحانه و  
ادام برکاته و ظلال ارشاده الى يوم المعلوم در سنه هزار و شصت و هشت که از کلمه  
محمدن المعصوم زارا الشفيع نیز معلوم میگردد و بعنايت اللہ جل و علا طواف بيت اللہ  
و روضه رسول اللہ و زيارت اصحاب کبار و مواضع و مزار متبرکه که مسير گشت و دران اماکن  
معظمه بواهب عاليه و اسرار غامضه مشرف ساختند و به واردات و الهامات بلند و  
مقامات و کمالات ارجمند نواختند و انوار و اسرار نسبتهاى خاصه دخلعت هاى فخریه

۱ حالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا  
۲ نسخہ با خداوندی



مرحمت کردند آن عالی حضرت در ہنگام فرخندگی خاطر شریف بحکم و اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

شطری از رو و عنایات فاخرہ و مکاشفات باہرہ بہ مخدوم زادہ ہای (۲ ب) کرام کہ دریں سفر فیض اثر رفیق بودند و ہر یک بہ کمال شرع و تقوی آراستہ و بہ متابعت سنت سننیہ و عمل بہ عزیمت مرضیہ پیراستہ اندوہ و واروات و مقامات عالیہ و درجات و کمالات متعالیہ اند ظاہری کردند از ان رو کہ حضرت مخدوم زادہ عالی درجات حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ کہ از خرد سالی در اسرار خفیہ و نکات مکنونہ بہ خصوصیت محرم رازند و در جلوات و جلوات دوام بہ ملازمت و التزام خدمت آنحضرت دارند و آنحضرت را بان دو دمان عز و شرف نظر عنایت خاص و محبت با اختصاص است چنانکہ آثار ہدایت و کرامت و اطوار نجابت و ولایت بر چہرہ ارشاد آن عالی نژاد پیدا و ہویدا است، شوق تام و ذوق تمام از اہل عرب در استماع انرار و مقامات آنحضرت معاینہ کردند و التماس آنہا غیر مرہ بہ وقوع آمد اجابت للمتمس از آنہا آنچہ قابل اظہار بود الا ما یجری استنارہا در قلم عنبریں رقم بہ زبان عربی بالفاظ نصیحہ و (۱-۳) عبارات بلیغہ جمع نمودہ جلوة ساختند۔

بعد از ان کہ بہ وطن مالوف رسیدند بعضی یاران و طالبان حقایق و معارف متمس داشتند کہ اگر این معارف غامضہ بزبان فارسی مشروح شود فائدہ تام و ماندہ عام بخشند

۱ قرآن کریم ۱۱/۹۳ (الضحیٰ)

۲ مخدوم زادوں کے ناموں اور تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا

۳ نسخہ ۱ درجہ رفاقت صاحبزادگان کی تفصیل بھی مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۴ اس رسالہ کے مؤلف حضرت خواجہ محمد عبید اللہ کے حالات مقدمہ کتاب ہذا میں دیکھے جائیں۔

۵ نسخہ ۲۔ انتظار ہا ۶ نسخہ ہا۔ خلوت

۶ رسالہ یا قوتیہ کے عربی متن کے بارے میں ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب



بنا بر آن، آن مخدوم زاده عالی مرتبہ ایں خاکسار بے مقدار را مہربانی فرمودہ بہ ترجمہ  
آن امر کردند و باین امر جلیل القدر مشرف ساختند تا ایں مقالات عالیات را از عربی  
بہ فارسی آوردہ و نقاب از چہرہ برکشودہ در چشم عشاق جلوہ دہد۔

امروز کہ سنہ ہجری ہزار و ہفتاد و یک ست شاہدان معانی را کہ کتاب خانہ  
عرفان ست از خرگاہ عربی بر آوردہ در فضای حریم فارسی مبرا از تکلفات رسمی بر  
ارباب اسرار بارعام بخشم تا طالبان یقین باندازہ حوصلہ دانش و دریافت خویش نصیبی  
از ان بردارند و ایں دور از کار را دعا لمحق بخمدت اہل تحقیق حضور یاد آورند۔ واللہ  
المستعان و علیہ التکلان (۳ ب) و ہو ولی الارشاد و منہ المبدار و المعاد۔

بدانکہ جمع معارف ایں رسالہ شریفہ منقولست از مخدوم زادہ حضرت خواجہ  
محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ مگر چندی کہ دیگر مخدوم زادہ ہا نقل کردہ اند ان را باسم سامی  
ایشان تصریح نمودہ و ایں رسالہ شریفہ بر طبق نفحات و رشحات<sup>۱</sup> مسملی بہ  
حنات الحرمین گشت و از آن رو کہ اسرار ایں رسالہ را بہ یا قوتیہ معنون ساختہ اند۔ اگر  
بہ یواقیت الحرمین<sup>۲</sup> ہم خوانندی شاید و وجہ و جہہ برائے تسمیہ<sup>۳</sup> باین اسم در آخر ایں رسالہ  
رقم یافتہ است۔

در سالہ مشتمل است بر سہ<sup>۴</sup> فصل و خاتمہ۔

۱ بعض نسخوں میں "یا قوتیہ" اور "یا قوت" دونوں طرح نقل ہوئے ہیں لیکن ہم نے آخر الذکر کو ترجیح دی ہے۔

۲ نسخہ ہا۔ فکر

۳ صاحبزادوں نے قیامِ حرمین کے دوران جو رسا ل لکھے، خصوصاً جو مکاشفات قلبند کہے ان کی تفصیل  
مستدمہ کتاب ہذا میں بعنوان "حضرت خواجہ کے قیامِ حرمین کے دوران تالیف ہونے والی  
کتب سلسلہ" ملاحظہ کریں۔

۴ یہاں نفحات اور رشحات سے نقشبندی سلسلہ کی معروف ترین کتابیں یعنی نفحات الانس تالیف مولانا  
جامی اور رشحات عین الحیات تالیف مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی مراد ہیں جو کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہیں۔

۵ نسخہ ہا۔ یا قوتِ حرم

۶ نسخہ ۱۔ تشبیہ



# فصل اول

در ذکر بعضی از مکاشفات و لمحات آنحضرت که تعلق بہ صرمن شریفین دارد  
و پیش از وصول آن حضرت بہ مواضع متبرکہ بہ ظہور پیوستہ مشتمل است  
بر ہفت یواقت۔

## یاقوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ می فرمودند کہ روزی بعد از نماز بامداد در حلقہ ذکر  
پیش از طلوع آفتاب با (۱-۲) اصحاب ششستہ بودم مشہود گردید کہ جماعت بسیار از  
عالم ملک و ملکوت مرا احاطہ نموده نمازی خوانند و سجدہ بہ من می کنند تحیر گشتم و توجہی در  
کشف این سرگماشتم بعد از تعمق نظر معلوم گردید کہ کعبہ حسنا برائے ملاقات آمدہ مرا  
احاطہ نموده است ازین رو <sup>۱</sup>متمثل گشتہ کہ جماعتی <sup>۲</sup>کہ سجدہ بہ جانب کعبہ می کنند  
بہ من می افتد۔

باید دانست کہ این قسم معاملہ بر امام ہمام ہادی انام حضرت قطب الاقطاب  
مجدد الف ثانی والد ماجد حضرت ایشان (نواجہ محمد معصوم) سلمہ اللہ سبحانہ ظاہر شدہ بود چنانچہ

۱ نسخہ ہا - بہ - ندارد ۲ نسخہ ۱ - مشتمل  
۳ نسخہ ہا - جماعتی

۴ حضرات القدس میں ہے ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نماز فجر کے بعد اسی طرح  
قبلہ رو بیٹھے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا تو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا۔ اپنے خاص  
مریدین سے فرمایا کہ آج زیارت کعبہ کا شوق اور حرم محترم کا اشتیاق ہوا میں نے دیکھا کہ  
کعبہ مکرمہ آیا اور میرا طواف کیا۔ تعجب ہے کہ اصحاب کشف اس واقعہ سے غافل رہ گئے، ورنہ  
وہ بھی ضرور میرے گرد پھرتے اور میرا طواف کرتے۔ (حضرات القدس ۱۰۶/۲، اردو ترجمہ ۸۱/۲)



در مقامات آنحضرت قدس سرہ کہ از مولفات والدین مترجم شیخ بدرالدین کہ از اصحاب  
مخصوص آنحضرت بہ تفصیل نگارش یافتہ است۔ بعد از آن نصیب این خلف رشید  
(خواجہ محمد معصوم) گشتہ فنعم السلف ونعم الخلف۔

### یا قوت

چوں در سزہ ہزار و شصت و ہفت بر آن عالی حضرت (خواجہ محمد معصوم) عشق  
زیارتِ حریم شریفین علیہ نمودہ محبت طوافِ روضہ (۴-ب) منورہ رسول اللہ  
علیہ و علی آلہ الف الف صلوة و سلام، استیلا کرد، با وجود قلت استطاعت و نقصان  
زاد و راحلہ و منع دوستان دور اندیش از راہ مشورت از اختیار این سفر و خوف  
سواری دریائے شور و مہالک دیگر عزم نمودند کہ پائے شوق در فضای این راہ نہند  
گاہی از راہ مقدمات عقلی گونہ تشویشی و قلقی بخاطر مبارک<sup>کے</sup> راہ می یافت تا روزی وقت  
ضحوہ گمری بعد از نماز مخدوم زادہ عالی در جبہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ بخدمت  
گرامی رسیدند و آنحضرت را در غایت فرخندگی یافتند بہ زبان گوہر نشاں فرمودند کہ متوجہ  
کیفیت این سفر مبارک بودم خود را و شما ہمہ برادران را بآن مقام شریف و اصل نیتم  
و در عین طواف دیدم و اشارہ نمودند کہ جمیع این مصائب را کہ در نظر سخت می نمود آسان  
کردند در برکات صوری و معنوی را در این سفر ابداع نمودند وقوع کما قال سلمہ اللہ سبحانہ  
(۵-۱) علی ما شاہدۃ کل شریف و وضع۔

۱۔ مقامات آنحضرت سے مراد یہاں حضرات القدس ہے جس کے مولف حسنت الحرمین کے مترجم  
کے والد ماجد (مولانا بدرالدین سرسبندی) تھے، تفصیل مقدمہ میں دیکھئے۔

۲۔ نسخہ ۱۰ - موالات

۳۔ مولانا بدرالدین سرسبندی کے حالات مقدمہ کتاب میں تحت "مترجم رسالہ و خاندان" ملاحظہ کریں۔

۴۔ نسخہ ۱۰ - بہ خاطر مبارک

۵۔ نسخہ ۱ - صحو کوری

۶۔ نسخہ ۱ - وضع



## یا قوت

بر آنحضرت در توجہات آن ایام پناہ مکشوف ساختہ بودند کہ بعد از رفتن ایشان  
 بآن مقام شریف ظلمت و بعضی بلا یا رادری زمین ہند سرخواہند داد، پچناں بوقوع آمد کہ بعد  
 از رفتن و گذشتن حضرت ایشان از دریای شور بلیہ و باد رکمال شدت مشتمل شد۔  
 خصوصاً در بلوہ سرہند، چنانچہ سہ صد چہار صد جنازہ ہر روز برآمد و مردم بلوہ مذکورہ  
 سختیہای عجیبہ کشیدند و تقابل عام بہ سبب اختلاف سلطنت و تغیر و تبدل امور  
 عظام روی نمود و قحط مستمر و داد کہ عالم عالم بہ ہلاک رفتند۔

## یا قوت

حضرت ایشان را سلمہ اللہ سبحانہ در ایام سواری جہاز در در مفاصل عارض شدہ  
 بود چنانچہ عادت ایشان بر آن رفتہ روزی در اثناء نخت مرض بہ مراقبہ طویلہ پروا خند  
 و آثار فرح و سرور بر چہرہ پر نور آنحضرت ہویا میشد، بعد از ان رقی گریہ و شوق رودادہ  
 (۵ ب) مخدوم زادہ ہای کبار حضرت خواجہ محمد نقشبند و خواجہ محمد عبد اللہ سلمہا اللہ سبحانہ

۱ نسخہ ۱۔ حضرت ندارد ۲ نسخہ ۱، مذکور

۳ روضۃ القیومیہ میں ہے بعد رفتن آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) از ہند و عبور نمودن از  
 دریائے شور در ہند فتنہا پدید آمدند و باد رکمال شدت بر مردم غلبہ کرد، چنانچہ ہر روز عالمی  
 بسبب و با از صفحہ سیاحت بر تختہ مہمات می افتادند و در شہر سرہند ہزار جنازہ می آمدند  
 و سکنہ سرہند دریں ایام صعوبت بسیار کشیدند..... روضہ ۳۰۵/۲ قلمی

۴ نسخہ ۱۔ تبدیل

۵ اختلاف وضعف امور سیاسی کی تفصیل کتاب ہذا کے مقدمہ میں بلا حفظ کریں۔

۶ حضرت خواجہ کو مدینہ منورہ سے مکہ شریف جاتے ہوئے پھر یہ مرض لاحق ہوا

تھا۔ روضہ ۱۱۸/۲

۷ نسخہ ۱۔ سلمہ



بعد از انقضای مجلس از سرکار پرسیدند ساعتی خاموش ماندہ فرمودند کہ آنقدر وفور بركات و شمول عنایات الہی جل شانہ دریں مرض برای ضعیف ظہور نمودہ کہ چہ بیان آن نماید دوران مراقبہ مطالعہ بشارتی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ در آخر عمر خویش در حق من فرمودہ بودندی نمودم و آن بشارت متعلق است بہ وصول . بحضرت ذات بحت تعالیٰ و تقدست<sup>۳</sup> و منوط است<sup>۴</sup> بہ ترقی از صفات ثمانیہ حقیقیہ و از حقیقت کعبہ حسنا و مشروط است بہ قطع مراتب اصول این صفات کہ شیون ذاتیہ و مجرد اعتبارات اند چون دریں باب غوری کردہ اند نسبت علیہ شرف ظہور فرمودند و اسراری در میان آمد کہ نمی توان اظهار نمود از راہ علو آن نسبت با وجود حصول آن بازگونہ تردیدی واقع شد و در حصول صریح بشارت متضرع شدم نہ در دادند کہ تو (۶-۱) در کدام موطن از ما جدائی داللی شخص بر جنت من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

## یا قوت

نیز در ایام سواری جہاز روزی فرمودند کہ حضرت قبلہ الاولیا مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاسنی دریں روز با بسیار ظاہری شوند امشب نمودند کہ حضرت مجدد الف ثانی تشریف آورده اند و برادر کلان ما عارف سبحانی خواجہ محمد صادق ہمراہ اند و فستیر و

۱- حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حضرت خواجہ کے لیے اپنے آخری ایام حیات میں جو بشارات دی تھیں ان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مکتوبات حضرت مجدد دفتر سوم مکتوب نمبر ۲، ۲۳، ۴۵، ۵۳، ۶۲، ۶۴، ۱۰۹-۱۱۰ و باہد اشاریہ مکتوب الیہم۔

۲- نسخہ ۱- تعالت- ندارد ۳- ایضاً ۴- نسخہ ۱- بر ۵- نسخہ ۱- چہار

۶- حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی ولادت ۱۰۰۰ھ اور وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ یعنی عین حیات حضرت میں ہوئی حضرت خواجہ باقی باللہ کے تربیت یافتہ تھے، ظاہری علم پوری تحقیق و تدقیق سے حاصل کیا تھا در سترہ ہند کے نوجوان گراہم اساتذہ میں شمار تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱- محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات - طبع لکھنؤ ۱۳۰۷ھ ۳۰۰-۳۰۸



زبدۃ العارفین مخدومی خواجہ محمد سعید نیز حاضریم، آنحضرت قدس سرہ سے چادر شہین بما  
ہر سہ برادر عنایت فرمودند، مخدومی خواجہ محمد صادق آن چادر را چنانچہ پیچیدہ بود گرفتہ  
نزد خود نگاہ داشتند و در برنگشیدند و مخدومی مکرری خواجہ محمد سعید آن را پارہ کشود و پارہ  
پیچیدہ برکتف خود انداختند و فقیر تمام کشودہ و پارہ در برکشیدم۔<sup>۱</sup>

### یا قوت

آن عالی حضرت چوں از مخا<sup>۲</sup> بحرم محترم متوجہ گشتندی فرمودند کہ تمام دشت از  
نشیب و فراز این مواضع (۶-ب) متبرکہ را پُر از انوار نبوی علی مصدرہا الصلوات  
والتسلیمات والبرکات می یا بیم و جمیع اشیا را این اماکن را در الف انوار کریمہ می بینم  
و خود را نیز در حج آن سجا مستغرق می نمیم۔

### یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ در شب جمعہ بیست و سوم شہر شعبان کہ از مرادہ  
بہ ضحی متوجہ شدند و مخدوم زادہ والا گوہر حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ در یک شق  
شکوف آنحضرت سوار بودند فرمودند کہ انوار کعبہ حسنا در این ایام بسیار ظاہری کردد

۲- بدرالدین سرہندی : حضرات القدس - لاہور ۱۹۷۱ء ۲۰/۲-۲۲۰-۲۳۳

۳- مجد الف ثانی : مکتوبات - نمبر ۱/۲۰۸، ۲۳۴، ۲۶۰ ان کے نام ہیں اور مکتوبات نمبر

۱/۱۵۵، ۱۸۲، ۲۲۶، ۲/۱۲، ۱۶ میں ان کا ذکر خیر حضرت مجدد نے فرمایا ہے۔

۴- صفرا محمد معصومی : مقامات معصومیہ - قلمی

۵- کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۲۳۰-۲۸۴ (اُردو ترجمہ طبع لاہور)

۶- محمد فضل اللہ مجددی قندھاری : عمدۃ المقامات - حیدرآباد ۱۳۵۵ھ

۱- نسخہ ما - نگر فند۔

۲- مولف روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہاں چادر اوڑھنے سے مراد منصب ارشاد ہے۔

۳- لکھتے ہیں : مولف گوید کہ چادر عبارت از ارشاد است ..... (روضہ ۲/۳۰۸ - قلمی)

۴- بندرگاہ مخا کے بارے میں ملاحظہ ہو حنات الحرمین اُردو ترجمہ کے حواشی۔



و از وقت سواری جهاز تا امروز شرف ظهور دارد و امروز زیاده از روزهای دیگر ظاهر شده  
و معلوم گردیده که کعبه معظمه از مکان شریف خود منتقل شد بعد از ساعتی مشاهده افتاد که  
بجانب من آمد تبسم کنان با شاشت تمام متمثل به صورت زنی دراز قد سفید پوست که  
انوار بسیار بر آن می تابد جامها سرخ (۷-۱) و آن انوار در نماز مغرب بهم ظاهری شد  
بل تا وقت تکلم موافق این مکاشفه است.

آنچه عارف کامل شیخ ابن عربی در رساله (خود) مکالماتی که شیخ را با کعبه حسنا واقع شده  
است می نویسد که در ایام اقامت مکه شبی مقمره که محفل بارانی بهم داشت به طواف برآمدم  
چون نزدیک به حجره اسود رسیدم و قبل از آن من خود را بر کعبه تفضیل می دادم که حقیقت  
انسانی از حقیقت حجری<sup>۱</sup> فاضل تر است، آن است که دیدم که کعبه حسنا متمثل به صورت  
جاریه خوش روی در نهایت زیبایی که هرگز مثل آن مرئی<sup>۲</sup> نه شده است دامن خود را  
جست بر بسته و حر به در دست گرفته بر من حمله کرد و فرمود: «م تذبذبی قدی والله  
دلائلک تطوف بی اگر به حطیم پناه نمی بردم حمله بر من میرسید شیخ قدس سره  
بعد این حکایت می نویسد فرجعت الی نفسی منه تم کلامه -

۱- نسخه ۱- گردید

۲- نسخه ۱- هجری (سهو کتابت است)

۳- نسخه ۱- پیاس

۴- نسخه ۱- مرانی

۵- کمال الدین محمد احسان : روضه القیومیه ۲/۳۰۸ - قلمی



# فصل دوم

در بیان آنچه (ب) در حرم مکه معظمه زادها اللہ سبحانہ شرفہ گشتہ متضمن  
است بر بیت یواقیت۔

## یا قوت

میفرمودند کہ چون بہ مکہ مبارکہ در آمدیم و طواف قدوم میگردیم دیدیم کہ جماعت از مردان و زنان در غایت حسن و جمال در طواف با ما مشارکت دارند و طواف آن جماعت در نہایت استیاق و اتصال است بہ طواف مردم این عالم نمی ماند در ہر ساعت بیت عتیق را بوسہ می زنند و ہر لحظہ معالقمی نمایند دیدیم کہ قدمہا آن جماعت از زمین بلند است و سر ہای آنہا با آسمان رفتہ است بعد از آن ظاہر شد و مشہود گشت کہ کعبہ حسنا نیز ہمراہ آن جماعت بلند با آسمان رفتہ است بعد از آن ظاہر شد کہ مردان مذکور فرشتگان اند و زنان حور۔

## یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ می فرمودند چون بہ عزم عرفات بر آمدیم و مستنزل بہی گزفتیم برائے نماز در مسجد نخیف رفتہ بودیم و در آن مسجد قبہ ایست (۸-۱) کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک آن قبہ خمیہ زدہ منزل فرمودہ اند و نیز مقام پیغامبران است از آن جملہ است موسی و ہارون و ہمہ در آن مسجد منارہ ایست کہ زیر او قبر حضرت آدم است علی ماوردنی الاخبار و در مسجد مذکور نشستہ بودیم کہ مرور رسول خدا با بہت و جلال واقع شد و بوجد شریف آن عنصر لطیف زمین و آسمان منور گشت چنانچہ جمیع اشیاء در آن انوار مستغرق شد راوی گوید کہ این مرور حضرت



رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم گویا برای مشاہدہ عسکر خدا بوده و معاینہ مکان و مکانہ ایشان و ذوق و شوق آنها صلی اللہ علیہ و علی جمیع الانبیاء و سلم۔

### یا قوت

آن عالی حضرت بہ تاریخ یازدہم در ایام تشریق کہ منزل بنی شدہ بود برای طواف زیارت بہ شہر درآمدندی فرمودند کہ چون از طواف فارغ شدیم مشہود گشت کہ (۸-ب) کاغذ اہر و قبولیت حج مسجّل نمودہ بما عنایت کردند، اگر چه از جہرات بر ما باقی ماندہ بود لیکن بادا ہر ارکان<sup>۱</sup> گویا حج تمام شدہ بود

### یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ در ایام اقامت مکہ معظمہ اکثری بہ طواف مشغول می بودند و این عبادت را در آن ایام از عبادات دیگر ہم تر می شمردند، می فرمودند کہ امور عجیبہ و اشیا غریبہ مشاہدہ می افتد غالب اوقات می بینم کہ کعبہ حسنا بہ ما معاملہ میکند و باشتیاق تمام تقبیل و استلام<sup>۲</sup> واقع میشود و در روزی از آن ایام مشہود گشت کہ انوار و برکات از من ناشی شدہ و سجدی افزون گشتہ کہ تمام اشیا را در گرفتہ و فضا را مملو ساختہ است و در جنب آن انوار دیگران متلاشی شدہ۔ پس در حقیقت این معاملہ تفکر کردیم بہ ظہور پیوست کہ ما را انخلاعی از خود و تحقیق<sup>۳</sup> بہ کعبہ حسنا شدہ (۹-۱) است از آن رو این ہمہ از من ظاہر شدہ و دیدیم کہ بسیار از روحانیان حاضرند و طواف کعبہ حسنا می نمایند، چنانکہ خدمتہ بادشاہان در ہر وقت بخدمت ایشان قیام دارند۔

۱ نسخہ ۱- باد از بزرگان

۲ نسخہ ۱- استیلام

۳ نسخہ ۱- تحقیق



## یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ بہ تاریخ سوم محرم الحرام بہ زیارت اہل معالی شدند،  
 می فرمودند کہ این مقبرہ از علو درجہ و کثرت الوار اہل آن از سایر مقابر مستثنیٰ است چون سہ  
 تربت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ در اینجا است رسیدند توقف کردہ فرمودند  
 کہ بحر الوار موج می زند و کمالات صحبت خیر البشر تا باں و در حشاں است، بعد ازاں بہ  
 روضہ منورہ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رسیدہ بایاران مراقبہ طویکہ نمودہ فرمودند کہ کلاں  
 تراہات المؤمنین آن قدر با لطاف و غنایات و بہ مواہب و عطیات ظاہر شد کہ  
 تا حال این قسم الطاف (۹ ب) از ہیچکس بہ وقوع نیامدہ بود و یافتہ می شد کہ آنحضرت  
 از کمال اہتمام و کثرت اعتنائی کہ لہاں من داشتند بیرون سُر ادقات احتجاب خود بر آمدہ  
 ایستادہ شدہ اند و در صدو العام و اعطالاند، می فرمایند کہ بہ فلانی فلان نعمت بدہیدیم  
 کذا تم کذا بالجملہ بہ عجائب امور و غرائب نعم احسان نمودند و نسبت شریفہ آنحضرت  
 در نہایت علو و غایت رفعت و اصالت محسوس می شد گویا بہ کمالات نبوی علی مصدر ہا  
 الصلوات والسلام مخفوف است۔ می فرمودند چون از فاتحہ فارغ شدیم ام المؤمنین در  
 سُر ادقات احتجاب درآمدند گویا ہماں فاتحہ وداع بودہ است بعد ازاں ہر چند برای  
 حضور ایشان توجہ کردیم ظاہر نہ شدند بعد ازاں در محاذ طہ کے دروی مرقد فضیل بن عیاض  
 و سفیان بن عیینہ و بسیاری از اجلائی مشائخ است درآمدند و در شان فضیل کلمات

۱۔ نسخہ ہا۔ تربت

۲۔ نسخہ ہا۔ عطیت

۳۔ حضرت فضیل بن عیاض، متقدّمین صوفیہ میں خاص مقام و عظمت کے مالک ہیں ملاحظہ ہو۔

سلی : طبقات الصوفیہ - طبع شریبہ ۶-۱۲

اصہانی : حلیۃ الاولیاء ۸/۸۲



مدحیہ بسیار فرمودند و فرمودند کہ چندی از کبار مشائخ (۱۰-۱) کہ در امت مرحومہ مستثنیٰ اند و  
شان علیحدہ دارند، فضیل ہم در ان جماعت یافتہ می شود بعدہ بر قبر شخصی کہ مستعد  
باخذ طریقہ انیقہ در دیار ہند از آنحضرت شدہ بود، لکن رحبت بر عقل کوتہ اندیش خود  
خورہ بہ جماعت دیگر ملحق گشتہ بود توقف کردہ، فرمودند کہ فلانی محزون و منموم و سرنگون  
بہ حالی عجیب ظاہر شد کہ چہ بیان آن کنیم ہر چند توجہ بہ حال او نمودیم اثر ارتفاع کمتر  
محسوس شدہ فرمودند کہ علم الغیب عند اللہ سبحانہ فسد من سعی الیہ و فاز من التجی لدیہ و امت  
برکاتہ۔

ابن جوزی : صفة الصفوة ۲۳۷/۲ - ۲۳۷

ہجویری : کشف المحجوب، طبع ژدکو فکی۔ بامداد اشاریہ

۱۷۲ نسخہ ۱ اور نسخہ ۲ میں سفیان بن عتبہ سہو کتابت ہے۔ اصل میں یہ لفظ "عیینہ" ہے۔  
ان کا پورا نام سفیان بن عیینہ بن ابی عمران ابو محمد ہے۔ ولادت ۱۰۷ھ اور وفات ۱۹۸ھ  
میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو :

اصبہانی، ابو نعیم : طلیۃ اولیاء۔ ۲۷۰/۷ - ۳۱۸

ابن جوزی : صفة الصفوة ۲۳۱/۲ - ۲۳۷

سلمی : طبقات الصوفیہ۔ طبع شریبہ۔ ۹۸ بامداد اشاریہ

انصاری : طبقات الصوفیہ طبع حبیبی۔ بامداد اشاریہ

ہجویری حضرت داتا گنج بخش : کشف المحجوب ۱۲۲۔ ترجمہ : بکلسن ۹۸، ۱۱۸

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ انہیں "حجون" میں دفن کیا گیا (صفحة ۲۳۷/۲)

یا قوت حموی نے وضاحت کی ہے کہ حجون پہاڑ کے قریب اہل مکہ کا قبرستان تھا (معجم البلدان

۲۲۵/۲) گویا حضرت خواجہ محمد معصوم زیارت کے لیے مکہ کے مضافات "حجون" میں گئے تھے۔

۱۷۳ نسخہ ۱۔ مستعد

۱۷۴ یہ واقعہ حسن خان افغان کے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ تو بخارا میں ارتداد کے جرم میں قتل ہوا تھا  
(ہدیہ مجددیہ ۱۰۵) روضۃ القیومیہ کے مولف نے یہاں مبالغہ سے کام لیا ہے کہ جس شخص کی قبر پر



## یاقوت

حضرت ایشان وامت برکاتہ بہ زیارت بعضی از مشائخ کہ توطن بہ مکہ معظمہ  
ورزیدہ بود و معرفت و اختصاص تام با آنحضرت و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ  
داشتہ رفتند و ساعتی بر قبر او ہمراہ یاران توجہ مراقبہ نمودند بعد از مراجعت فرمودند کہ  
فلاں بہ حالت عجیبہ ظاہر شد کہ از نہایت خجالت و انفعال (۱۰-ب) مجال آن نداشت  
کہ سر بردارد و نظر بجانب ما بہ کند از سبب آن پر سیدہ شد فرمودند کہ آن ہمہ حالت  
در وی از راہ عدم القیادہ گردید بہ حضرت مجدد الف ثانی است کہ با وجود اطلاع از  
حقیقت ایشان کہ امام وقت خود بودند از وہ وقوع نیامدہ۔

حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تھا وہ بدستور غذاب میں مبتلا رہا۔ لکھا ہے :

بعد ازاں بر قبر شخصی کہ در ہند میرید آنحضرت شدہ بود باز شیطان اورا در غلابندہ

از آن جناب مردود شدہ بقوم دیگر پیوستہ فاتحہ خواندہ، فرمودند ہر چند بڑی توجہ

کردیم اما ہیچ اثر نہ شد، پچھاں مغرب دس رنگوں بود۔ (روضہ ۳۱۱/۲ قلمی)

حالانکہ روضہ کا ماخذ حنات الحرمین ہی ہے۔ حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں مکہ مکرمہ میں

میر منصور کی قبر پر جانے اور ان کے تاسف و ندامت کے ساتھ ظاہر ہونے کا مکاشفہ لکھا ہے لیکن یہ

مکتوب ۱۰۵ھ کا ہے۔ ممکن ہے مکتوب کے آخری جملے آپ کے سفر حج ۱۰۶۸ھ سے متعلق ہوں (فقط قیاس)

ممکن ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کو دو متحارب شخصیات تصور کرنے والے

مؤلفین اس یاقوت کے مکاشفہ کو حضرت بنوڑی سے منسوب کریں، لیکن حقیقت حال بہت ہی

واضح ہے کہ یہ اس شخص کی قبر پر مراقبہ کا ذکر ہے جو حضرت مجدد سے منحرف ہو گیا تھا، روضۃ القیومیہ میں ہے:

حضرت امام معصوم بر قبر شیخی کہ از ہند رفتہ توطن بہ عرب کردہ بود اختصاص تام بہ حضرت

مجدد الف ثانی داشت، اما حضرت یوم اول امور خلافت شرع دی از ہند اخراج

کردہ بودند، رفتہ، فاتحہ ہمراہ یاران خواندہ، فرمودند فلاں بحالت عجب ظاہر شد

از نہایت خجالت و انفعال مجال نداشت کہ سر بردارد نظر بجانب ما کند از سبب

آن پرسیدم گفت این حالت بہ واسطہ عدم گردید حضرت مجدد الف ثانی است۔ (روضہ ۳۱۱/۲ قلمی)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی جو مخالفت آپ کی زندگی میں ہوئی اس کی تفصیل کے لیے مولانا

دکلی احمد سکندر پوری کی ہدیہ مجددیہ کا تحقیقی مقدمہ ملاحظہ کریں۔



## یا قوت

چوں در کلام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ در تحقیق حقیقت کعبہ حسنا۔  
 عبارات مختلفہ واقع شدہ است حضرت ایشان دامت برکاتہ ہموارہ در تطبیق آن می  
 کوشیدند و جمع آن می خواستند و ملحقی ظہور حقیقت این معنی از عالم غیب می بودند و طالبان  
 یقین کہ پیرامون دامن ہدایت آنحضرت می گشتند نیز مترصد استماع این معارف  
 سامیہ می بودند تا روزی در ایام اقامت مکہ معظمہ منبسط و غوش وقت بودند و در  
 خلوت با مخدوم زادہای کبار عالی تبار افادہ نمودند کہ چون دریں باب غوری نمودیم این  
 حقیقتِ اعجوبہ نفس را باصل الاصل یافتیم (۱۱-۱) و بر جمیع حقائق فائق دیدیم و محسوس  
 گشت کہ حقائق جمیع اشیاء بوی سجدہ می کنند و ہمہ مراتب متعلقہ مقام عبودیت حتی  
 النبوة والرسالة از ان ذرہ علیا متنزل است تا ہر جا اثری از امکان و شایبہ  
 عابدیت<sup>۲</sup> است از ان حقیقت پایان است و مقام عبودیت بہاں حقیقت منتهی  
 شدہ است و ماوراء آن حقیقتِ معبودیت صرف است، پس ناچار از حقائق ملکی  
 و بشری باشد چہ آن حقیقت فی الحقیقت مجردا اعتباری است بر ذات بحت تعالی

۱ حقیقت کعبہ کی تفصیل اور مکاشفات حضرت مجدد کے لیے ملاحظہ ہو :

مکتوبات ۱۲۲/۳ ، مبداء و معاد - نمبر ۲۸

محمد سعید بن حضرت مجدد : مکتوبات ۴۸ ۲۷-۱۲۹

بدرالدین سرہندی : حضرات القدس ۱۲۶/۲ - اردو ترجمہ ۹۹/۲

غلام علی دہلوی شاہ : رسائل سبہ سیارہ ۵۰

ہم نے احوال و آثار عبداللہ خویشگی ۱۵۱-۱۵۳ میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ نیز اس  
 موضوع پر چونکہ اس سنہ (۱۰۶۸ھ) میں بہت پر زور مباحث ہوتے تھے اس لیے ہم  
 نے کتاب ہذا کے مقدمہ میں مستقل عنوان کے تحت مواد کو یکجا کر دیا ہے۔

۲ نسخہ ۱ - عابدیت



و تقدس می توان گفت که اول نوری که بر ذات اعتبار نموده آید، همین حقیقت بلکه این حقیقت  
کنایت از سُر اوقات عظمت که حجاب ذات شده است به آن معنی که سُر اوقات  
زایده است بر ذات تعالی بلکه آن معنی که عظمت ذاتیه لازمہ کبریا فی اوست تعالی و  
تقدس حجاب او شده است تحقیقتاً نیست الا صرف اعتبار علی ذات المقدس  
(حجاب او شده است تحقیقتاً) المعنی (ذاب) ہذا باز در نظر ثانی و تعمق فکر ستری  
دقیق منکشف گشت و آن است کہ معلوم ساختند کہ حقیقت کعبہ حسنا را با این ہمہ  
قرب و منزلت کہ بیان نموده شد ترقی و عبوری در ماورا آن سُر اوقات کہ این حقیقت  
عبارت از آنها بوده نیست چه ترقی و عروج خاصہ انسان است بیچ احدی دریں امر  
باوی شرکت ندارد پس ناچار کعبہ را از ماورا حقیقت خود نصیبی نہ باشد و محسوس گشت  
کہ کل افراد انسانی را سیماء الجیب و الخلیل و الکلیم علیہم و علی الیہم الصلوات التسلیات  
ہر چند احیاء طبعی آنها پایان تراز حقیقت کعبہ حسنا است بہ طریق ترقی و عروج گذری  
و نصیبی از ماورا آن سُر اوقات عظمت ثابت است۔ پس کعبہ مکرمہ ہر چند باعتبار  
مقام اصلی تفوق بر جمیع حقائق افراد عالم دارد اما بہ واسطہ ترقی و عروج کہ خاصہ  
انسان است بعضی کل افراد را تحقق بما فوق آن حقیقت میسر است (۱۲-۱) و ازین  
رو کعبہ از انوار آنها مترصد است و نیز در کعبہ بعضی کل افراد بشر فرقی دیگر واضح شد  
باعتبار مکان و مکانہ و بعضی از روحانیات از ملک و غیر آن ہر چند فوق بشرند، در  
امری کہ مناسب مکان است اما منزلت و مکانہ کہ مدار فضل است مر بشر را معلوم  
گشت چنانچہ در عالم مجاز کہ قنطرۃ حقیقت است شاہد می افتد کہ ہر چند علمان و خدام سلاطین  
از وزرا، قرب مکان دارند اما منزلتی کہ وزراء است علمان را انان نصیب نیست۔

۱۷ حجاب ..... تحقیقتاً۔ در نسخہ ۱۔ ندارد

۱۸ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا تحت عنوان "حقیقت کعبہ اور علمائے حرمین"



## یا قوت

حضرت ایشان را دامت برکاتہ و دخول بیت عتیق در اول مرتبہ در روز عاشورا  
میسر شد، می فرمودند کہ درون بیت شریف آن قسم اسرار غریبہ و مطالب عجیبہ معائن  
گشت کہ با اثری از آن از خارج محسوس نبود چنانچہ در عالم مجاز فرق در اندرون و  
بیرون خانہاں بادشاہاں می باشد (۱۲ ب) بدیہی است کہ خلوت خاص و مجلس مخصوص  
تعلق بہ درون دارد و در خارج جز نمودن امری نہ -

## یا قوت

مخدوم زادہ عالی درجہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ نقل کردند کہ آن عالی  
حضرت در ایام اقامت مکہ معظمہ برای دفع مرض برادر کلان خود قدوۃ المحققین، زبیدۃ  
العارفین حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کہ در آن ایام آنحضرت را مرض صعب رودادہ  
بود توجہ گماشتند و بہ تضرع والتجارت مبارک بہ دعا برداشتند می فرمودند در آن هنگام  
مشہود گم دید کہ آنچه در عرصۃ امکان است در خشوع و برداشتن دستہا موافقت ما  
در زبیدہ و ہزاران ہزار دستہا از اقسام مخلوقات بہ تبعیت این مسکین نمودہ بلکہ جمیع حقانق  
اسما و صفات الہیہ جل شانہا و اصول و ضلال آنها در حصول مراد با مشارکت دارندالی ان  
اشہت الی الذات (۱۳-۱) البحت تعالت و تقدست تا اثر قبول ظاہر شد و  
ایشان صحت یافتند۔

## یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ می فرمودند روزی طواف می کردیم کہ کعبہ حسنا، بابا  
معانقہ کرد و بہ شوق عجیب سخت در برگرفت۔

۱۷ حضرت خواجہ محمد سعید کے مرض صعب کی تفصیل کے لیے دیکھئے لطائف المدینہ قلمی

۱۸ نسخہ - با - مشارک



## یا قوت

مخدوم زادہ گرامی مرتبت خواجہ محمد سیف الدین سلمہ اللہ سبحانہ نقل کہ دندکہ آن عالی حضرت در شبی از شبها بعد فراغ از طواف مقابل رکن میانی در محلی کہ سرور انبیاء در اسباج نماز خوانده اند اشتغال بہ نماز وتر داشتندی فرمودند کہ محسوس گشت جمعی کثیر از ملائکہ نزدیک رکن میانی حاضرند موبد این معنی است آنچه در حدیث نبوی علی مصدرها الصلوات والتسلیمات آمده کہ ہفتاد ہزار فرشتہ نزدیک رکن میانی حاضر می باشد و معاینتہ شد کہ آن جماعتہ از مکان خود با انتقال نموده گرداگرد من جمع شدہ اند (۳ اب) و در دستہادوات و تسلیم دارند چیزی از حقیقت معاملہ من نوشتہ رفتند۔

## یا قوت

می فرمودند کہ سحر شب پختنبہ برای حصول بعضی کمالات تفرغ والتجادا شتیم بعد از ساعتی از آن تفرغ باز آمیم و گفتیم باللعب والارادت بہ مخرج طور این خطره الشرح سینہ و بسط عظیم روداد بعد از نماز باہر ادبہ حلقہ ذکر اشتغال داشتیم دیدیم کہ خلعت عالی ما را عنایت کردہ اند آنگاہ متوجہ گشتم کہ این کدام خلعت است ؟ معلوم ساختند کہ این خلعت عبودیت است الحمد للہ علی ذلک۔

## یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ روزی در مصلائی مالکی در حلقہ ذکر نشسته بودند واستغراق وتوجہ ومراقبہ داشتند بعد از فراغ حلقہ فرمودند کہ امروز در مجلس سکوت خلعت ارشاد در کمال علوشان در بر خود دیدیم و آن قدر خود را بہ مرتبہ ارشاد (۱۲-۱) مناسب یافتیم کہ زیادہ بر آن متصور نہ باشد مقتضای وقت وقرب قیامت ظہور آن را کما ہو

گیاہہ ربیع الاول کو چاہ زمزم کے قریب کشف ہوا کہ ”تمہیں محض خلعت کے ارشاد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔“ (روضۃ القیومیہ ۹۸/۲ - اردو ترجمہ)



بر نمی تابد و نیز دریں مجلس سکوت محسوس گشت که مارا دوات و قلم عنایت کردند چنانچه  
برای منصب وزارت می دهند پس ناچار دفاتر عالم ملک و ملکوت از احکام ظاہر و  
باطنه آنها با آنحضرت مفوض باشد و ایشان مزج و ملاذ عالم باشند و تجویز و تصحیح امور  
با آنحضرت مسلم بود۔

### یا قوت

آن عالی حضرت چون بار دیگر داخل بیت شریف گشتند فرمودند که درون بیت  
شریف آن قدر اسرار خفیه به ظهور پیوست که اصلا در خارج مثل آن محسوس (نه) گشت و ما  
را با نجا خلعت خاصه سبز رنگ مرحمت فرمودند۔

### یا قوت

می فرمودند که حضور و طواف روحانیان کرد اگر در بیت شریف می بینیم و اکثری  
حضرت مجدد الف ثانی را (۱۲۴ اب) قدس سره و هم برادر اکبر عالم ربانی عارف سبحانی  
شیخ محمد صادق را همراه روحانیان طائف می یابیم و نیز حضور و طواف بعضی انبیاء  
علیهم الصلوات و التسلیمات مشاهد می افتد لیکن این طواف طواف تکلیف نیست  
بلکه از راه شوق است چنانچه در حدیث نبوی علی مصدرها الصلوات و التسلیمات آمده  
که چون آن سرور انبیا را در شب معراج بر قبر حضرت موسی گذر واقع شد، دیدند که  
حضرت موسی در قبر نمازی خواند صلی اللہ علی نبینا و علی آلہم و سائر الصالحین۔

### یا قوت

بتاریخ، هفتم شهر صفر در ایام اقامت مکه معظمه بعد فراغ از ارکان حج آنحضرت  
عالی منزلت در منزل خود که میان باب ابراهیم و باب وداع بیرون مسجد واقع  
است نشسته بودند و مخدوم زاده های بلند درجات در خدمت سامی حاضر بودند  
(۱۵-۱) که آنحضرت کلمات عالیہ در تحقیق فناء اتم و انخلاع از

اصحیح مسلم میں یہ حدیث اس طرز ہے: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي مُوسَى لَيْلَةَ أُسْبُؤِي فِي بَيْتِ عَبْدِ الْكَيْبِ الْأَخْبَرِيِّ وَهُوَ قَائِمٌ  
يُصَلِّي فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۴۸/۲ بَابُ مَنْ فَضَّلَ مَرِيءًا دُبَّكَ مَرِيءًا كَيْلِيَّةً دَيْكِيَّةً: مجمع المفردات لالفاظ الحديث ۵/۵۲۲



معالم انتقار شرک نغنی القا نمودند در اثنا ایس افادہ از حضرت امام ہمام قبلۃ الاولیاء  
 حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نقل کردند کہ آنحضرت روزی بہ تقریبی از عارف کامل  
 شیخ محی الدین العربی حکایت کردند کہ شیخ قدس سرہ در تاویل آیت کریمہ *وان من شیء  
 الا یسبم بحمدہ* می نویسند کہ می تواند کہ ضمیر بجزہ رابع بہ شیء باشد یعنی هیچ چیز نیست مگر  
 تسبیح بجز خودی کند یعنی از آن رو کہ وی از دقائق شرک نغنی بتمام نہ برآمدہ است و نفس  
 وی در میان است تسبیح لائق جناب قدس خداوندی جل شانہ نیست و با جناب مقدس  
 نمیرسد بکہ بوی عادت می گردد، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایس معرفت را پسندند و  
 فرمودند کہ دریں وقت کہ نظر (۱۵ ب) کشفی را سر میدہم در تمام عالم هیچ کس را نمی یابیم  
 کہ دائرہ نفی و انتقار را تمام کردہ باشد و بہ تمام و کمال از دقائق شرک نغنی برآمدہ بود و  
 محسوس می کرد ہر کہ دریں وقت بہ ذکر الہی جل شانہ مشغول است و کلمہ توحید میگوید،

۱ نسخہ ۱ - ازین عالم

۲ نسخہ ۱ - انتقار - ندارد

۳ القرآن ۱۷ / ۲۲

۴ شیخ اکبر ابن عربی نے نصوص الحکم کی فص ۲۷ حکمت فردیہ فی کلمہ محمدیہ میں اس موضوع پر لکھا  
 ہے فرماتے ہیں: *وان من شیء الا یسبم بحمدہ* "ای بحمد ذلک الشیء

فالضمیر الذی فی قولہ "بحمدہ" یعود علی الشیء - (فصوص - طبع عینی ۲۲۶)

حصر حاضر میں "ماہر ابن عربی" ابوالعلا العینی نے نصوص کے تعلیقات میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کے  
 سلسلہ میں شیخ اکبر ابن عربی کی اس تاویل کو جرات غریبہ قرار دیا ہے: *هذا جرأة*

غریبہ فی فہم القرآن - (فصوص - تعلیقات عینی ۳۲۵)

مولانا جامی نے اس مقام کی مزید تشریح کی ہے تفصیل کے لیے دیکھتے:

جامی: نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص - طبع ولیم چیتیک (CHITTICK)

تہران ۱۹۷۷ء ۵۶ (از افادات جناب مرزا غلام قادر مدظلہ)

نسخہ ۱ - وی - ندارد



چون قابل از تنگنای شرک نه برآمده است اثبات او به معبود حقیقی عز شانه نمی رسد بلکه هر نفس قابل عاید میگردد و حاصل در حق وی از کلمه طیبه لا اله الا الله الا انما می شود فرمودند مگر خود را ازین حکم مستثنی می یابیم و بکرم و عنایت الهی جل شانہ می بینیم که اثبات که از من واقع می شود به جناب قدس حضرت و هاب جل شانہ میرسد و لایق آن مرتبه علیا است بعد از اتمام این نقل حضرت ایشان و امت بر کاتہ فرمودند الحمد لله سبحانه الحمد لله والمنة که حضرت حق سبحانه و تعالی از کمال رافت و کرم خویش آن مقام را به ما مرحمت فرموده (۱۶-۱۷) و شریک آنحضرت قدس سره گردانیده و محسوس میگردد که در هیچ مرتبه از مراتب وجود و لطافت خلق و امر بوی از شرک نمانده است به ذکر نفس به نفس این جا متحقق گشته و چون مقام نفی تمام و کمال غنهی شد حفظ وافر و نصیب کامل از مرتبه اثبات به حصول انجامید و درین وقت عارف از مخلصان به فتح لام می گردد و چون ذات و صفات او همه برای او سبحانه شد در هیچ عمل محتاج به تصحیح نیست نباشد چه نیت در محتمل است متعین و محتاج نیت نیست درین وقت هیچ آرزوی در خود نمی یابد وی و لطائف وی ازین است بر اگشته است بعد از آن عالی حضرت متعالی مرتبت فرمودند که شاهد بر این مدعا آنکه روزی در مسجد حرام قریب باب الوداع به ذکر کلمه طیبه مشغول بودم بعد از آن ذکر لسانی را گذاشته به مرتبه پرداختیم محسوس گردید که کعبه حسنا از مقام خود منتقل شد و به صورت (۱۶) ب) و حقیقت خود متوجه من گردید در آن وقت چنان می یافتیم که هیچ اثری از آن در آن مقام نمانده حتی الجدران و السقف و باطهار لطافت و محاسن خود آمده مراد در کنار گرفت در آن با مراقبه ذکر لسانی را هم قرین ساختیم دیدیم که هر وقت که من کلمه طیبه می گفتم مرا تقبیل می فرمود و چون کعبه حسنا ناستی از مقام اصل الاصل است پس تا اثبات کلمه

له نسخه با کرم



مبارک که با آن مقام واصل نه شود مقبول آن درگاه نیفتد از مشاهدہ این امر امید کلی  
بر حصول آن مقام عالی شان دست داد۔

### یا قوت

حضرات مخدوم زادہای کبار نقل کردند کہ آن عالی حضرت را در نصف شہر شعبان  
دخول بیت معظم ملیک گشت و ایام وداع از حرم محترم نزدیک رسیدہ بود می فرمودند کہ  
الطاف عظیمہ و عطایای فخمیہ مرحمت شد و نیز منکشف گردید کہ خلعت عالی (۱-۱۷) سبز  
رنگ مکمل بہ جواہر عنایت کردند معلوم شد کہ این خلعت خلعت وداع است پس از آن  
برای حصول وداع و عنایات در حق فرزندان خویش کہ دریں سفر رفیق بودند متوجہ گشتم  
دیدیم کہ ہمہ آن ہارا خلعتی جدا جدا عنایت شد الحمد للہ علی ذلک، و فرمودند کہ حضرت ابراہیم  
را علی نبینا و علیہ السلام در مقام و نزدیک آن ظہور و مناسبت غریب است لہذا آن مقام  
از اسرار خلعت ہموارہ مملومی نماید۔

### یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ بتاریخ یازدہم شہر ربیع الاول کہ شب مولود آنحضرت  
علیہ وآلہ الف الف صلوة و سلام می فرمودند کہ امروز نزدیک ملتزم در اشتغال بامر ارشاد  
و ترک آن ملتجی و متضرع بودیم کہ کدام مرضی حق جل شانہ باشد پس اشتغال این امر  
جلیل القدر ماورسا نهند و تمام رضا و کمال اہتمام (۱-۱۷) در آن ظاہر گشت و بیچ  
گونہ رضا و ترک آن مفہوم نہ شد۔

### یا قوت

آن عالی حضرت بعد از مراجعت مکہ معظمہ چون بہ جدہ رسیدند می فرمودند کہ

۱۷ نسخہ ۱- منتصف ۱۷ نسخہ ۱- خلعت

۱۸ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔



انوار و اسرار در خارج حرم شریف زیادہ ازاں کہ در اندرون ظاہر بے نظری در آمد چہ  
در حضور از غلبہ اشعہ انوار نظر بدان راہ نیست و درک پیرامون آن نمی گردد و در ہنگام قلب  
انوار نزدیک بہ فہم و ادراک می آید۔

## یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بتاریخ روز شنبہ ہشتم رجب المرجب  
در مکہ مشرفہ وقت معاودت از طیبہ مبارکہ در مصلائی مالکی در حلقہ ذکر با یارین مجلس مراقبہ  
و سکوت داشتند می فرمودند کہ در آن مجلس غیبتی در ربود گویا شخصی مرا از ورود عنایات عظیمہ  
و عطایای فخمیہ از حضرت الہی جل شانہ آگاہ می سازد و اطلاع می بخشد دیدم کہ لباس فاخرہ  
خلعت جلیل القدر (۱۱۸) کہ از کثرت ضیاء و شعشان انوار بہ بیچ صورت نمی شود بلکہ نور  
صرف بہ نظری در آید مرا پوشانیدند بعدہ ازاں بقعہ برخاستہ خارج مسجد در از کشیدیم و  
خلعت مذکورہ را در بر خود می یافتیم باز غیبت دست داد درین اثنا در دادند کہ حضرت  
حق سبحانہ و تعالی ہمیں لباس نامناسب آن می پوشد، چنانچہ در حدیث قدسی الکبریاء  
ردائی و العظمة ازارحی باید دانست کہ این قسم معاملات داخل اسرار است و از ظاہر  
مصرف۔

۳ نسخہ ۱۔ مولد، صوفیہ کرام کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت پر خصوصی  
اہتمام کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ سلسلہ مجددیہ کے کئی حضرات نے اپنی تحریرات میں اس موضوع پر  
تفصیل سے لکھا ہے۔ دیکھئے حضرت شاہ احمد سعید مجددی کا رسالہ اثبات المولد والقیام مرتبہ  
محمد اقبال مجددی۔ طبع خاتقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی پاکستان۔

۴ ابو داؤد (لباس ۲۵)، ابن ماجہ (زہد ۱۶)، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۳۶۶، ۴۱۴، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۲۷  
بحوالہ المعجم المفہرس للفاظ الحدیث النبوی ۲/۲۶۹



# فصل سوم

در ذکر مکاشفات و پہمات آنحضرت کہ در مدینہ رسول علیہ و علی آلہ الف  
الف صلوة و سلام و در ہنگام رجوع از طیبہ مبارکہ پیوستہ است الی ان وصل  
المکہ المعظیہ -

متضمن است بر بلیت و شش یواقت

## یا قوت

حضرت ایشان دامت برکاتہ در راہ مدینہ منورہ تحسین تمام (۱۸-ب) در دریافت آثار  
و مشاہدہ متبرکہ خیرہ آثار و چہ مساجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰت و السلام و التحیۃ میگردند  
بہا امکان خود را بدان موضع میرسانید و ہچنان در وصول بہ مزارات صحابہ رضوان اللہ  
تعالی علیہم اجمعین کوشش بلوغ منی نمودند الا ان یشاء ربی شیاء - چوں از دادی بدر بہ  
صفر رسیدند از راہ انحراف و ززیدہ بہ زیارت عبیدہ بن حارث کہ از شہداء بدر است  
و در بدر مجروح گشتہ در صفر آسودہ است متوجہ شدند ساعتی بر قبر شریف و ہمراہ یاران  
بہ مراقبہ پرداختند بعد از ان بہ قافلہ رسیدہ فرمودند کہ بر قبر ادرضی اللہ تعالی عنہ توجہ کردیم -  
نیافتیم بعد از ساعتی با کمال ابہت و مرتبت ظاہر شد و بہ جانب ما آمد و با نشاست تمام  
طلاقات کرد و ساعتی جلسہ نمودہ بہ شتابی بجمع کرد گوئی در امری مشغول بودہ بہ اکر ام ضیف  
آمدہ باز بہاں (۱۹-۱) امر زد آورد و چوں بہ مدینہ معطرہ نزدیک رسیدند در آن شب

۱ - نسخہ ۱ - مشاہدہ شیخ عبدالحی محمد نے جذب القلوب میں جا بجا لفظ مشاہدہ استعمال کیا ہے ۱۶۰ بعد

۲ - نسخہ ۱ - عبیدۃ الحارث ۳ - نسخہ ۲ - متوجہ شویم



از کثرت شوق در شدت ظہور شعشان انوار غالباً بیدار ماندند سحر گاہ بہ مدینہ رسول علیہ  
 و علی آلہ الف الف صلوة و سلام در آیدہ آداب زیارت روضہ منورہ و مسجد شریف  
 بجا آوردند از روضہ معطرہ شریفہ کمال الطاف و عنایات و تفقد احوال و انعام عطایا  
 ظاہر گردید و بعد از سه چہار روز بعضی مردم از اہل مدینہ منورہ خواستند کہ داخل طہر لقیہ  
 آنحضرت شوند ایشان از کمال ادب دریں امور جلیل القدر از خدمت رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم اذن خواستند و مواجہہ کریمہ ایستادہ مراقبہ نمودند، تمام رضا بہ اشتغال این  
 امر جلیل القدر و کمال اہتمام بآن ظاہر گشت چنانچہ در کعبہ حسنا بہ ظہور پیوستہ بود و  
 خلعت ارشاد در غایت علو از جناب مقدس مطہر علیہ و علی آلہ (۲۰-۱) الف الف صلوة  
 و سلام عنایت شد و نیز الوار و عنایات حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرب متحلی  
 بودن ایشان بہ کمالات سرور انبیاء علیہم و علیہم الصلوٰت و البرکات ظاہر گردید و در اکثر  
 اوقات از توار و ظہور انوار در مشاہدہ، و آثار خصوصاً در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰت  
 و التحیۃ خاصہ در مواجہہ شریفہ و نزدیک اسطوانۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ در  
 ایں موضع اسرار مکنونہ بہ کمال ظہور موج می زد بیان می فرمودند و ہم کمالات حضرت  
 امام اجل مجدد الف ثانی قدس سرہ و مرتبہ آنحضرت در محال مزبورہ معلوم گردید،  
 بعد از ان بہ مزارات بقیع رفتند عنایات و الطاف امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ و مہربانیہای اہل بیت و امہات و مومنان ظاہر گشت سیمای کمالات صدیقہ

۱۰ نسخہ - ہا - مدار

۱۱ حضرت خواجہ کے سفر حج اختیار کرنے سے پہلے بھی بعض علمائے عربین سے روابط تھے اور کئی  
 ذی علم حضرات سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے ارادت کے خواہاں تھے شیخ محمد مراد شامی، شیخ عبداللہ  
 حجازی، شیخ حسین خلوتی رومی مدنی، سید زین العابدین اور شیخ محمد بن محمد عامری تہامی وغیرہ  
 آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے، ہم نے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے اس موضوع پر لکھا ہے۔

۱۲ نسخہ - ہا - علوی  
 ۱۳ نسخہ - ہا - مومنین



حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲۰-ب) زیادہ ازان کہ در عدد حدود آید ظهوری نمود، می فرمودند کہ اگر چه مدفن صدیقہ در یقین است اما ازان رو کہ حجرہ شریفہ خانہ ویست اکثر اوقات ان ام المؤمنین را در حجرہ شریفہ نبوی می یابیم و مسجد شریف را بانوار وی رضی اللہ تعالیٰ عنہا مملومی بینم، می فرمودند کہ آن قدر الطاف از عالیشانہ صدیقہ در بارہ خویش مشاهده کرده ام و اہتمام از وی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہ حال خود یافتہ کہ چه گویم و از جملہ امداد و اعانت کہ از حضرت صدیقہ نسبت بہ حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ ظهور یافتہ آن ست کہ حضرت ایشان در یک چیزی بہ توسل حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰت السلام و التحیۃ، شفاعت درخواستند و چون اثر شفاعت زودتر بہ ظهور پیوست و در ان سری خواهد بود توسل بہ صدیقہ (۲۰-ب) حبیبہ حبیبہ ایشان بہ مجرد التماس خود را بہ جناب مطہر رسول اللہ علیہ و علی آلہ الف الف صلوة والسلام بہ شبانی تمام رسانید و خود را در کنار آنحضرت علیہ الصلوٰة والسلام انداخت و لوازم محبت و آثار موانست در میان آمد و التماس حضرت ایشان را از جناب مقدس نبوی علیہ و علی آلہ الصلوٰت و البرکات بہ شبانی فرا گرفت و آنچه می خواستند ازان در گاہ معلی حاصل کنانید رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

و نیز کمالات حضرت فاطمہ زہرا علی ایہا و علیہا السلام در شب مولد آنحضرت ظاہر شد و اجتماع عظیم و سرور فخم از اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین درون حجرہ شریفہ معائن گشت۔

## یا قوت

از جملہ عنایات الہی جل شانہ آنکہ حضرت ایشان را با جمعی کثیر از اصحاب دخول حجرہ مطہرہ مقصورہ منورہ یسر گشت چون بان مقام عالی درآمدند (۲۱-۱) رقی و فرود رفتگی عظیم بر آنحضرت و اصحاب وارد شد مدتی بہ مراقبہ ایستادہ ماندند و باتکسار تمام سر و روی را درون پردہ خاص و حجاب مخصوص در آورده بان خاک پاک مالیدند و آن را شرف و



معراج خود دانستند بعد ازاں از آن مقام عالی برآمده ساعتی در روضہ حضرت فاطمہ زہرا کہ متصل  
حجرہ شریفہ است ایستادندی فرمودند کہ چوں بآن مقام رسیدیم محسوس گشت کہ خلعت عالیہ در  
غایت رفعت و نہایت ابہت معمولہ از ذہب و فضہ مکتلہ بہ جواہر و یواقیت از جناب  
عالی حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الف الف صلواتہ والسلام باین کمترین مرحمت شد  
می فرمودند ہر چند از حضرت روضہ منورہ دور تری گشتیم ضیاء و انوار آن خلعت زیادہ  
تر می شد گوئیاد در وقت قرب نسبت بہ انوار کریمہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰت و البرکات  
(۲۱ ب) مستور و مغلوب بودہ فافہم۔

### یا قوت

روزی در ایام اقامت مدینہ منورہ شخصی از اصحاب آن عالی حضرت متعالی منزلت  
در خدمت عالی ایشان اسوال و مقامات بعضی عزیزان آن وقت را بیان نمود بہ خاطر مبارک  
از راہ غیرت خطرہ گزشتہ باشد برای مقایسہ نسبتہا متوجہ شدند نسبت شریف آنحضرت متجلی  
شد و تمام عالم از انوار آن متلی گشت و قرب خاص و منزلت مخصوص کہ آنحضرت را بہ  
جناب مقدس معلی است عز شانہ و بآن ممتازند شرف ظہور فرمود و نسبت افراد عالم و  
افتقار و احتیاج آنها باین عارف کامل مبرہن شد و محسوس گشت کہ آنحضرت ہرگز عالم  
و امام وقت اند و افراد عالم ہمہ گرد آئند آنحضرت صفوت بستہ منتظر فیوض از آنحضرت  
شد در آن اثناء القا نمودند کہ صاحب این دولت را میرسد کہ بر کسی غیرت نماید۔

### یا قوت

روزی (۲۲-۱) آنحضرت نماز عشاء را بہ جماعت شافعی ادا نمودند، می فرمودند کہ  
امام اجل محی السنۃ محمد بن ادریس الشافعی <sup>لہ</sup> آمدہ با کمال بشاشت و سرور بہ ملاقی شد گوئیاد

لہ ابو عبد اللہ محمد بن ادریس (۱۵۰-۲۰۴ھ / ۷۶۷-۸۱۹ع) ائمہ اربعہ میں سے تھے۔ فقہ شافعی کے  
مؤسس (دیکھ بدر عالم میرٹھی: ترجمان السنہ ۱/ ۲۴۵-۲۴۶ مع مراجع دیگر)



اظہار الفراح ازیں موافقت نمود۔

## یا قوت

وازمواہب عالیہ کہ آنحضرت بآن نماز کمرہ بند آنکہ آنحضرت سلمہ اللہ سبحانہ باجمعی از اصحاب در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰت والسلام باعث کاف دوروز و یک شب ماذون گشتند چون از نماز عشا فراغ یافتند و ہر شریف و وضع را از مسجد بر آوردند چنانچہ در آن بقعہ شریفہ معمول است و خلوت خاص حاصل شد حضرت ایشان در مواجہہ شریفہ آمدہ مدتی مدید بہ مراقبہ پرداختند و ہمچنین در آخر شب وقت ہیج نیز آمدہ مراقبہ شستند، می فرمودند کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات از کمال بندہ نوازی (۲۲ ب) و نہایت کرم از حجرہ خاص و حجاب مخصوص برآمدہ برانزول فرمودند و آن قدر مارا التشریف بہ آنجناب معلی حاصل شد کہ بہ بیسج چیز مثل آن بہ ظہور نیافتہ بود، ہمچنین وقت ہیج محسوس گشت کہ آنحضرت علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام از مقصورہ منورہ برآمدند و از کمال عنایت و لطف این کمترین را در بر کشیدند و این حقیر را الحاق خاص بہ حقیقت او علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ملیہ گشت والحمد للہ علی ذلک۔

## یا قوت

در اوائل جمادی الاول چون بہ زیارت بقعہ رفتند نسبت علیہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ در کمال علو و نہایت لطافت متجلی گشت و کثرت عنایات و وفور الطاف حضرت عباس و کمال اہتمام آنحضرت بہ حال ایشان ہویدا گردید و ہمچنین الطاف حضرت عباس محسوس شد۔

چون بہ زیارت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ (۲۳-۱) عنہا رسیدند، تلاطم

۱ نسخہ ہا۔ مارا آنقدر مشرف باجناب ۲ نسخہ ہا۔ گشت

۳ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرقد مبارک کی تفصیل کے لیے دیکھئے جذب القلوب ۱۴۳-۱۴۴



امواج نسبت علیہ آنحضرت معلوم گردید و کرم و لطف بے شمار از آنحضرت فہمیدند و دریافتند کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایشان را بہ خودی کشید گویا میگویند کہ تو از ان مای و مہمان مای گفتند کہ قبل ازین معاملہ خود را بہ صدیقہ حبیبہ مایل ترمی یافتم از بہت کثرت عنایات اورضی اللہ تعالیٰ عنہا، چون از یقع برگشتہ بہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام رسیدم و در بحار نسبت فاطمہ زہرا مستغرقم نسبت علیہ صدیقہ حبیبہ شرف ظہور فرمود و علیہ رو آورد با وجود تحقیق و استہلاک و حالت متقدمہ و نسبت شریف صدیقہ حبیبہ نیز استغراقی پدید آمد بعد از ان در ہماں مقام ہر یکی ازین ہر دو بزرگ بہ نفس نفیس خود ہا ظہور نمودند و مرا بہ خودی کشیدند حضرت فاطمہ زہرا بر کتف میں ظاہر شدند و حضرت صدیقہ بر کتف یسار، و از وقت مغرب تا نماز عشا ہمیں معاملہ در میان ایشان (۲۳-ب) می گذشت بعد از ان در مسجد شریف چنان معلوم شد کہ نسبت حضرت زہرا بتول غالب آمد و نسبت شریف ایشان مایل بہ بیاض می یافتم و نسبت صدیقہ حبیبہ را بہ حجرہ متمثل میدیدیم بعد از ان در مواجہہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام رسیدہ شد، ہمیں معاملہ آنجا ہم ظاہر شد کہ ہر یکی مرا بہ خودی کشید و حضور شریف آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ نسبت صدیقہ ہم قوت و استیلا پدید آمد گویا بنا ہر دو نسبت متساوی شدند، بعد عشا کہ حضرت ایشان بہ منزل آمدند و با مخدوم زاد ہا کبار عالی تبار حکایت میکردند فرمودند کہ تا حال ہماں معاملہ در میان است و من در فرج و سروری ام کہ ہرگز فوق آن متصور نہ باشد از کثرت عنایات این قسم دو بادشاہ عالی شان بہ حال این مسکین ضعیف۔

## یا قوت

حضرت ایشان طالت حیوۃ و دامت برکاتہ (۲۴-۱) بتاریخ سیزدہم جمادی الاولی

۱۔ معلوم گردید..... دریافتند۔ نسخہ ۱، ندارد  
 ۲۔ مایل بہ بیاض..... در مواجہہ۔ نسخہ ۱، ندارد



بعد از فراغ نماز جمعه بسلام آنحضرت علیه الصلوة والتحیة رفقة در مواجبه کریمه ایستادند فرمودند  
 چون از ارسال صلوات و سلام فارغ شدیم خلعتی عنایت شد و چنان معلوم گردید که این  
 خلعت از عنایات حضرت صدیق اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از آن در همان مجلس و مقام  
 خلعتی دیگر بر خود یافتیم فهمیدیم که این از تلافیات حضرت فاروق اعظم است رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 و این هر دو خلعت رنگت جداگانه دارد اول سُرخ رنگ است و دومی زرد قام و هنگام  
 رجوع از آن مقام عالی خلعتی ثالث سبز رنگ به من نزول فرمود القا نمودند که این مرحمت است  
 از حضرت خیر البریه علیه و علی آله الف الف صلوة والسلام و تحیة -

### یا قوت

در بیان عظمت جناب سرور و استغناء و محبوبی و رحمت عامه و صلی اللہ تعالیٰ (۲۴ ب)  
 علیه و علی آله و سلم می فرمودند محسوس میگردد که وجود شریف او علیه و علی آله الصلوات و التسلیات  
 مرکز جمع عالمیان است از دوره عرش تا مرکز فرش و همه مخلوقات از ملک و حور و انس و جن  
 و سایر جنود الهی جل شانہ بوی محتاج اند و از وی فیض برزند فیض حقیقی هر چند و باب مطلق  
 است جل شانہ اما اقسام افاضات به هر که میرسد به توسل شریف اوست و مہابت ملک و  
 ملکوت باہتمام او الزام می پذیرد و مشاہد میگردد که شب و روز انعامات بر کافہ مخلوقات از  
 روضہ مطہرہ علی ساکنہا الصلوة والسلام والتحیة علی سبیل الاتصال فالیض است کما یفتح افواه  
 القرب و ما اذ سئلک الراحمة للعالمین<sup>۱</sup> میفرمودند کہ باین کہ عموم رحمت  
 و شمول شفقت استغناء و عظمت محبوبیت که لازمه مقام خاصه اوست بر وجه اتم و اکمل ثابت  
 است (۲۵-۱) لهذا در عرض احتیاج به جناب او به وسایل اعتیاج می افتد و اظهار امری  
 در آنحضرت بے توسل صعب می نماید -

۱- نسخه ۱ - تلفات ۲ - نسخه ۱ - رنگین

۳ - قرآن کریم ۱۰۴/۲۲



## یا قوت

شب شنبه بسیت و یکم جمادی الاولی حضرت ایشان سلمه اللہ سبحانہ بعد از فراغ نماز  
عشاء در خلوت بہ مخدوم زادہای عالی درجات طالت حیوہ ہم افادہ نمودند کہ از شب گذشتہ  
کہ شب جمعہ باشد مقدمات ظہور اسرار تلام امواج الواری یافتہ امروز اسراری بہ ما اضافہ نمودہ  
اند کہ باشارہ ہم نمیتوانیم، القا نمود و اگر چیزی ازالہ بظہور رسد قطع البلعوم و ذبح الحلقوم  
آری اگر بعض مقامات ان اشارہ نمایم میسر و آن آنست کہ بعضی از مشائخ مکون و بروز  
در میان شیخ کامل و مرید مستعد اثبات می نمایند یعنی چون شیخ کامل می خواہد کہ کمالات خود را  
در مرید صادق افاضہ نماید از خود (۲۵ ب) غائب شدہ در نفس مرید ظاہری شود و درین  
ہنگام مرید بہ تمام بہ رنگ مرشدی بر آید و بہ حقائق و لطائف او متحقق می گردد و فرمودند کہ  
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس این معاملہ را از خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت  
بہ خود اثبات می فرمودند الحال این فقیر نیز این قسم معاملہ عظمہ را از آن جناب عالی نسبت بہ  
خود می یابد ازین معاملاتی در میان آمدہ است کہ در حق آن توان گفت لا عین رأی و لا اذن  
سمعت می فرمودند کہ اشعار نعت و قصائد مدحیہ کہ آنست بر رسم قدیم می خوانند ہمہ را بہ  
خود نسوب می یافتیم در این اشارہ مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ از آنحضرت  
عالی منزلت سوال کردند آیا این کون و بہ دور عین فنار بقار است کہ در قوم متعارف است  
یا امریست و رای آن فرمودند این معاملہ غیر فنأ و بقا است (۲۴-۱) و ممتاز است ازالہ بہ  
خصائص کہ آن جا یافتہ نمی شود حضرت ایشان دامت برکاتہ می فرمودند کہ در اکثر اوقات حضور  
روحانیان و اہل سموات و غیر آنہا از جنود حضرت حق سبحانہ و تعالی در خدمت روضہ مقدسہ  
منورہ مشہود میکرد و خصوصاً بر بالای قبة مبارکہ و خارج مسجد شریف آن قدر اجتماع جنود  
ظاہری شود کہ در داخل مانند آن مری نمی گردد و می تواند کہ سر درین معنی آن باشد کہ از راه  
تلاطم انوار درونی تاب درک و ادراک نمی ماند بہ خلاف بیرون کہ انوار درونی کمتر ظاہر میشود۔



## یاقت

می فرمودند کہ قبلتہ الاولیاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ مرابہ اسرار خفیہ بیشتر  
ساختہ بودند و من ہر چند آن معاملات را در خود ملاحظہ می نمودم از راہ علو آن اسرار و معاملات  
گاہ (۲۶-ب) گاہ خلیجان می شد و ترددی انداخت بجد اللہ سبحانہ کہ در حضور حجرہ منورہ مطہرہ  
نقاب از چہرہ و آن اسرار بر طرف ساختند ظاہر کردند کہ مرابہ برای وصول مطلوب و طریق است  
طریق است کہ حصول آن عاجز با اعتبار اصالت نیست و آن طریق احصاء است و طریق دیگر  
سلوک آن بہ توسط ضمینیت است و آن طریق انابت است بدانکہ طریق اول اقرب است  
بہ وصول چنانکہ ظاہر است و در طریق ثانی الطاف و اعطاف حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ  
و سلم زیادہ از حد یافتہ می شود۔

## یاقت

بتاریخ روز دوشنبہ ششم جمادی الاخری حضرت ایشان بہ زیارت اہل بقع رفتند

لہ سوانح نگاروں نے حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار کی پانچ اقسام بتائی ہیں، اول وہ اسرار جو آپ نے  
خود تحریر فرمائے، دوم وہ جو آپ نے تحریر تو نہیں کیے لیکن اپنے فرزندوں اور خلفاء سے بیان فرمائے، سوم وہ اسرار  
جو آپ نے صرف اپنے فرزندوں پر ظاہر کیے، چہارم وہ اسرار جو آپ نے خلوت میں حضرت خواجہ محمد معصوم سے  
بیان کئے۔ پنجم وہ اسرار جو بیان ہی نہیں کیے گئے اور راز ہی رہے۔ (مقامات معصومیہ ۶۲)

حضرت خواجہ محمد ہاشم کاشمی فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کو اسرار حضرت مجدد کی غایت درجہ اطلاع تھی  
ان اسرار کو حضرت خواجہ نے اپنی "بیاض خاصہ" میں تحریر فرمایا تھا، یہ بیاض خواجہ محمد ہاشم نے دیکھی تھی، لکھتے ہیں:

این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف  
کہ داخل مکتوبات گم دیدہ و چہ غیر آن از اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت  
(مجدد الف ثانی) شنندہ اند و بعضی را از انہاد بیاضہ خاصہ خود تسوید فرمودہ چوں بایں  
بندہ نظر عنایتی داشتند و محرم می دانستند با کثر آنہا اطلاع بخشیدہ بودند بہ نقل بعضی

اجازة فرمودہ ..... (زبدۃ المقامات ۳۱۸)



بعد از مراجعت می فرمودند که بہ ہر قبری از قبور متبرکہ می نشستم چنانچہ عنایات صاحب آن قبر بہ حال خود مشاہدہ می کردم ماہ ہجرت (۲۷-۱) انتظار اہل قبور دیگر کہ ارادہ زیارت آنہا داشتیم معانہ می نمودم واجتماع ایشان برای ملاقات من ہجرت اجتماع برہمان عزیز و برغایت مرغوب کہ غیر مترقب وارو است می یافتیم، چون از زیارت امیر المؤمنین حضرت عثمان علیہ الرضوان فارغ گشتم خلعتی تازہ بر خود یافتیم معلوم گردید کہ این عطیہ حضرت عثمان است چون بر روضہ منورہ سیدنا ابراہیم علی ابیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام رسیدم دیدم کہ بہ جانب ما برآمدہ و خود را بہ من ملحق ساخت گاہی در کنار من می آمد و گاہی بہ کمال مہربانی معالقمی کرد و آنحضرت نور صرف در نظرمی در آمد چہرہ چہنیں نہ باشد کہ او علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام در شان آن جگر گوشہ چہنیں فرمودہ اند لوعاشی لکان نبیاً۔

می فرمودند التذادی (۲۷ ب) کہ از ظہور نسبت و عنایات آنحضرت علی ابیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام یافتہ ایم و اہتمام آن عالی تر از نسبت بہ خود ہمیدہ آن التذاذ از من رفتنی نیست و ہجرت صحابہ کہ در روضہ منورہ اورضی اللہ تعالی مدفون اند، مثل عبداللہ بن مسعود وغیرہ او ہمہ حاضر شدند و بہ عنایات بسیار و اشفاق بے شمار ما را احاطہ کردند بعد از آن بہ مرقد امام اہل مالک ابن انس رسیدیم کہ بہ شتابی تمام جانب ما برآمدہ ملاقات بہ کمال بشاشت و سرور بر رسم ملاقات عرب کرد چہ ملاقات ایشان در کمال انبساط است و این رسم در غیر ایشان نیست بعد از آن عنایات و مہربانیہای ازواج مطہرات زیادہ از حد یافتیم چنانچہ شفقت مادر در حق ولد خصوصاً اشفاق صدیقہ حبیبہ کہ مخصوص (۲۸-۱) بیچ وقت نیست

۱۔ نسخہ ۱۔ بر عزیز۔ این جا بر زائد است۔

۲۔ روضہ منورہ حضرت ابراہیم بن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل کیلئے دیکھئے جذب القلوب ۱۶۸ بعد

۳۔ نسخہ ۱۔ گاہ

۴۔ حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (۹۳-۱۱۷/۱۱۷-۱۱۷/۱۱۷) اہل سنت کے ائمہ اربعہ میں سے تھے اور فقہ مالکی کے مؤسس، احوال و افکار کیلئے ملاحظہ ہو: بدر عالم میرٹھی: ترجمان السنہ ۱/۲۴۱-۲۴۲



بلکہ پیوستہ می یا ہم پہچنال الطاف کثیرہ از زہرہ بتول علی ایہا و علیہا الصلوٰت والسلام  
 بہ ظہور پیوست و شفقتہا اہل بیت از بنات مطہرات و امیر المؤمنین حضرت عباس و حضرت  
 حسن و کذا لک از ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم از تعداد خارج مفہوم گشت چوں بہ سرتربت  
 عارف ربانی خواجہ محمد پارسا قدس سرہ رسیدیم بہ کمال بباشت و خصوصیت برآمدہ گریہا و  
 کرہا فرمودند در آن وقت نسبت ایشان را در کمال صفا و لطافت فوق ظلال یافتیم۔

چوں از یقع برآمدہ بردروازہ قلعہ رسیدند ساعتی ایستادہ متوجہ روحانیت امام اسمعیل  
 بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ دروں قلعہ مدفون است، شدند، ایشان در کمال  
 علو شان و نہایت لطف و احسان بر آنحضرت (۲۸-ب) ظاہر شدند مخفی نما نہ کہ حضرت  
 مخدوم زادہ عالی درجہ مخزن الاسرار احوال حقائق آگاہ شیخ آدم را در رسالہ اصل باین عبارت

۱۔ حضرت خواجہ ابوالفتح محمد بن محمد بن محمود غنظلی بخاری ملقب بہ خواجہ پارسا (۲۹۷-۸۲۲ھ/۱۳۲۸-  
 ۱۴۲۲) سلسلہ نقشبندیہ کے معروف ترین بزرگوں میں سے تھے، سوانح نگاروں نے آپ کی کئی تصانیف  
 کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سے فصل الخطاب اور رسالہ قدسیہ (در ملفوظات حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند  
 قدس سرہ) بہت مشہور اور متداول ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱۔ کاشفی : رشحات عین الحیات - طبع تہران ۲۵۳۶ ش ۱۰۱/۱-۱۰۴

۲۔ جامی : نفحات الانس - طبع ایران ۳۹۳ - بہ بعد

۳۔ رسالہ قدسیہ مقدمہ مفصل نوشتہ احمد طاہری عراقی - طبع تہران ۱۹۷۰

۴۔ رسالہ قدسیہ مقدمہ نوشتہ ملک محمد اقبال - راولپنڈی ....

۵۔ محمد اختر چیمہ : شخصیت عرفانی و علمی خواجہ محمد پارسا۔ مقالہ مشمولہ مجلہ دانشکدہ ادبیات و علوم

انسانی - دانش گاہ فردوسی - مشهد - ایران شماره ۳ - سال ۱۰۱۰ - ۱۳۵۳ ش - ۲۶۷ - ۵۲۰ -

ترجمہ اردو مقالہ ہذا از عارف نوشاہی شامل رسالہ نو سلام شرقیہ (اولیائے نقشبندیہ)

۶۔ صاحب روضۃ القیومیہ کے متضاد بیانات کی بدولت عوام میں حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم

بنوڑی کے مابین تعلقات کی کشیدگی اور اس سلسلہ میں دونوں حضرات کی رقابت ذہن نشین ہو گئی ہے۔ اس لیے

ہم نے اس موضوع پر اس کتاب کے مقدمہ میں مفصل بحث کر کے حقیقت حال کا اظہار کیا ہے۔



آوردہ فقیر نیز اقتدا بایشان نموده یہاں عبارت بعینہا ایرادی نماید و اما احوال ایشخ آدم  
 فقیہہ بعض تفصیل تذکرہ فی ورقہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن این قدر مسموع گم وید کہ حضرت ایشان  
 ہر گاہ بہ بقع می رفتند بر تربت شیخ مشار الیہ رسیدہ مراقب می شدند الا ان یشاء ربی شیئا  
 بالجملہ درین باب غور بسیار فرمودہ اند۔

تذیل<sup>۱</sup>۔ بعد از القار این کلمات آنحضرت و امت برکاتہ فرمودہ اند کہ در بقعات  
 مبارکات مزارات متبرکات بقع نسبت من ظہوری عجیب و انجلائی غریب پیدا کردہ و  
 قرب و منزلت خود را آنجناب اقدس او تعالیٰ مشاہدہ کردم محسوس گردید کہ تمام عالم از نور  
 آن نسبت (۲۹-۱) منلی شد و مکونات عالم ہمہ صفوت بستہ گاہی خلعت نمودارند کردا گرد  
 من و من در میان امام و مرئی شد کہ فیوض و برکات گوناگون کہ از حضرت حق سبحانہ تعالیٰ  
 نسبت بہ کافہ خلایق میرسد ہمہ آن بتوسط این درویش میرسد و سایر مخلوقات چه اولیاء  
 و چه غیر آنها منتظر حصول برکات و ترقیات ازین ضعیف اند و اکثر اوقات دوات و قلم را  
 نزد خود حاضر می یابم برائے تصحیح مہات ملک چنانچہ وزیر اعظم دربار سلطان ذی شان  
 نسبت و قدرت دارد آن حالت در خودی فہم با وجود ظہور اسرار غریبہ کہ در این خدمت  
 جلیل القدر بمن مرحمت فرمودہ اند از خفایاء اصالت و محبوبیت بعد از اں فرمودند کہ ہر  
 چند این نسبت ظہور و غلبہ می نمود من متعجب و مستحی می شدیم کہ (۲۹-ب) در حضور صحابہ کرام  
 رضوان اللہ علیہم اجمعین ظہور نسبت دیگری چہ گنجائش دارد اما از آنکہ این حالت ہم اثر  
 عنایات و تتمہ برکات آنحضرت است آن ہمہ را از طفیل این اکابر دانستہ متسل  
 و شادمان بودم۔

## یا قوت

یک باری آنحضرت از زیارت بقع برگشتہ فرمودند از کثرت حصول خلعات<sup>۳</sup> ازین

۱ نسخہ ۱- یا قوتیہ ۲ نسخہ ۱- گم دیدیم ۳ نسخہ ۱- خلقات



مزارات متبرکه که فی الحقیقه کنایت از حصول نسبت‌های آن عزیزان است متعجب‌ام که انواع خلعت‌های رنگارنگ هر یک از دیگر ممتاز در بر خود می‌یابیم و از درخشندگی الوار آنها منفرح بعد از آن از زبان گوهر نشان فرمودند که حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و افاض علینا برکاتهما آن قدر شده فنا و الحاق به جناب سروری دارند علیه و علی آله الصلوات و التسلیات و در حضور شریف آنحضرت علیه و علی آله الف الف صلوات و سلام بدرجه خود را (۳۰-۱) کم ساخته اند که بر عموم زائرین حضور آنحضرت رضی اللہ عنہما و ظهور عنایات ایشان و اخذ فیوض و التماس امری بر آن عالی درجات خیلی دشوار است مگر شخصی که الطاف آنحضرت بروی زیاده از حد باشد بسیار غوری درین باب بکار برد مترصد حصول عنایات ایشان گردد، چنانچه از کمال و کرم خلعت‌های خاصه خود باین حقیر مرحمت فرمودند بخلاف حضرت امیر المومنین عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چون از حضرت رسالت خاتمیت اندک به فرق مدفون اند ظهور جدای دارند لهذا هر وقتی که به زیارت ایشان رفته می‌شود و معاملات و اسرار در میان می‌آید-

## یا قوت

روز پنجشنبه بیابرخ شانزدهم جمادی الاخری آن عالی حضرت به زیارت اهل بقیع و حصول رخصت از اکابر آن مقام رفته قریب مزار پُر الوار امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ (۳۰-ب) عنہ نشستند و پس از وداع از آن معدن حیا بر مزارات دیگر جلسه نموده فرمودند که امیر المومنین حضرت عثمان بکمال الطاف و مهربانی به وداع برآمده مرا بوسه دادند و خلعت‌های گوناگون پوشانیدند و وداع کردند و همچنان بر مزار عنایت‌های بسیار و الطاف بی‌شمار مشاهده کردم بعد از آن روز و شنبه مرتبه دوم برای وداع اهل بقیع رفتند فرمودند که من از امیر المومنین حضرت عثمان از راه حضور بعد از وداع بسیار مستحی بودم چه حضور ما غالباً در خدمت گرامی ایشان برای طمع عطیه است و اخذ موهبت چون



نزد مزار پر الوار معدنِ حلم نشستم مخطور خاطر حزین کہ دند کہ پیش ازین وداع و خلعت حاصل شدہ است و امروز مارا بہ جز صحبت حضور نصیبی نیست بعد از برخواستن خلعت دیگر در غایت لطافت بہتر (۳۱-۱) از خلعت ہای اولی مرحمت شد، فرمودند کہ در مزارات متبرکہ معاملہ حضرت امیر المؤمنین از ہمہ مستثنیٰ است و منزلت و مرتبت او ممتاز است از دیگران، اگرچہ بعضی از امہات مؤمنین در ابہت و الوار با حضرت مشارکت دارند، لیکن این قسم افاضہ عطیات و تفقد در او کہ ثمرہ خلافت نبوی است امریست جدا۔

### یا قوت

دو مرتبہ آنحضرت بہ زیارت سید الشہداء امیر المؤمنین حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مرقد شریف ایشان نزدیک جبل احد کہ قریب سہ منزل از مدینہ منورہ باشد رفتہ اند و بر آن عالی حضرت نسبت شریف و قرب منزلت ایشان از جناب سرور می علیہ الصلوٰۃ والسلام و التحیات ظاہر شدہ و عنایات و الطاف در بارہ خود دریافتہ اند۔ می فرمودند (۳۱-ب) کہ بعضی اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آن قدر عنایات و تفقد احوال در بارہ خویش مشاہدہ می افتد کہ چہ بیان آن نماید۔ در بقیع متبرکہ آن قدر الطاف کہ از امیر المؤمنین عثمان و صدیقہ و سیدنا ابراہیم و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و جماعتی کہ در روضہ سیدنا ابراہیم مدفون اند و امام اسماعیل ابن امام جعفر صادق و محمد زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نسبت باین حقیر فایض می شود کہ زیادہ از دیگران است۔

### یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بہر دو مخدوم زادہ عالی درجات اعنی

۱۰ نسخہ ۱ - اول

۱۱ جنت البقیع کے ان مزارات متبرکہ کی تفصیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں بہت عمدہ طریقہ سے دی ہے۔



حضرت خواجہ محمد نقشبند و حضرت محمد عبید اللہ سلمہا اللہ سبحانہ خطاب کردہ، فرمودند کہ بہر  
دو شما از جانب سروری علیہ و علی آلہ الف الف صلوات و سلام۔ دو دستار معمول از سیم و  
زمر حمت شد (۳۲-۱) و ہر یکی ازیں ہر دو مخدوم زادہ ختم قرآن را بہ تمام خواندہ بانجناب  
معلی ہدیہ و تحفہ گزارندہ بودند در صلۃ آن باین مرحمت ممتاز گشتند۔

## یا قوت

ہموارہ حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ بعد از نماز فجر در محراب حضرت عثمان در مولجہ  
کریمہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام رفتہ، حلقہ ذکر با اصحاب بر طریق معہودی نمودند۔  
روزی بعد از فراغ نماز اشراق فرمودند کہ امروز مشہود گشتہ کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت  
علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ از روضہ منورہ برآمدہ بطرف این حلقہ متوجہ اند و بدین  
سلطنت و حشم و افواج از روضہ مبارک برآمدہ می آیند و دریں اثنا و چندی از خواصان  
کہ در منزلت و مکان نزدیک پایہ حضور آند برآمدہ اند فرزندار جند محمد عبید اللہ ہم بہ  
لباس عالی و زیور آراستہ در ہمان (۳۲-ب) خواص داخل است و نزدیک می آید اللہ  
سبحانہ الحمد۔

## یا قوت

می فرمودند کہ در میان نسا و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہن حدیث کبریٰ، عائشہ  
صدیقہ و زہرا بتول<sup>۳</sup> شان علیحدہ دارند و حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ  
والتسلیمات قرب و منزلت دیگر دارند کہ دیگران را این شان و منزلت بیسرنیت و آن  
ہر سہ بزرگ با یک دیگر ہم در علو شان دست و گریبان اند اما این قدر مشہودی کرد کہ  
حضرت صدیقہ را اتصافی است خاص و در معاملات واروہ داخلہ زیادہ از دیگران می نماید

۱۔ ان مخدوم زادوں کے حالات ہم نے مقدمہ میں درج کئے ہیں۔ ۲۔ نسخہ ہا۔ خواصان

۳۔ ازواج مطہرات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۴۔ دختر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت خدیجہ و حضرت زہرا در کمال قرب بہ وقار و سیکینہ ظاہری شونند و لکل وجہتہ و العلم  
عند اللہ سبحانہ۔

## یا قوت

در ایام اقامت مدینہ منورہ آنحضرت روزی در خلوتی بر مولانا بدرالدین سلطان پوری  
(۱-۳۳) کہ از اجلہ خلفاء ایشان ست و از فحول علماء متوجہ بودند کہ خلیل الرحمن علی نبینار  
و علیہ الصلوٰۃ والسلام بر آنحضرت ظاہر شدند و آنحضرت علیہ السلام از نہایت کرم کمال انبساط  
و رفع حجاب از عقب مولانا مشار الیہ آمدہ در برگرفتند و بخشش نمودند و قبل ازین معاملہ حضرت  
ایشان مولانا مذکور بہ دخول در دائرہ ولایت ابراہیمی و حصول کمالات آن ولایت بیشتر  
گردانید بودند و نیز در ایام اعتکاف در مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام روزی حضرت ایشان  
در مواجہہ شریف با مولانا مذکور مجلس سکوت داشتند بعد از برخاستن فرمودند کہ خلعت خلعت  
بہ دی مرحمت شد الحمد للہ سبحانہ علی ذالک۔

## یا قوت

حضرات مخدوم زادہای عالی درجات نقل کردند کہ روز دوشنبہ بیستم جمادی الاخری  
(۳۳ ب) حضرت ایشان وقت انتقال از مدینہ سکیینہ برائے رخصت از خدمتہ علیہ منحنہ  
موجودات و سرور کائنات خواجہ دین و دنیا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم در آمدند، می فرمودند  
کہ در نماز ظہر بودم نزدیک محراب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ گریہ از عزن فراق و الم  
و داغ بر من غلبہ کرد و در ہمیں غم و اندوہ بودم کہ از جانب مقصورہ گریہ و روضہ معطرہ سطوات  
الوار و حشمت سلطنت طلوع خود و حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات  
بہ کمال ابہت و نظاہر عظمت از حجرہ گریہ برآمدہ بر ما نزول فرمودند و از نہایت کرم خلعت  
تاج سلاطین در غایتہ علو و نہایت رفعت کہ ہرگز مثل آن مرئی نہ شدہ است باین حقیر

لہ نسخہ ۱، مولانا۔ مولانا بدرالدین سلطان پوری کا ذکر مہتمم کتاب حاضر میں ملاحظہ کریں۔



پوشانیدند محسوس میگشت که بر آن تاج طره شده است (۳۲-۱) که بالای آن لعل عالی تعبیه کرده اند و چنان مستفاد میشد که این خلعتی است خاصه که از بدن شریف آنحضرت علیه الصلوٰۃ والسلام متخلع شده است، مثل خلعات دیگر نیست بعد از آن برای بعضی فرزندان خود که در آن سفر رفیق بودند و آن وقت با من حاضر بودند در آن عالی حضرت برای حصول خلعت التجا و تضرع نمودم از کمال بنده نوازی بهریگی از آنها خلعات متعدده مرحمت شده، بعد از آن به مواجبه شریف رفته، ہمیں معامله مشاهده کردم می فرمودند که دریں هر دو مقام محراب خاصه و مواجبه کریمه دستى پہلوى من ایستاده و برای حصول رخصت رفته برای او نیز متضرع گردیدم که خلعتی بوی هم مرحمت شود و در معرض قبول نیفتاد این معنی مرا بر کمال التجا آورد، بعد از تضرع بسیار متمثل به صورت (۳۲ ب) شد که چیزی از قسم خلعت بوی هم عنایت شد، چنانچه در آن وقت بردتار او متماز می نمود، این حقیر گوئید عقی عنده دریں مکاشفه گویا تعبیر آن واقعہ به ظہور پیوست که آنحضرت سلمہ اللہ سبحانہ قبل ازین در راه جہاں آباد دیدہ بودند و آن چنین است کہ فرمودند امشب می بینم کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ امامت نمازی نمایند و خلعت بسیار عقب آنحضرت صفت بستاند کہ در آن فقیر و ہر دو برادر بزرگ ما خواجہ محمد صادق و خواجہ محمد سعید قدس سرہ ہا در صفت اول ہستیم و پس حضرت مجدد الف ثانی در عین نمازی فرمایند کہ از محمد معصوم بما این رسید و این رسید تعداد امور می نمایند و ہمچنین ہر دو برادر بزرگ ہمیں کلمہ را می گویند کہ از محمد معصوم بہ حضرت مجدد الف ثانی فلاں فلاں رسید دریں اثنا گویا جانب حضرت وہاب عز شانہ و عم العامرہ خطاب بہ حضرت مجدد الف ثانی (۳۵ ا) می رسد کہ او را آرائش نمایند گویا حضرت مجدد معروض میدارند کہ چه قسم آرائش نمایم حکم می رسد کہ تاجی بر سر او بگذارید و لعل در آن تعبیه کنید کہ روشی از سر تا قدم رسد و تمام نور گردد انہما۔

لعل نسخہ ۱ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ جو نسخہ ۲ میں نہیں ہے :

بر من دائرہ ظاہر شد معلوم شد کہ دریں دائرہ بیچکس نیست غیر از اولاد تو بعدہ ثم رایت الدائرہ تحت

فرايت فيه خلفای و میفرمودند ..... لعل نسخہ ۲ - گرفتہ



## یا قوت

می فرمودند کہ اعطاء خلعت عبارتست از افاضت نسبت خاصه و معامله مخصوصه کہ اول دلیل و اعدل مشاہد است بر خصوصیت تمام و عنایت کامل از معطی بہ معطی کہ در نظر کشفی آن عطیہ متمثل بہ خلعت می گردد بہ خلاف سایر عنایات کہ باین خصوصیت نباشد بہ خلعت متمثل نمی شود و لہذا ہر چند در مواجہہ شریفہ برای حصول خلعت برای بعض یاران مخصوص متضرع شدیم اثر آن ظاہر نہ شد ہر چند التفات و عنایت بر آن جماعت محسوس می شد مگر بہ بعض فقیر زاد ہا کہ از محض کرم و صرف فضل خلعات باہنہا عنایت شد (۳۵ ب) فافہم لہ

## یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ چون بہ اماکن شریفہ صرین شریفین رسیدہ اند و محبت آن بقاع غلبہ کردہ بہ دیار ہند بسیار متوقف و متردد بودند چون وقت بر آمدن قافلہ از مدینہ منورہ نزدیک رسید آنحضرت در مواجہہ کریمہ و روضہ منورہ رفتہ، ملحق و متضرع شدند تا مرضی جناب مقدس سروری را علیہ الصلوٰت والسلام معلوم نمایند کہ اقامت مقبول آن در گاہ است یا رجوع بوطن مرضی است، کمال رضا در عود باین دیار مستفاد گردید و اشارہ سرتیج صحیح بر نخصت ہویدا شد، درین اثنا بہ خاطر مبارک حضرت ایشان رسید<sup>۱</sup> ولد اکبر سلطان وقت کہ دشمن شریعت غرار و اہل آن بودہ خصوصاً بہ منتسبان این سلسلہ علیہ<sup>۲</sup> سیمابہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی نقارداشترت و پیوستہ در صداد اضرار آن جماعت بود

۱ نسخہ ۱، ندارد ۲ نسخہ ۱، گرفتہ ۳ نسخہ ۱، شخص از دیار ہند،

ولد اکبر سے مراد داراشکوہ ہے اور سلطان وقت یعنی شاہ جہاں بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔

۴ چونکہ حضرت خواجہ محمد معصوم<sup>۳</sup> اعلانیہ اورنگ زیب کے حامی تھے اس لیے داراشکوہ آپ کے اور اس خاندان سے منسلک افراد کے خلاف تھا۔

(مقدمہ ہذا میں تفصیل ملاحظہ کریں۔)



مخطورہ گردید درین باب التجاہہ جناب معلیٰ آوردند، می فرمودند، محسوس گشت کہ حضرت  
(۳۶-۱) رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات ظاہر شدند و بدست مبارک  
آنحضرت شمشیر برہنہ است اشارہ بہ قتل وی می نمایند فوق کما اشار صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ  
وسلم۔

وقبل ازیں بہ چندین سال حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالیٰ بہ جدلان (اد و رفعت و  
علو و ظهور معالہ امیر المؤمنین<sup>۳</sup>) در روضہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مبشر گردیدہ بودند  
فکان کما رای فانہم فاندہ کما عتہ لہ ومعجزہ للنبی علیہ الصلوٰة والسلام (اوتاج الحرمین)

### یا قوت

چوں از مدینہ سکینہ برآمدہ متوجہ مکہ معظمہ شدند در راہ با آنحضرت مرض وجع مفاسل  
عارض شد روزے در اشتداد مرض فرمودند کہ حضرات عالیات زیر اہ بتول و صدیقہ حبیبہ و  
ابراہیم ابن النبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات حاضر شدند گویا بہ عیادت آمدند (حضرت  
فاطمہ برہمیں ظاہر شد) حضرت صدیقہ بریسا و حضرت ابراہیم بر سینہ نمودار گشتند و ہمہ این  
عزیزان الطاف و عنایات بسیار نمودند (۲۶ ب) خصوصاً از صدیقہ مواہب و عطایا و

لے نسخہ ۱. حاضر

۲ حضرت خواجہ ۱۰۶۷ھ میں حج کے لیے گئے تھے اور اسی سال شاہ جہاں کے فرزندوں کے مابین  
تخت نشینی کے لیے کش مکش کا آغاز ہو چکا تھا اور اورنگ زیب ایک راسخ العقیدہ شہزادہ تھا۔  
اس لیے تخت نشینی کی اس جنگ میں علمائے حق نے اس کا ساتھ دیا جن میں حضرت خواجہ کا  
اسم گرامی سرفہرست ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا۔

۳ قوسین میں منقول عبارت نسخہ ہا میں نہیں ہے۔

۴ تخت نشینی کی جنگ سے چند سال قبل اورنگ زیب سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ  
کے مزار مبارک پر حاضر ہوا تھا جہاں حضرت خواجہ نے اسے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی  
تھی، یہاں اسی حاضری کی طرف اشارہ ہے۔ ہم نے مقدمہ میں اس کی تفصیل دی ہے۔

۵ اس مرض کا ذکر سابقہ حواشی میں کیا جا چکا ہے۔

۶ نسخہ ہا۔ ابن۔ نذارو ۷ این فقرہ در نسخہ ۱ موجود نیست



الطاف بے شمار ہویدامی گردد، اکثر اوقات آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر می شوند۔

## یا قوت

چوں بہ وادی صفراء رسیدند، بعد از نماز عصر بر مزار ابوذر غفاری رفته، ساعتی مراقب شدند نسبت شریف ایشان به کمال الطاف ظاہر شدنی فرمودند کہ در آن وقت ہدیہ ازاں جناب نسبت بہ خود نیافتیم (چوں از نماز فارغ شدیم خلعتی نو در بر خود یافتیم) معلوم گردید کہ تحفہ آن جناب است۔

## یا قوت

حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ چوں بہ نواحی خلیص<sup>۳</sup> کہ سہ منزل از مکہ مبارکہ است رسیدند فرمودند کہ مشاہدہ می گردد کہ تمام این بقعات مبارکات بانوار کعبہ حسنا مملو است و ہجوم ملائکہ و روحانیات درین صحرا محسوس می گردد بعد ازاں فرمودند کہ توجہ بہ کعبہ مبارکہ و التفات الٰہی کاتب این ضعیف معلوم می شود۔

## یا قوت

چوں حضرت ایشان سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بہ حرم نزدیک رسیدند معلوم گردیدہ (۱-۳۷) کہ انوار عظیمہ اطراف و جوانب مکہ مکرمہ را در گرفتہ است و در طواف عنایات بزرگ از حضرت کعبہ دریافتہ اندمی فرمودند کہ چوں حلف مقام دو گانہ طواف ادا نمودیم، حضرت خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر شدند و حضور خاص و اتفاق عجیب آنحضرت را باین مقام اعلیٰ معلوم گردید و اسرار خلعت شرف ظہور فرمودی فرمودند کہ تمام مقام باین اسرار خلعت مملو یافتیم۔

باید دانست کہ معاملاتی کہ بر آنحضرت در مکہ شریفہ بعد از رجوع از مدینہ مکرمہ روی نموده است بہ تفصیل در فصل اول ذکر یافتہ است۔

۱۔ یہ عبارت نسخہ ہائیں نہیں ہے۔ ۲۔ نسخہ ہا۔ نبوی

۳۔ صفراء اور خلیص کیلئے حسنا کے اردو ترجمہ کے حواشی ملاحظہ کریں۔ ۴۔ نسخہ ہا۔ معظہ



## خاتمه

در بیان مہتمات و ملحقات عرب کہ بر آن عالی حضرت سلمہ اللہ سبحانہ ظاہر گشتہ  
متضمن است بر چہار لواقیت۔

### یا قوت

در بندر نجاش بیت و ہفتم شہر رمضان در نماز تراویح کہ مخدوم زادہ عالی منزلت  
حضرت خواجہ محمد عبید اللہ امام بودند و فور برکات تکاثر عنایات بر آن حضرت ظاہر شد آن  
مخدوم زادہ خطاب نمودہ فرمودند کہ در آن وقت (۳۷-ب) بر شما برادران متوجہ شدہ التجا نمودم  
دیدم کہ بر شما از آن برکات ریزش نمودند، بعد از ان بر یاران دیگر متوجہ شدم معلوم شد کہ  
رشاش بر اصحاب نیز افتاد، چنانچہ بر یکی می ریزند و قطرات بر دیگران می افتد، دللاہن  
من کاس الکدام نصیب

### یا قوت

یہ عنایت الہی جل شانہ چون از دریا گذشتہ بہ بندر سورت داخل شدند و مردم بسیار  
و طلاب بے شمار از رجال و نسا بر آئے اخذ طریقہ علو کردند و در حلقہ ذکر اجتماع عجیب می شد  
گویا یہ مصداق: دَرَأَيْتَ النَّاسَ يَبْدُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا بہ ظہور پوست  
روزی در خلوتی بہ حضرات مخدوم زادہ فرمودند کہ امشب وقت سحر دریں حالت متفکر بودم  
و در اشتغال بامر ارشاد تجیر و اشتم کہ آیا این قدر تصرف نمودن در بندہ ہای جل شانہ مرضی او

۱۔ خواجہ محمد عبید اللہ ملقب بہ مروج الشریعہ جامع رسالہ ہذا مفصل حالات مقدمہ کتاب میں ملاحظہ کریں۔

۲۔ القرآن ۱۱۰/۲ (النصر) ۳۔ نسخہ ۱۰۱۔ ندارد



سبحانه باشد یا نه، بعد از آن بر ترک این امر عزم نمودم و طریقہ تجرید را خواستم و خواستم کہ شمارا ہم بر ترک ارشاد و وصیت کنم، چوں ساعتی (۳۸-۱) بر این حالت گذشت و من بر ہمیں ارادہ عازم صنوف عنایات و انواع الطاف الہی عز برہانہ و عم العامرہ ظاہر گردید و تجلی خاص و ظہور مخصوص واقع شد کہ این قسم تجلی کہ شریہ ظہور پیوستہ باشد ملہم ساختند کہ معاملہ ارشاد و آنچه از تو صادر می شود و آن ہمہ از ماست و ما میکنیم از تو بیچ اثری در میان نماندہ است می فرمودند کہ در آن وقت مشاہدی شد کہ آنچه از من می شود و ہمہ منسوب باوست سبحانہ و تعالیٰ احق کہ کلاه و شجرہ دادن کہ گاہ گاہ بہ بعضی طالبان واقع شد آن را ہم مخصوص و منسوب باویافتیم سبحانہ مخدوم زادہ عالی در جہ صاحب الاسرار و راصل بعد اتمام این مکاشفہ این عبارت آوردہ اند۔

قال الكاتب عصمه الله سبحانه من الخطاء والذلل هذا الالهام الصحيح  
الصريح بشارة تامة نعل من اناب و تاب على يديه و يفهم منه من تبه  
طالبيه و منزلة مريد به فان ذلك كانه منسوب الى الله سبحانه  
بلا توسط احد الحمد لله رب العالمين .

## ياقوت

و لختم مواهب الحرمين الشريفين بذكر عنايتين استفاد هما (۳۸ ب)  
اما منا و قبلتنا السيد الشيخ سلمه الله سبحانه و دامت بركاته من الحضرة  
العلية العلية اعنى الجناب المقامس النبوى عليه وعلى آله الصلوات و التسليمات  
عنايته في حقه و اخرى في حق شينجه امام العالم مجدد الاف الثاني رضی الله تعالیٰ عنه  
اول آنکہ روزی در مجلس میان بے گانہ و آشنائستہ بودند، دیدند کہ حضرت  
سید الاولین و الآخرین علیہ و علی آله الصلوات و التسلیمات از آسمان نزول فرمودند در کمال

له نسخه با۔ عازم ۲۰ نسخہ با۔ تعالیٰ

۳۰ نسخہ با۔ استفادنا



اہبت نورانی محض حتی کہ از کثرت شعشان نور بہ ہیتی مشخص نہی شونند بلکہ نور صرف متمثل  
اند و بر جنت سروری حضرت ایشان را بوسہ دادند باز بہ آسمان عروج فرمودند۔

دویم آنکہ روزی در ایام اقامت بہ سر بند در واقعہ دید کہ حضرت محبوب رب العالمین  
علیہ و علی آلہ الف الف صلوة والسلام در خانہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ایستادہ اند و  
انوار عظیم بر آنحضرت علیہ الصلوٰت والسلام متلالی است و حضرت مجدد الف ثانی در گوشہ  
صحن (۱-۳۹) آن خانہ ایستادہ اند و نسبت خود استغراقی دارند حضرت رسالت خاتمیت  
علیہ و علی آلہ الصلوٰت والسلام از کمال بندہ نوازی کلمات بسیار در مدح ایشان می گویند و  
می فرمایند سبحان اللہ درین مردم یا درین دیار حضرت حتی سبحانہ و تعالیٰ ہمچنین بندہ را بندہ  
کرده است کہ فرشتہ ہا مقرب او سبحانہ نزد او می آیند و وی بانہا التفات نہی مانند۔

### یا قوت

بعد اتمام این رسالہ شریفہ (چو آن را) در حضور آنحضرت سلمہ اللہ سبحانہ (حضرت خواجہ  
محمد معصوم قدس سرہ) گذرانیدم و بتمام مسموع گردند بہ زیارت روضہ منورہ حضرت محمد  
الف ثانی قدس سرہ تشریف بردند و بہ مخدوم زادہ مخزن الاسرار حضرت محمد عبید اللہ فرمودند کہ  
رفتہ در حضور پیر و شکیں خود متوجہ شدیم کہ آیا این ہمہ چیز ہا کہ مرقوم شدہ است اظہار مرضی  
ہست یا نہ ؟

آنحضرت قدس سرہ ظاہر شدہ آن قدر و فور ہر بانی و عنایات فرمودند (۳۹-ب) کہ  
تاحال این قسم مراجع کمتر بہ ظہور پیوستہ باشندی دیدیم کہ از کمال مرحمت گویا گرداگرد ما میگرددند  
و اظہار فرح و سروری نمایند صباح آن روز بعد از نماز با دعا بہ حلقہ ذکر مراقب شستم دیدیم کہ  
دو کس دو خوان در دست گرفتہ از ہر دو دروازہ مسجد پیش ما آمدند و حقیقت آنکہ از آنہا

۱۔ نسخہ ہا۔ کند ۲۔ نسخہ ہا۔ قوسین والی الفاظ سے خالی ہے۔ ۳۔ نسخہ ہا۔ ندارد  
۴۔ رسالہ ہذا کے بارے میں تمام ممکن الحصول معلومات ہم نے مقدمہ ہذا میں یکجا کر دی ہیں۔



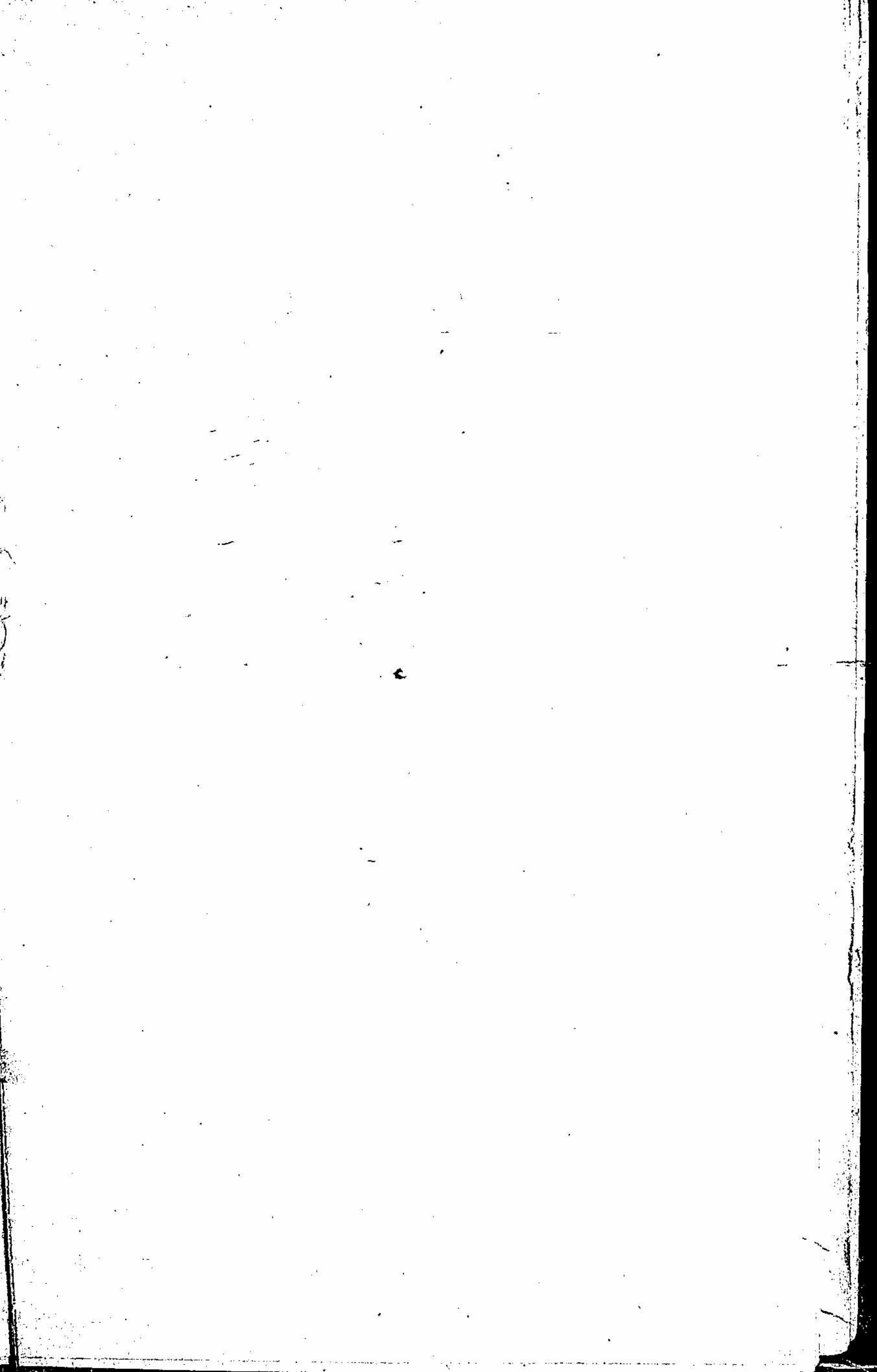
خوب به وضوح نہ پویست کہ چه آورده پیش ما نہاد دیدیم کہ چیزهای درخشیدہ چون جواہر و  
یواقیت آب دار در آن نہادہ اند و درین اثنا آن شخص یک تاج مکلل بہ جواہر بہ سر ہا  
گذاشت۔ انتہی۔

راقم حروف گوید عفی عنہ للذبحانہ الحمد لہ تسمیہ این رسالہ بہ یواقیت موافق این معرفت  
افادہ وجہ وجہ برائے تسمیہ پیداشد۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(ترجمہ کاتب) (۱-۴۰) قد نمت ہذا الرسالة الشريفة مسماً به  
حسانات الحرمین بتاريخ ۲۵ شعبان (۲) ۱۰۷۰ تمہ تمام شد۔







حَسَنَاتُ الْخَيْرِ

أُرْدُو تَرْجَمہ







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے اولیاء کے دلوں کو عجائب کے نازل ہونے کی جگہ بنایا اور ان کی زبان پر ایسا کلام جاری کیا جو نوادر پر مشتمل ہے، اور ان کے کلام کو مصیبتوں کے لیے شفا اور دوا بنایا، اور صلوٰۃ و سلام نازل ہوا اللہ تعالیٰ کے حبیب پر کہ علم ان کی تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، ان کی تعریف کے لیے یہ حدیث کافی ہے کہ اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور آپ کے آل و اصحاب متبعین اور تمام اولیاء اور ان کے متوسلین پر بھی (صلوٰۃ و سلام ہو)

اما بعد، الطاف خداوندی کے طالبوں میں سے کمترین محمد شاکر بن بدرالدین احمدی سرمنہدی (عرض پر داز ہے) کہ جب حضرت قطب الاقطاب، غوث الشیخ والشاب ہدایت معرفت کے خازن، رحمت و برکت کے منبع کے قاسم، ولایت کے انتہائی درجات کے واصل، ولایت کے انتہائی مرتبہ پر فائز، (اسلاف کے) صحیح وارث و تابع، محبت ذاتیہ سے مشرف، منصب قیومیت کے لیے مستعد، کمالات اصالت و ضمنیت کے جامع، مقام محبوبیت کے تازہ ترین اسرار سے بشر اور ملک القیوم کے کامل نور سیدنا، امامنا و قبلتنا حضرت خواجہ محمد معصوم اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، آپ کی برکات، سایہ اور ارشاد یوم معلوم تک قائم رہے۔

لے توضیحی حواشی کے لیے ملاحظہ ہو سنات الحرمین کا فارسی متن، چونکہ یہ حواشی اردو میں لکھے گئے ہیں اس لیے ان کا ترجمہ میں تکرار نہیں کیا گیا۔



۱۰۶۸ھ کو اللہ جل و علا کی عنایت سے بیت اللہ اور روضہ حضرت رسول اللہ  
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے طواف، اصحاب کبار، مقامات اور مزارات متبرکہ کی زیارت میسر  
آئی اور ان مقدس مقامات پر اللہ تعالیٰ کی عالی عنایات اور گہرے اسرار (کے رموز)  
سے آپ کو مشرف کیا گیا پھر آپ کو عالی واردات اور الہامات اور اعلیٰ مقامات و  
کمالات سے نوازا گیا (اور اسی طرح) خاص نسبتوں کے انوار و اسرار اور قابل قدر خلعت  
عطا ہوئے تو خوشی کے مواقع پر اس حکم کے موجب کہ "تیرے رب کا جو احسان ہے وہ بیان  
کر۔" آپ نے قابل فخر عنایات کے ورود اور واضح مکاشفات اپنے مخدوم زادگان کرام جو  
کہ اس فیض اثر سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کمال اور تقویٰ سے  
آراستہ، سنت سننیہ کی متابعت اور پسندیدہ عمل بہ عزیمت سے آراستہ ہیں اور واردات  
عالی مقامات، درجات و کمالات (پر فائز ہیں) پر ظاہر کیا۔ تو حضرت مخدوم زادہ عالی  
درجات خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ جو کہ کم سنی سے ہی آپ (حضرت خواجہ محمد معصوم) کے  
اسرار خفیہ اور نکات مکنونہ کے حامل ہونے کی وجہ سے خصوصی محرم راز ہیں اور ہمیشہ خلوت و  
جلوت میں آپ کے ساتھ رہنے اور آپ کی صحبت کا التزام کیے ہوئے ہیں اور حضرت  
خواجہ نے بھی خانوادہ کے اس معزز صاحبزادہ کو عنایت خاص اور اپنی خصوصی محبت سے  
مختص فرمایا ہے اور ان کے چہرہ ارشاد سے بھی ہدایت، بزرگی اور شرافت و ولایت کے  
آثار نمایاں ہیں، آپ کے ان اسرار و مقامات کے سننے میں اہل عرب نے جس فوج و شوق  
کا مظاہرہ کیا اسے دیکھتے ہوئے صاحبزادہ نے ان کے التماس پر فوراً جو کچھ کہ قابل اظہار تھا  
تحریر کر دیا، اور سوائے ان جزوی باتوں کے جن کا پوشیدہ رکھنا ضروری تھا، ان (خواجہ عبید اللہ)  
کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں جمع ہو کر جلوہ افروز ہوتے۔ جب یہ حضرات واپس اپنے وطن  
(سرہند) پہنچے تو بعض دوستوں اور حقائق و معارف کے طالبوں نے التماس کی کہ اگر ان  
عمیق معارف کی فارسی میں شرح کر دی جائے تو اس کا پورا فائدہ اور دعوت عام کا کام



دے گی۔ اس لیے اس عالی مرتبہ مخدوم زادے نے اس بے مقدار خاکسار (محمد شاکر) پر مہربانی فرما کر اس کے ترجمے کا حکم دیا۔ اور اس جلیل القدر کام کا شرف بخشا تاکہ ان اسرار کی نقاب کشائی ہو اور فارسی میں ترجمہ ہو کر عاشقوں کے لیے جلوہ افروزی کا سامان بہم پہنچا سکیں۔

آج جب کہ ۱۰۷۱ھ ہے (فیصلہ کیا کہ) اسے فصیح عربی سے رسمی تکلفات سے پاک فارسی میں ترجمہ کر کے صاحب اسرار لوگوں کے لیے عام کروں تاکہ طالب یقین اپنی ہمت و دانست کے مطابق استفادہ کر سکیں۔ (اور امید ہے کہ) اس دور از کار (مترجم) کو اہل تحقیق و دعائیں یاد کریں گے۔ اللہ وہ ہے جس سے ہم مدد چاہتے ہیں اور جس پر ہم بھروسہ کرتے ہیں، وہی سیدھی راہ کا مالک ہے۔ اسی سے ابتدا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اگرچہ اس رسالہ کے اکثر معارف مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد عبد اللہ سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہیں لیکن بعض کلمات دوسرے مخدوم زادوں کی زبانی بھی نقل کئے گئے ہیں جن کے ناموں کی (متعلقہ مقامات پر) وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس رسالہ شریفہ کو نفحات اور رشحات کے طریقہ پر ہی حسنات الحرمین سے موسوم کیا گیا ہے اور اس رسالہ کے اسرار کو "یا قوت" سے تعبیر کیا گیا ہے اس لیے شاید اسے "یواقیت الحرمین" بھی کہا جائے اور اس رسالہ کی یہ مؤخر الذکر وجہ تسمیہ اس کے آخر میں بیان کی گئی ہے۔

یہ رسالہ تین فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔



## فصل اول

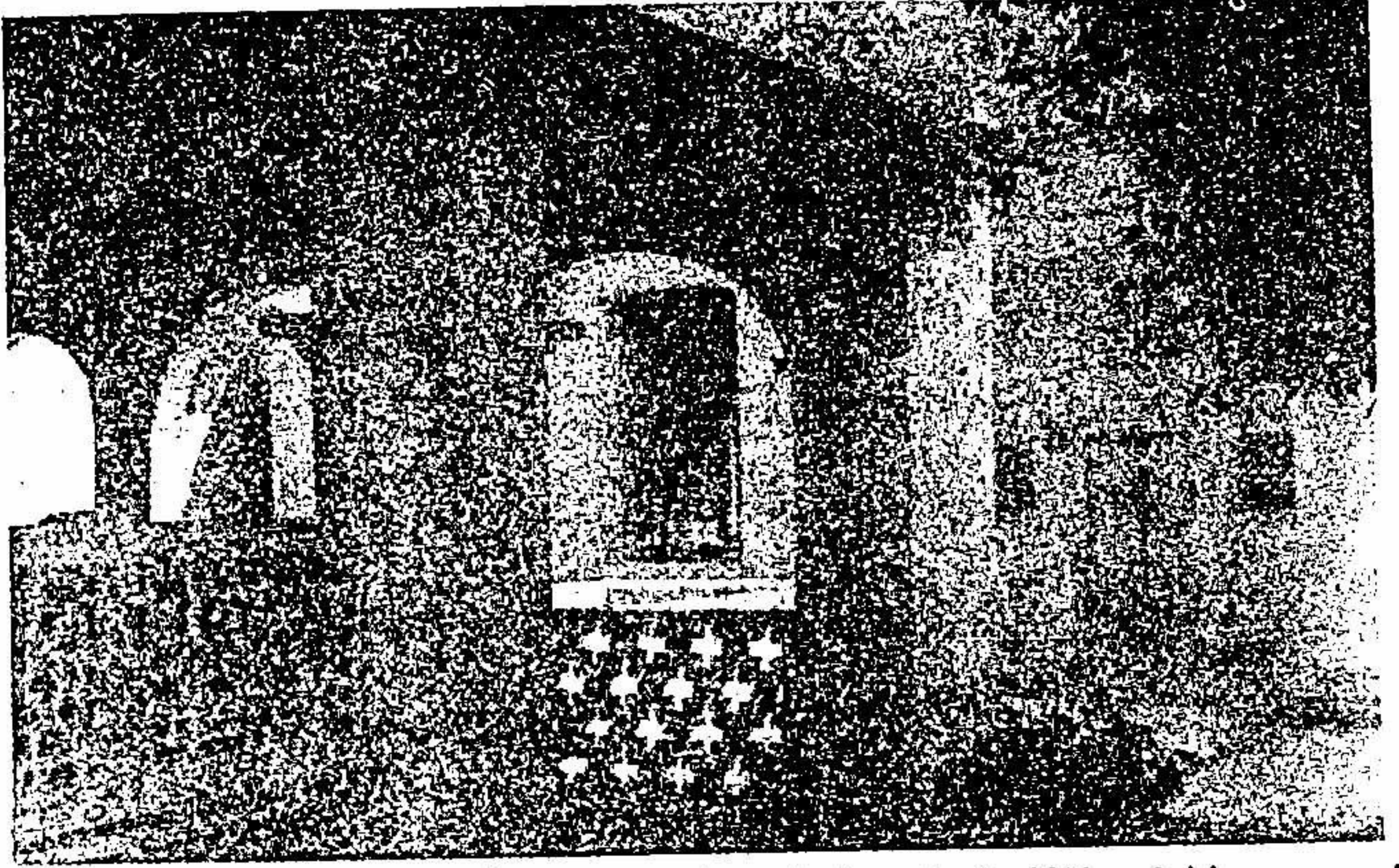
(حضرت خواجہ محمد معصومؒ) کے بعض ان مکاشفات اور الہامات کا بیان جو عربین الشریفین سے متعلق ہیں اور ان متبرک مقامات پر پہنچنے سے پہلے جن کا ظہور ہوا۔ اس فصل میں سات یواقتیت ہیں۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نماز فجر سے فراغت کے بعد سوچ نکلتے سے پہلے ساتھیوں کے ساتھ حلقہ ذکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ مشاہدہ ہوا کہ بہت سی جماعتوں میں سے عالم ملکوت میں فرشتوں نے میرا احاطہ کر لیا ہے اور نماز میں مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں اس سے حیرت زدہ ہوا اور پھر اس کشف کے راز پر توجہ مبذول کی تو بہت غور کے بعد معلوم ہوا کہ ”کعبہ حسنا“ میری ملاقات کے لیے آیا اور میرا احاطہ کر لیا اور عالم مثال میں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ جماعت جو کعبہ کو سجدہ کر رہی ہے دراصل میں ان کا مسجود ہوں۔

یاد رہے کہ اس قسم کا معاملہ حضرت خواجہ سلمہ کے والد ماجد امام ہمام ہادی انام حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ چنانچہ (اس رسالہ کے) مترجم کے والد شیخ بدرالدین جو حضرت مجدد کے خاص خلیفہ تھے، نے حضرت مجدد کے مقامات (حضرات القدس) میں اسے تفصیل سے لکھا ہے جو آپ کے بعد آپ کے خلیفہ رشید (خواجہ محمد معصوم) کے نصیب میں ہوا۔ (گویا) اسلاف کی نیکیاں ہی اخلاف کے لیے





Imam-i Rabbanî hazretlerinin camisinin bahçesinde Kâbe-i Muazzama'nın tecessüm ettiği yer  
 The place where the Holy Ka'ba-i Muazzama appeared, in the garden of Hadrat Imam-i Rabbanî 's mosque

۱۲۔ حضرت مجدد کی مسجد کا وہ مقام جہاں کعبہ حسنا نے نزول فرمایا۔ (مانخود از کتابچہ سرسند)



العام ہیں۔

### یا قوتیہ

جب ۱۰۶۷ھ میں حضرت خواجہ پرحرین الشریفین کی زیارت کے عشق کا غلبہ اور مواہبہ منورہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوة والسلام کے طواف کی آرزو کی انتہا ہوتی تو استطاعت کی کمی، زادراہ کی قلت اور سفر کے نقصان (کے پیش نظر) بعض دور اندیش دوستوں نے جہاز کی سواری، دریا (سمندر) کی طغیانی اور دیگر نقصانات کے خیال سے مشورہ کے طور پر آپ کو اس سفر سے منع کیا، لیکن آپ نے اس کے باوجود اس کا عزم کر لیا۔ چونکہ آپ نے اس سے پہلے اس قسم کا سفر اختیار نہیں کیا تھا اس لئے عقلی طور پر کبھی کبھی اس کے لیے تشویش اور دل مبارک میں اس کا قلق بھی ہوتا تھا۔

یہاں تک کہ ایک روز چاشت کے وقت جب مخدوم زادہ عالی درجہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو نہایت ہی مسرت کے عالم میں زبان گوہر قشبان سے یہ بیان فرماتے ہوئے پایا۔ کہ میں اس سفر مبارک کی کیفیت کے بارے میں متوجہ ہوا تو خود کو تمہارے تمام بھائیوں سمیت اس ”مقام شریف“ میں پایا اور عین طواف کی حالت میں دیکھا اور اشارہ کیا گیا کہ تمام مشکلات جو کہ ہماری نظر میں تکلیف دہ معلوم ہوتی تھیں آسان کر دی گئی ہیں اور اس سفر میں ظاہری و باطنی برکات کا اجرا کر دیا گیا ہے۔ پس ایسا ہی رونما ہوا جیسا کہ آپ سلمہ اللہ سبحانہ نے کہا تھا، اس کا ہر اعلیٰ و ادنیٰ نے مشاہدہ کیا۔

### یا قوتیہ

(ہندوستان سے روانگی کے وقت) ان ایام کی ”توجہات“ میں حضرت خواجہ پر یہ مکشوف ہوا کہ آپ کے یہاں سے چلے جانے کے بعد سرزمین ہند پر ظلمت اور بلاؤں کا ظہور ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہونے کے بعد



کمال شدت کے ساتھ دبا پھوٹ پڑی، خاص طور پر ”بلدہ سرہند“ سے ہر روز تین چار سو جنازے اٹھاتے جاتے تھے اور اس شہر کے لوگوں نے عجیب قسم کی سختیاں جھیلیں۔ اور شاہ جہان کے بیٹوں کے درمیان جنگ سخت نشینی کے باعث ”قتل عام، اختلاف سلطنت“، امور مملکت میں تبدیلی اور ایسا قحط عظیم رونما ہوا کہ ایک عالم تہہ و بالا ہو گیا۔

### یا قوتیہ

(سفر کے لیے) جہاز میں سواری کے ایام میں حضرت خواجہ کو عادی در و مفاصل کا عارضہ ہوا۔ ایک روز جبکہ مرض میں قدر سے افاقہ تھا، آپ نے دیر تک مراقبہ کیا تو اس کے بعد آپ کے چہرہ انور پر خوشی و فرحت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس کے بعد ”گریہ شوق“ سے بہت رقت ہوئی، مجلس کے ختم ہونے کے بعد مخدوم زادوں حضرت خواجہ محمد نقشبند خواجہ محمد عبید اللہ سلہما اللہ سبحانہ نے اس ”گریہ و ذوق“ کے بارے میں دریافت کیا تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس مرض میں مجھ پر اللہ جل شانہ کی برکات و عنایات کا اس کثرت سے نزول ہوا کہ ان کا بیان ناممکن ہے۔ اس مراقبہ میں اس بشارت کا مشاہدہ کیا جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنی آخری عمر میں میرے حق میں فرمائی تھی، اس بشارت کا تعلق ہے ”حضرت ذات بخت سے واصل ہونا“ جو بلند اور پاک ہے اور وابستہ ہے صفات ثمانیہ حقیقیہ کی ترقی سے اور کعبہ حسنا کی حقیقت سے مشروط ہے، ان صفات کے اصول کے مراتب و منازل طے کرنا جو کہ شیون ذاتیہ ہیں اور صرف اعتبارات ہیں۔ جب اس معاملہ میں غور کیا گیا تو اس بلند نسبت نے شرف ظہور فرمایا اور وہ اسرار درمیان آئے کہ جن کا اظہار نہیں کیا جاسکتا، اس نسبت کی بلندی کی راہ (وجہ) سے اس کیفیت کے حصول کے باوجود پھر بھی قدرے تردد واقع ہوا، تو اس واضح بشارت کے حصول کے لیے میں آہ و زاری کرنے لگا۔ ندا آئی تم کس موطن میں ہم سے جدا ہو، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے منحصر کر دیتا ہے۔



## یا قوتیہ

(حج کے لیے روانہ ہونے کے دوران) جہاز پر سوار ہونے کے دنوں میں آپ ایک روز فرمانے لگے کہ ان ایام میں حضرت قبلۃ الاولیاء مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ کثرت سے (عالم رویا میں) ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس رات دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی تشریف لائے ہیں اور میرے بڑے بھائی عارف سبحانی خواجہ محمد صادق ہمراہ ہیں اور زبیدۃ العارفین مخدومی خواجہ محمد سعید بھی حاضر ہیں آپ (حضرت مجدد) نے ہم تینوں بھائیوں کو تین "پشمن" چادریں عنایت کیں۔ مخدومی خواجہ محمد صادق نے اس چادر کو اس طرح لپیٹ کر پکڑ لیا کہ گویا اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور انہوں نے اُسے اپنے اوپر نہیں اوڑھا اور مخدومی و مکرمی خواجہ محمد سعید نے اس چادر کے ایک حصے کو پھیلا دیا اور دوسرے کو اپنے کندھے پر ڈال لیا۔ لیکن میں نے وہ چادر ساری ہی پھیلا دی اور اس کا تھوڑا سا حصہ اپنے اوپر اوڑھ لیا۔

## یا قوتیہ

عالی حضرت (خواجہ محمد معصوم) جب بندرگاہ منجنا سے حرم محترم کے لیے روانہ ہوئے تو آپ نے فرمایا اس صحرا کے تمام نشیب و فراز کو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے پُر دیکھا اور ان مقامات کی تمام اشیا کو "انوار کریمیہ" میں پوری طرح لپٹا ہوا دیکھا خود کو اس بحر انوار کی اتھاہ گہرائیوں میں پایا۔

۱۔ چادر سے یہاں مراد منصب ارشاد ہے اور اس کے پھیلانے اور اوڑھنے سے مراد ہے تبلیغ و ارشاد کی سعادت کا حصہ (رک بہ حواشی متن فارسی)

۲۔ منجنا، یمن کا ایک شہر ہے جو ساحل سمندر پر زبید اور عدن کے درمیان بندرگاہ ہے (یا قوت ۵/۶۷) سارے یمن میں اس قسم کا عالی شان بندرگاہ نہیں ہے (رازی: ہفت تعلیم ۱/۱۵) منجنا سے تجارت کے لیے عدن جاتے ہیں (المنجد ۸۴۱ - طبع ۲۳)



## یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ ۲۳ شعبان شب جمعہ کو مراد عہ سے صبحی کی طرف روانہ ہوئے (کذا) اور مخدوم زادہ والا گوہر حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ بھی حضرت خواجہ کے ہودے کے ایک حصے میں سوار تھے، فرماتے تھے کہ ان دنوں ”کعبہ حسنا“ کے بہت ہی انوار ظاہر ہو رہے ہیں، جہاز پر سوار ہونے سے لے کر آج تک اس کے ظہور سے مشرف ہو رہا ہوں اور آج وہ پہلے دنوں سے زیادہ ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک ساعت کے بعد مشاہدہ ہوا کہ وہ میری طرف آرہا ہے۔ اس طرح کہ مسکراتے ہوئے پوری بشارت سے دراز قد، سفید قام اور بہت سے انوارِ باناک سے پر سرخ لباس میں عورت کی صورت میں متمثل ہوا، اس قسم کے انوار مغرب کی نماز میں بھی ظاہر ہوتے۔ اس سے مخاطب ہونے تک یہی کیفیت رہی۔

یہ مکاشفہ عارفِ کامل شیخ ابن عربی کے اس مکالمے کی طرح ہے جو ان کا کعبہ حسنا کے ساتھ ہوا تھا۔ شیخ اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

کہ میں قیام کے دنوں میں ایک چاند رات میں جبکہ قدرے بارش بھی ہو رہی تھی، میں طواف کعبہ کے لیے نکلا، اور حجرِ اسود کے قریب پہنچا۔ اس سے پہلے میں خود کو کعبہ سے افضل سمجھتا تھا کیوں کہ حقیقتِ انسانی پتھر کی حقیقت سے افضل ہے۔

ناگاہ میں نے دیکھا کہ ”کعبہ حسنا“ ایک نہایت خوبصورت زینت سے آراستہ لونڈی کی شکل میں ظاہر ہوا کہ اس سے پیشتر ایسی خوبصورت لونڈی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنا دامن سمیٹا اور اس ہتھیار سے جو اس کے ہاتھ میں تھا مجھ پر حملہ کر دیا۔ اور کہا کہ تو نے میری کتنی قدر صانع کی، میں تجھے طواف نہیں کرنے دوں گی۔ اگر میں

۱۔ منتہی الارب (۲/۴۷۲ طبع لاہور ۱۳۲۲ھ) میں شقوف کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے ”لوسی از ہودہ داما الشقوف، فلیس من کلامہم“.....



دیوارِ کعبہ کی پناہ نہ لیتا تو اس کا ہاتھ مجھ تک پہنچ جاتا (حملہ برمن رسید) شیخ اکبر نے یہ حکایت بیان کرنے بعد لکھا ہے کہ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں اس مسئلہ میں (یعنی پتھر پر انسان کی فضیلت) غلطی پر تھا۔

## فصل دوم

حرمِ مکہ معظمہ (اللہ سبحانہ اس کے شرف کو زیادہ کرے) میں جو کچھ ظاہر ہوا، اس فصل میں بیس یواقتیت ہیں۔

### یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ جب میں مکہ مبارکہ میں آیا اور طواف کے دوران دیکھا کہ نہایت ہی حسین و جمیل مرد اور عورتیں ہمارے ساتھ شریکِ طواف ہیں اور اس جماعت کے طواف میں ایسا اشتیاق اور وابستگی دیکھی جو اس دنیا کے لوگوں میں نہیں ہوتی۔ وہ ہر وقت "بیتِ عتیق" کو بوسہ دیتے اور معالقتہ کرتے تھے۔ دیکھا کہ اس جماعت کے قدم زمین سے اُونچے ہیں اور ان کے سر آسمان تک پہنچے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اس طرح مشاہدہ ہوا کہ "کعبہ حسنا" بھی اس جماعت کے ساتھ آسمان کی بلندی تک چلا گیا ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ مرد دراصل فرشتے اور عورتیں عوریں تھیں۔

### یا قوتیہ

حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) سلمہ اللہ سبحانہ فرماتے تھے کہ جب میں عرفات جانے کے لیے نکلا اور اس وقت میرا قیام منیٰ میں تھا۔ میں نماز کے لیے مسجدِ خیف میں گیا۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے۔ اس کے قریب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم



نے خیمہ نصب فرما کر قیام کیا تھا۔ اور پھر یہ پیغامبروں میں سے حضرت موسیٰ اور ہارون کا مقام ہے اور جیسا کہ احادیث میں ہے اس مسجد میں ایک مینار بھی ہے جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور میں مذکورہ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت شان و شوکت سے ورود ہوا اور اس وجود شریف اور عنبر لطیف صلی اللہ علیہ وسلم سے زمین و آسمان اس طرح منور ہو گئے کہ تمام اشیاء ان انوار میں گویا ڈوب گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ورود گویا شکرت خداوندی کے مشاہدہ اور اس مبارک جگہ کے معائنہ کے طور پر ہوا تھا۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ باہ روان کی گیارہ تاریخ کو ایام تشریق میں جب کہ آپ منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے، زیارت کے لیے شہر میں آئے، تو فرمانے لگے کہ جب میں طواف سے فارغ ہوا تو ایسا مشاہدہ ہوا کہ حج کے ثواب اور اس کی قبولیت کے کاغذ پر مہر لگا کر مجھے عنایت کیا گیا ہے اگرچہ شیطان پر پتھر برسانے کا عمل باقی تھا لیکن ادائیگی ارکان کے اعتبار سے گویا حج مکمل ہو چکا تھا۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ مکہ معظمہ میں اقامت کے دوران اکثر طواف میں مشغول رہتے تھے اور ان ایام میں آپ اس عبادت کو دوسری عبادات سے زیادہ اہم شمار کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ عجیب امور اور نادر چیزیں مشاہدہ میں آتی ہیں۔ اکثر اوقات یہ دیکھا گیا کہ ”کعبۂ حسنا“ ہم سے معالقتہ کر رہا ہے اور کامل اشتیاق سے بوسے لیے گئے۔ ان ایام میں ایک روز مشاہدہ ہوا کہ وہ انوار و برکات جو مجھ سے نکل رہے ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ انہوں نے تمام اشیاء کو ڈھانپ لیا ہے اور فضا ان سے بھر

۱۔ عید الاضحیٰ کے بعد تین دن جن میں گوشت خشک کیا جاتا ہے (المنجد شرق ۳۸۲، دستور العلماء ۱/۲۹۶)



گئی ہے اور اس کے پہلو میں دوسروں کے انوار معدوم (لاشی) ہو گئے جب میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو یہ ظہور ہوا کہ میں اپنی اصلیت سے ماوراء ہو کر حقیقت کعبہ حسنا ہو گیا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام انوار مجھ سے ظاہر ہوتے اور میں نے دیکھا کہ بہت سے صاحب باطن حاضر ہیں اور کعبہ حسنا کا طواف کر رہے ہیں۔

چنانچہ بادشاہوں کے خدام وہاں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ نے ۳ محرم الحرام کو اہل معالیٰ کی زیارت کی، فرماتے تھے کہ یہ مقبرہ اپنے مدفونین کے اعتبار سے اعلیٰ مقام اور کثیر انوار کے لحاظ سے تمام مقابر سے مستثنیٰ ہے۔ جب آپ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی تربت وہاں ہے، پر پہنچے تو وہاں توقف کیا اور فرمایا کہ گویا بحر انوار موجزن ہے اور ان (حضرت عبدالرحمن) سے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کے کمالات تاباں و درخشاں ہیں۔

اس کے بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے روضہ منورہ پر اپنے اصحاب کے ساتھ دیر تک مراقبہ کیا اور فرمایا کہ — اہبات المومنین میں سے سب سے بڑی ام المومنین نے اس قدر الطاف و عنایات و عطیات فرمائے کہ ابھی تک کسی سے، اس قسم کے الطاف کا ظہور نہیں ہوا۔ اور میں نے محسوس کیا یہ عفت مآب کمال درجہ کے اہتمام اور کثرت اعتنا کے باوجود حجاب سے باہر تشریف لا کر کھڑی ہو گئی ہیں، انعام و عطا میں مصروف ہیں اور فرمایا کہ فلاں فلاں کو بھی یہ نعمت دے دینا۔ اس طرح بہت کچھ فرمایا۔ ان تمام عجیب امور اور نادر نعمتوں میں سے جو مجھے انہوں نے عطا کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شریفہ اپنی انتہائی ”علو، غایت رفعت اور اصالت“ سے اس طرح محسوس کروائی کہ گویا کمالات نبوی علی مصدرہ الصلوات والسلام میں لپٹی ہوئی ہے۔



فرماتے تھے کہ جب میں فاتحہ سے فارغ ہوا تو حضرت ام المومنین حجاب سے پھر باہر تشریف لائیں گویا وہی فاتحہ اور اجازتِ رخصت تھی، اس کے بعد میں نے ہر چند ان کے ظہور کے لیے توجہ کی لیکن ظاہر نہ ہوئیں۔

اس کے بعد اُس احاطہ میں جہاں حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان بن عیینہ اور دیگر بہت سے جلیل القدر مشائخ کے مزار ہیں، میں گئے اور حضرت فضیل کی شان میں بہت سے تعریفی کلمات فرمائے اور کہا امتِ مہومر کے بڑے مشائخ میں میں سے چند ایک ایسے ہیں جو سب سے مستثنیٰ اور علیحدہ شان کے مالک ہیں، اس جماعت میں حضرت فضیل بھی شامل ہیں۔

اس کے بعد آپ اس شخص کی قبر پر گئے جو ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے اخذ طریقہ میں مصروف ہوا تھا، لیکن عقل کو تازہ نہ دھوکہ دیا اور وہ دوسری جماعت میں شامل ہو گیا، تو وہاں (قبر پر) توقف کیا اور فرمایا کہ وہ خوف زدہ، مغموم اور غمامت سے سر جھکاتے ہوئے ایسی عجیب حالت میں ظاہر ہوا کہ کیا بیان کیا جائے۔ میں نے اس کے حال پر ہر چند توجہ کی لیکن اس پر اس کا بہت کم اثر ہوا، فرمایا کہ عینب کا علم اللہ سبحانہ کو ہے جو اس کی طرف گیا اس نے سعادت پائی، اور جس نے اس کے سامنے التجا کی وہ کامیاب ہوا (مراد پائی)۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ بعض ان مشائخ (کے مزارات کی) زیارت کے لیے بھی گئے جنہوں نے حضرت خواجہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے معرفت حاصل کی اور آپ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ (ان میں سے) ایک کی قبر پر کچھ دیر اپنے اصحاب سمیت مراقبہ کیا اور واپس پہنچ کر فرمایا کہ وہ بڑی عجیب حالت میں ظاہر ہوا تھا۔ وہ اس قدر شرمندہ تھا کہ سر اٹھا کر ہمارے ساتھ نظریں بھی نہ ملا سکا۔ اس کا سبب جب اس سے



پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ ساری حالت حضرت مجدد الف ثانی کی اتباع سے وگرنہ ان کی باعث ہوتی ہے کہ اس حقیقتِ حال کو جاننے کے باوجود کہ آپ اپنے وقت کے امام تھے، میں نے ایسا نہ کیا۔

### یا قوتیہ

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تحریرات میں حقیقتِ کعبہ حسانہ کی تحقیق کے سلسلہ میں مختلف عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے حضرت خواجہ دامت برکاتہ نے ایک دوسرے پر منطبق کرنے کی کوشش کی اور انہیں جمع کرنا چاہا۔ عالم غیب سے اس کی حقیقت کے ظہور کے لیے التجا کی اور وہ طالبانِ یقین جو آپ سے وابستہ تھے وہ ان معارف (کے نتائج) سننے کے امیدوار و منتظر تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز مکہ معظمہ میں قیام کے دوران آپ نے نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ عالی مرتبہ مخدوم زادوں سے جو خلوت میں آپ سے استفادہ کر رہے تھے، فرمایا جب میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو اس عجوبہ نش حقیقت کی اصل الاصل مل گئی یعنی حقیقتِ کعبہ کو تمام حقائق پر فائق دیکھا اور محسوس ہوا کہ تمام اشیاء کے حقائق اُسے (حقیقتِ کعبہ) سجدہ کرتے ہیں اور مقامِ عبودیت سے متعلق تمام مراتب حتیٰ کہ نبوت اور رسالت بھی اس عالی ترین حقیقت (کعبہ) سے نازل ہوتے ہیں۔ جس مقام پر امکان کا اثر اور عابدیت کا ثابہ ہے۔ اسی حقیقت پر اس کی انتہا ہے۔ اس کے ماوراء صرف عبودیت رہ جاتی ہے۔ پس ناچار یہ حقائق (جو بیان کئے گئے ہیں) ملکی و بشری ہیں۔ کیونکہ وہ حقیقت و حقیقت مجرد اعتباراً ہے، ذاتِ بحت پر یہی چیزیں حجاب بن گئی ہیں۔ ان معنی میں نہیں بلکہ جو سہ اوقات میں وہ اللہ تعالیٰ پر زائد نہیں بلکہ عظمت ذاتیہ کے معنوں میں۔ یہ تو اس کی کبریائی کے لوازم میں ہے۔ اور یہی کیفیت اس کا ایک حجاب بن گئی ہے۔ پس اس کی حقیقت کچھ نہیں

۱۔ یعنی اعتبار کر لیا جاتے کہ اس کے اندر بھی ایک تجرد ہے۔



صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتبار۔

جب دوبارہ نظر کی گئی اور فکر کی گہرائی میں گئے تو ایک بہت "دقیق سر" منکشف ہوا اور وہ یہ کہ آگاہ کیا گیا کہ "حقیقت کعبہ حنا" تمام قرب اور بیان شدہ منزلت کے باوجود یعنی عبور کرنا اور ان سرادقات کے ماوراء چڑھنا، حقیقت یہ ہے جیسا کہ عبارت میں واضح کیا گیا ہے، دراصل ترقی یا عروج تو انسان کا خاصہ ہے۔ کوئی بھی اس امر میں اس کے ساتھ شرکت نہیں رکھتا۔ پس کعبہ کی جو اپنی حقیقت ہے۔ اس کے ماوراء اس کا کوئی نصیب نہیں، اور یہ بھی محسوس ہوا کہ انسانی افراد میں جو کامل ترین ہیں خصوصاً حبیب، خلیل اور کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا طبعی اجزاء حقیقت کعبہ سے متاخر ہے۔ ترقی اور عروج کی وجہ سے ان کی عظمت کے سرادقات کے ماوراء سے ان کو "نصیب" ملا اور گزر ہوا۔ یہ متحقق ہے۔ پس کعبہ مکرمہ ہر چند اپنے اصلی مقام کے اعتبار سے تمام عالم کے افراد کے حقائق پر فوقیت رکھتا ہے۔ مگر ترقی اور عروج جو کہ انسان کا خاصہ ہے، کے ذریعہ بعض کامل ترین افراد کو اس حقیقت کے بھی "اوپر" متحقق "میسر" ہے۔ اس لحاظ سے کعبہ ان کے انوار کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ کعبہ اور بعض کامل افراد میں ایک اور فرق واضح ہوا (اور وہ فرق) مکان اور مرتبہ کے اعتبار سے ہے اور روحانیت میں سے بعض جیسا کہ فرشتے وغیرہ جو ہر چند انسان سے بلند ہیں۔ اس امر کو جو مناسب مکان ہے مگر وہ منزلت اور درجہ جس پر فضیلت کا مدار ہے، آدمی کو معلوم ہو گیا۔ جیسا کہ عالم مجاز میں حقیقت کا مرتبہ مشاہدہ میں آجاتا ہے۔ ہر چند غلام، سلطنت کے خادم و زریروں کی نسبت بادشاہوں سے زیادہ قریب ہوتے ہیں، لیکن وہ درجہ جو وہ زریروں کو حاصل ہوتا ہے وہ غلاموں کے نصیب میں نہیں۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ پہلی مرتبہ عاشورہ کے روز جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو فرمایا، کہ اس بیت شریف کے اندر وہ نادر اسرار اور عجیب مطالب معائنہ میں



آئے کہ ان کا اثر باہر محسوس نہیں ہوتا، چنانچہ "عالم مجاز" میں اندر اور باہر کا فرق واضح ہے۔ یہ حقیقت دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ "خلوت خاص" اور "خاص مجلس" کا تعلق "اندر" سے ہوتا ہے اور "باہر" ایسے امور بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

### یا قوتیہ

مخدوم زادہ عالی درجہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہے کہ مکہ معظمہ میں اقامت کے دوران حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے برادرِ کلاں قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ جو ان دنوں شدید قسم کے مرض میں مبتلا تھے، دفع مرض کے لیے توجہ کی، اور گڑ گڑا کر حضور خداوندی میں التجا کی، دُعا کے لیے ہاتھ مبارک اٹھائے، فرمایا حد امکان تک حضور و خشوع کیا گیا تو مشاہدہ ہوا کہ مختلف اقسام کی مخلوق نے ہزاروں ہاتھ اٹھا کر میری موافقت کی اور دُعا میں میری اتباع کی، بلکہ تمام حقائق اسما و صفات الہی جل شانہ اور اس کے اصول و ضلال بھی اس مراد کے حصول کے لیے میرے ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میں ذات بحت کی طرف رجوع ہوا جو پاک اور مقدس ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے اور وہ (برادرِ بزرگ) صحتیاب ہو گئے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں طواف کر رہا تھا کہ کعبہ حسنا نے میرے ساتھ معالقت کیا اور عجیب قسم کے شوق سے مجھے اپنی گرفت سخت میں لے لیا۔

### یا قوتیہ

مخدوم زادہ گرامی مرتبہ خواجہ محمد سیف الدین سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت خواجہ طواف سے فارغ ہو کر رکنِ میانی کے سامنے اس مقام پر جہاں سرِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے، نماز وتر میں مصروف ہوئے، فرماتے ہیں کہ (وہاں)



ایسا محسوس ہوا کہ فرشتوں کی کثیر تعداد رکن میانی کے نزدیک حاضر ہے۔ جو اس حدیثِ نبوی علی مصدرہا الصلوات والتسلیمات کی تائید ہے کہ رکن میانی کے نزدیک ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ معائنہ بھی کیا کہ وہ جماعت اپنی جگہ سے منتقل ہو کر میرے ارد گرد جمع ہو گئی ہے اور ان کے ہاتھوں میں قلم و دوات ہے۔ انہوں نے مجھ سے "حقیقت معاملہ" کے بارے میں کچھ لکھوایا اور چلے گئے۔

### یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ پنجشنبہ کو سحر کے وقت بعض کمالات کے حصول کے لیے تضرع و التجا کی ایک ساعت کے بعد اس آہ و زاری کا پھر غلبہ ہوا اور میں نے کہا بندہ کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ارادت رکھے اور یہ خطرہ ایسے انشراح صدر میں تبدیل ہوا کہ "بسطنِ عظم" پیدا ہو گیا۔ نماز کے بعد حلقہ ذکر میں دیکھا کہ مجھے ایک عالی شان خلعت عطا ہوا ہے۔ ناگاہ، مجھے خیال ہوا کہ یہ کیسا خلعت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ ایک روز "مصلا تے مالکی" پر حلقہ ذکر میں بیٹھے ہوئے تھے اور استغراق، توجہ اور مراقبہ میں مصروف تھے، فراغت کے بعد ایک حلقہ منعقد کیا، اس میں فرمایا کہ آج "مجلس سکوت" کے دوران "خلعت ارشاد" کمال درجہ کی شان کے ساتھ اپنے اوپر دیکھا اور خود کو اس وقت مرتبہ ارشاد کے اتنا مطابق پایا کہ اس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں ہے۔ وقت کا تقاضا اور قیامت کے قرب کی وجہ سے اس کا ظہور جیسا کہ وہ (مرتبہ ارشاد) ہے، جلوہ گر نہیں ہوتا۔ نیز اس مجلس سکوت میں محسوس ہوا کہ مجھے قلم و دوات عنایت کیا گیا ہے۔ چنانچہ منصب وزارت بھی دیا گیا۔ اس لیے عالم ملک و ملکوت کے دفاتر کے ظاہری و باطنی احکام حضرت خواجہ کو تفویض ہوئے اور آپ عالم پناہ



ہو گئے اور امور کی تجویز و تصحیح کے لیے آپ کی شخصیت مسلم ہو گئی۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ جب دوسری مرتبہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ بیت شریف کے اندر اس قدر "اسرارِ خفیہ" کا ظہور ہوا کہ وہ کبھی باہر محسوس نہیں ہوتے تھے۔ اور وہاں مجھے سبز رنگ کا خاص خلعت بھی عطا ہوا۔

### یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ بیت اللہ شریف کے گرد رُوحوں کو میں حاضر اور طواف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اکثر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور میرے بڑے بھائی عالم ربانی عارف سبحانی شیخ محمد صادق ان رُوحوں کے ساتھ طواف کرتے ہوئے پاتے گئے اور بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات کو وہاں حاضر اور طواف کرتے ہوئے مشاہدہ کیا۔ لیکن ان کا طواف تکلفاً نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ صرف شوق کے تحت تھا۔ چنانچہ حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلامات میں ہے کہ معراج کی رات جب حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ صلی اللہ علی نبینا وعلی آلہم و سائر الصالحین۔

### یا قوتیہ

۱۔ صفر کو مکہ معظمہ میں اقامت کے دوران ارکان حج سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ محمد معصومؒ اپنی اقامت میں جو باب ابراہیم اور باب وداع کے درمیان مسجد سے باہر واقع ہے، بیٹھے ہوتے تھے اور "بلند درجات مخدوم زادے" بھی خدمت عالی میں حاضر تھے۔ حضرت خواجہ "تحقیق فنار اتم، نفی معالم اور انتقار شرک خفی" کے بارے میں عالی شان کلمات القافر مارہے تھے۔ اس اثنا میں حضرت امام ہمام قبلۃ الاولیاء مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایک قول کا بیان ہوا کہ ایک روز آپ نے ایک تقریب میں عارف کامل



شیخ محی الدین ابن عربی کا یہ واقع بیان کیا کہ شیخ قدس سرہ اس آیت کریمہ *وان من شی  
 الا یسبح بحمدہ* کی تاویل میں لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے جگہ کی ضمیر خود شی ہی کی طرف راجح  
 ہو یعنی اس ضمیر کا مرجع خود شی ہو۔ یعنی اس کی رُو سے ”شُرکِ نخعی کے دقاتق“ سے مکمل طور پر  
 باہر نہیں آتے اور اس کی اپنی ذات درمیان ہے، ایسی حمد اللہ تعالیٰ کی جناب کے لائق نہیں  
 ہے اور اس مقدس جناب تک نہیں پہنچتی بلکہ حمد کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔ حضرت مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ عنہ اس معرفت کو پسند کرتے اور فرماتے تھے کہ اس وقت جب میں نے  
 نظر کشف سے اس پر توجہ کی تو تمام عالم میں سے کسی کو ”دائرۃ نفی و انتفا“ کو تمام کرنے والا  
 اور شرکِ نخعی کے دقاتق سے باہر آیا ہوا نہیں پایا۔ اور ایسا محسوس کیا کہ اس وقت ہر ایک  
 اللہ جل شانہ کا ذکر کرنے والا اور کلمہ توحید پڑھنے والا جب تک شرک کی تنگ وادی سے  
 باہر نہیں آتا، وہ جو کچھ کر رہا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتا بلکہ کہنے والے کی ذات کی  
 طرف لوٹتا ہے تو کلمہ طیبہ لا الہ الا انہ اس کے حق میں *الا انا* (مگر ہم) ہو جاتا ہے اور کلمہ طیبہ سے  
 اس کے حق میں ”الا انا“ حاصل ہوتا ہے۔ فرماتے تھے کہ خود کو اس حکم سے مستثنیٰ پایا اور اللہ جل شانہ  
 کے کرم اور عنایت سے میں نے دیکھا کہ وہ ”اثبات“ جو مجھ سے واقع ہوا وہ جناب قدس  
 حضرت وہاب جل شانہ تک پہنچ گیا ہے اور اس کے مرتبہ عالیہ کے لائق ہے۔  
 یہ نقل کرنے کے بعد حضرت (خواجہ محمد معصوم) دامت برکاتہ فرماتے تھے اللہ سبحانہ و  
 تعالیٰ نے کمال مہربانی و کرم سے وہ مقام مجھے عنایت فرمایا اور (اس مقام اثبات میں) مجھے  
 حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا شریک بنایا اور محسوس ہوتا ہے کہ وجود کے تمام مرتبوں  
 میں سے کسی مرتبہ (خلق اور امر) جو عالم خلق اور امر کے لطائف ہیں، شرک کا شانہ تک  
 نہیں رہا۔

یہاں متحقق ہو گیا اور جب نفی کا مقام تمام و کمال منتہی ہوا تو مرتبہ اثبات میں سے

یعنی لا الہ (نفی) الا اللہ (اثبات)



خط وافر اور نصیبِ کامل کا حصول ہوا۔ اس وقت عارفِ مخلص ہو جاتا ہے چونکہ اس کی تمام ذات و صفات اللہ سبحانہ کے لیے ہوتی ہیں اس لیے اس کا کوئی عمل تصحیح نیت کا محتاج نہیں ہوتا، اگرچہ اس کی نیت پر احتمال ہی کیوں نہ کیا گیا ہو، پھر بھی وہ تعین کی محتاج نہیں ہوتی۔ اس وقت وہ اپنے میں کوئی آرزو نہیں پاتا وہ اور اس کے لطائف ہی ہوتے ہیں کہ اُسے (تمام حاجتوں سے) مبرا کر دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اس مدعا پر یہ شاید ہے کہ میں ایک روز مسجد حرام میں باب الوداع کے قریب کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ ذکر لسانی ختم کرنے کے بعد جب مراقبہ میں مصروف ہوا تو محسوس کیا کہ کعبہ حسنا اپنے مقام سے منتقل ہو کر اپنی صورت اور حقیقت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوا ہے، اس وقت یہ محسوس ہوا کہ اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا حتیٰ کہ دیواریں اور چھت بھی اس سے خالی ہے۔ اور اپنی لطافت و محاسن کے اظہار کے طور پر مجھے اپنی آسغوش میں لے لیا۔ اس وقت میں ذکر لسانی کا مراقبہ بھی کر رہا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ جب بھی میں کلمہ طیبہ پڑھتا تھا کعبہ میرے بوسے لیتا تھا۔ چونکہ کعبہ اس وقت اپنے اصل الاصل مقام سے ہٹا ہوا تھا اس لیے جب تک کلمہ مبارکہ کا اثبات (الا اللہ) اس مقام تک واصل نہ ہو اس بارگاہ میں مقبول نہیں ہوگا، اس امر کے مشاہدہ سے اس عالی مقام کے حاصل ہونے کی پوری امید ہو گئی ہے۔

### یا قوتیہ

بڑے مخدوم زادوں سے منقول ہے کہ ماہ شعبان کے نصف میں حضرت خواجہ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت حرمِ محترم سے وداع کا وقت بھی قریب آ رہا تھا، فرمایا کہ اس وقت ”عظیم الطاف و عطیات“ مرحمت ہوتے اور انکشاف ہوا کہ وہ جواہر سے آراستہ سبز رنگ کا

۱۔ مخلص (فتح لام) یعنی وہ طالب جس کو خدا نے شرک سے پاک کر دیا ہو۔ اور مخلص یعنی جس کی عبادت خالص اللہ ہی کے لیے ہو۔ (یہاں اول الذکر کا مفہوم ذہن میں رہے)



خلعت جو عطا ہوا ہے دراصل وداعی خلعت ہے۔ اس کے بعد اجازتِ رخصت اور اس سفر میں ہمراہی صاحبزادگان کے لیے عنایات کے حصول کے لیے متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ان سب کے لیے الگ الگ خلعت عنایت کئے گئے۔ الحمد للہ علی ذلک اور فرماتے تھے کہ مقامِ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے نزدیک ”مناسبت“ غریبہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لیے وہ مقام ”اسرارِ خلعت“ سے مملو ہے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ گیارہ ربیع الاول کو، جو کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوة و سلام کا ”شبِ مولود“ ہے۔ فرمایا آج ہم نے اپنے (منصب) ارشاد کے بارے میں اللہ جل جلالہ کے حضور تضرع کے ساتھ التجا کی کہ اسے ترک کر دینا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے؟ پس ہمیں اس جلیل القدر امر پر مامور رکھا گیا۔ اس کے اہتمام کے لیے کامل رضا کا ظہور ہوا، اور اس کے ترک کرنے کے بارے میں کوئی اشارہ نہ ہوا۔

### یا قوتیہ

جب آپ مکہ معظمہ سے جدہ پہنچے، تو فرمانے لگے۔ حرم شریف سے باہر بھی انوار د اسرار ان انوار سے زیادہ نظر آتے ہیں جو حرم کے اندر دیکھنے میں آتے ہیں حضور میں انوار کی شعاعوں کے غلبہ کے دوران دیکھنے کے سوا چارہ نہیں ہے اور انسانی فہم انکا احاطہ نہیں کر سکتا، اجتماعِ خاطر رہنجامِ قلب، میں ”انوار“ فہم و ادراک کے قریب آجاتے ہیں۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ ۱۸ رجب المرجب بروز شنبہ کو مکہ مشرفہ میں روانگی کے وقت مصلاتے مالکی پر اپنے اصحاب کے ساتھ ”حلقہ ذکر“، ”مراقبہ و سکوت“ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمانے لگے کہ اس مجلس میں ایسی ”غیبت“ و ”رُبودگی“ کی حالت تھی کہ اس میں کسی نے مجھے ”عظیم عنایات و عطایات الہیہ“ کے ورود سے



آگاہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایسا ”فاخرہ لباس“ جلیل القدر خلعت اور اس سے ضیا اور انوار کی اس قدر شعاعیں ظاہر ہو رہی تھیں کہ ان کی کوئی مثال نہیں بلکہ صرف نور ہی نظر آتا تھا، جو مجھے پہنایا گیا۔ اس کے بعد وہ بقعہ نور برخواست ہو گیا اور میں مسجد سے باہر آ کر لیٹ گیا تو مذکورہ خلعت کو اپنے اوپر پایا۔ اس کے بعد پھر وہی ”غیبت“ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی اثناء میں یہ ندا آئی کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ یہی لباس پہنتا ہے جو اس کے نمایاں شان نہیں ہے چنانچہ حدیث قدسی میں اس طرح آیا ہے۔ کبریا فی اور عظمت میری دو چادریں ہیں (یعنی دو صفات ہیں)

جان لینا چاہیے کہ اس قسم کے معاملات اسرار میں داخل ہیں اور ظاہری معنی بیان کرتے وقت ان کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ (ظاہر مصروف)

## فصل سوم

آپ کے ان مکاشفات اور الہامات کا بیان جو مدینہ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ الف الف صلوة والسلام میں اور وہاں سے مراجعت کے دوران اور مکہ معظمہ پہنچنے تک (وارد ہونے) یہ فصل ۲۶ یواخت پر مشتمل ہے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ دامت برکاتہ مکہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستے بھر مقامات مقدسہ (مشاہد) کی دریافت اور تجسس کرتے رہے خواہ وہ آثار ہوں یا مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لے ”دراز کشیدن“ کا یہ مفہوم فرہنگ معین سے مانور ہے۔



جہاں تک ممکن ہوتا تھا اپنے آپ کو وہاں تک پہنچاتے تھے، اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کی زیارت کے لیے بھی بہت کوشش کی، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہے جب وادی بدر سے صفراء کے لیے روانہ ہوتے تو راستے سے ورے آپ حضرت عبیدہ بن حارث جو کہ غزوہ بدر میں زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے اور صفرائیں مدفون ہیں کے مزار کی زیارت کیلئے گئے۔ آپ نے کچھ دیر اپنے ساتھیوں سمیت وہاں مراقبہ کیا اس کے بعد آپ اپنے قافلہ میں واپس آگئے، تو فرمایا میں نے ان کی قبر پر توجہ کی، انہیں اس میں نہیں پایا، لیکن ایک ساعت کے بعد ہی کمال شان و مرتبہ سے ظاہر ہوتے اور ہماری طرف آتے اور بڑی خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ تھوڑی دیر ہمارے ساتھ ٹھہرے پھر چلے گئے۔ گویا کسی امر الہی میں مصروف تھے یعنی جہان نوازی کے لیے آئے تھے اور پھر اسی کام کے لیے چلے گئے۔ جوں جوں مدینہ معطرہ نزدیک آ رہا تھا "کثرت شوق" اور انوار کی شعاعوں کے "شدت ظہور" سے غالباً بیدار رہے، علی الصبح مدینہ رسول علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام میں پہنچے، "روضہ منورہ" اور مسجد شریف کی زیارت کے آداب بجالائے۔ "روضہ معطرہ شریفہ" سے انتہائی مہربانی اور عنایات ہوئیں، غیر حاضری کا سبب دریافت فرمایا اور انعامات و عطیات کا ظہور ہوا۔

تین چار روز کے بعد مدینہ منورہ کے چند لوگوں نے آپ سے بیعت ہونے کی استدعا کی، آپ نے کمال ادب سے ان جلیل القدر امور کے بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور مواہبہ کریمہ پر اس سلسلہ میں مراقبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر عظیم کے لیے کامل رضامندی اور اس کام کے لیے انتہائی اہتمام کا ظہور ہوا، چنانچہ اسی طرح کعبہ حسنا میں ہوا تھا۔ نہایت عالی شان خلعت ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس سے عنایت ہوا۔ اسی طرح حضرات شیخین (حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے "انوار و عنایات" بھی۔ ان اصحاب کا قرب



سرور انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰت والبرکات کے کمالات سے مزین ہو کر ظاہر ہوا۔ اور اکثر مشاہد و مقامات مقدسہ خصوصاً مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰت والتحیۃ، مواہبہ شریفہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جائے سکونت پر ظہور انوار کا ورود اور ان مقامات پر اسرارِ مکنونہ جس کمالِ ظہور کے ساتھ موجزن ہوتے، بیان فرماتے رہتے تھے اور حضرت امامِ اہل مجد والفت ثانی قدس سرہ کے کمالات اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا مرتبہ ان مقامات مقدسہ پر معلوم ہو گیا۔

اس کے بعد آپ جنت البقیع کے مزارات پر گئے، حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایات اور الطاف، اہل بیت اور اہل بیت مومنات نے مہربانیاں کیں۔ اسی طرح حضرت صدیقہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمالات نے لا محدود کمالات کا اظہار فرمایا، فرماتے تھے اگرچہ حضرت صدیقہ کا مدفن بقیع ہے لیکن حجرہ شریفہ جو آپ کا گھر ہے اور اکثر اوقات ام المؤمنین کو حجرہ شریفہ نبوی میں پایا اور مسجد شریف کو بھی ان کے انوار سے مملود دیکھا۔ فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قدر الطاف محسوس کئے اور میرے حال پر ان عنایات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ کیا بیان کیا جائے؟ حضرت صدیقہ نے حضرت خواجہ کی جتنی امداد و اعانت فرمائی اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ نے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے توسل سے حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰت والسلام والتحیۃ کے حضور شفاعت کی درخواست کی، جب شفاعت کا اثر بہت جلد ظاہر ہو گیا تو یہ راز معلوم ہوا کہ وہ توسل بہ عجلت تمام خود حضرت صدیقہ حبیبہ نے اپنی طرف منتقل کر لیا تھا اور ام المؤمنین فوراً یہ التماس لے کر جناب مطہر رسول اللہ علی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچ گئیں۔ اور خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو مبارک میں جلوہ افروز ہوئیں۔ "لوازم محبت اور موافقت کے آثار" کا ظہور ہوا، اور حضرت خواجہ کی التماس جناب مقدس نبوی علیہ وعلی آلہ الصلوٰت



والبرکات کے حضور عرض کر دی۔ آپ نے جو کچھ چاہا اس ”دراگاہِ معالیٰ“ سے حاصل کر لیا۔  
حضرت فاطمہ زہرا علی ایہا علیہا السلام کے کمالات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ”شب مولد“ میں ظاہر ہوئے اور اس شب کو ”حجرہ شریفہ“ میں اہل بیت کا  
”اجتماع عظیم“ اور بے پایاں سرور کا معائنہ کیا۔

### یا قوتیہ

ان جملہ عنایات الہی جل شانہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ کو اپنے مریدین  
کی کثیر تعداد کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”حجرہ مقصورہ منورہ“ کے اندر  
داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب آپ اس عالی شان مقام کے اندر داخل  
ہوئے تو آپ اور آپ کے ساتھیوں پر عجیب رقت اور بہت ہی ”فرورفتگی“ طاری  
ہوئی۔ دیر تک مراقبہ کی حالت میں کھڑے رہے اور سر اور چہرے کو خاص پردے اور  
حجاب کے اندر ہی رکھ کر نہایت عاجزی سے اس خاک پاک کو پیشانی پر لگایا اور اسے اپنے  
لیے عزت اور اپنی انتہائی معراج خیال کیا۔ اس کے بعد اس ”مقام عالی“ سے باہر آ گئے۔  
کچھ دیر حضرت فاطمہ زہرا کے روضہ جو کہ ”حجرہ شریفہ“ کے متصل ہے، کھڑے رہے فرماتے  
تھے کہ جب میں اس مقام پر پہنچا تو محسوس کیا کہ حضرت رسالت خاتمت علیہ وعلی آلہ  
الف الف صلوة والسلام نے نہایت ہی شان و شکوہ والا خلعت جس پر سونے اور چاندی  
کا کام کیا ہوا تھا اور جو بہرات و یواقیت سے مرصع تھا، عطا کیا۔

فرماتے تھے اگرچہ میں ”روضہ منورہ“ سے دُور سے دُور تر جا رہا تھا لیکن اس خلعت  
کے ”ضیاء و انوار“ زیادہ ہوتے جلتے تھے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب کے  
وقت وہ ”انوارِ کریمہ“ مستور و مغلوب تھے۔

### یا قوتیہ

ایک روز مدینہ منورہ کے قیام کے دوران حضرت خواجہ کے اصحاب میں سے ایک



نے آپ کی خدمت میں اس وقت کے دوسرے مشائخ کے "احوال و مقامات" بیان کئے بتقاضای غیرت آپ کے مبارک دل میں خطہ گزرا ہوگا، اس لیے نسبتوں کا اندازہ لگانے کے لیے توجہ کی، تو آپ کی نسبت کی تجلی ظاہر ہوتی جس کے انوار سے تمام عالم پُر ہو گیا۔ اور اس "قربِ خاص اور منزلتِ مخصوص" سے جس سے "جناب مقدس معلیٰ عز شانہ" نے آپ کو ممتاز کیا ہے ظہور فرمایا۔ اور افرادِ عالم کی نسبت، ان کا جس قدر انکسار و احتیاج اس عارفِ کامل (خواجہ محمد معصوم) کے ساتھ ہے ظاہر ہوا۔ اور محسوس ہوا کہ وقت کے امام و عالم حضرت خواجہ ہی ہیں اور "افرادِ عالم" آپ کے گرداگرد صف بستہ کھڑے فیض کے منتظر ہیں۔

اسی اثنا میں یہ القا ہوا کہ ایسی عالی مقام ہستی کو یہ حق حاصل ہے (ایسے مواقع پر) کہ دوسروں پر غیرت کھائے۔

### یا قوتیہ

ایک روز حضرت خواجہ نے عشاء کی نماز "شافعی طریقہ" پڑھی، فرماتے ہیں کہ اس وقت امام اہل محی السنۃ محمد بن ادیس شافعی تشریف لائے تو کمال خندہ پیشانی اور سرور سے ملاقات فرمائی۔ اور اس "موافقت" پر خوشی و فرحت کا اظہار کیا۔

### یا قوتیہ

وہ عظیم عطیات جن سے آپ کو وہاں ممتاز کیا گیا ایک یہ بھی تھا کہ آپ کو اپنے تمام اصحاب سمیت مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں دو دن اور ایک رات اعتکاف کرنے کی اجازت مل گئی۔ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے اور ہر کس و ناکس مسجد سے باہر آیا، اس طرح آپ کو اس "بقعہ شریفہ" میں خلوتِ خاص حاصل ہو گئی۔ حضرت خواجہ خواجہ شریفہ پر حاضر ہوتے دیر تک مراقبہ کیا۔ اسی طرح آخر شب میں تہجد کے وقت بھی حاضر ہوتے اور مراقبہ میں بیٹھے، فرماتے تھے کہ حضرت رسالتِ خاتمیت



علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیٰمات کمال بندہ نوازی اور نہایت کرم سے ”خجرہ خاص“ اور ”حجاب مخصوص“ سے باہر تشریف لائے اور مجھ پر ”نزل“ فرمایا اور آنجناب معلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر ”شرف“ حاصل ہوا کہ اس طرح کسی اور چیز کا ظہور نہیں ہوا تھا، اسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا کہ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام اپنے ”مقصودہ منورہ“ سے باہر تشریف لائے ہیں اور کمال درجہ کی ”عنایت و لطف“ سے اس ”کمترین“ کے ساتھ معاملہ فرمایا کہ اس حقیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مبارک کے ساتھ ”خاص الحاق“ میسر آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

### یا قوتیہ

جمادی الاول کے آغاز میں جب حضرت خواجہ جنت البقیع کی زیارت کے لیے گئے تو حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت علیہ ”کمال شان اور نہایت لطافت“ کے ساتھ متحلی ہوئی۔ اور حضرت عباسؓ کثیر عنایات اور الطاف وافرہ کے ساتھ اس اہتمام سے حضرت خواجہ پر جلوہ گر ہوئے کہ اسی طرح آپ کے ”الطاف“ کو محسوس بھی کیا جاسکتا تھا۔

جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی زیارت کے لیے پہنچے تو معلوم ہوا کہ ”نسبت علیہ“ کا تلاطم موجب ن ہے اور ”بے شمار لطف و کرم“ کا احساس ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت زہرا خود توجہ فرما رہی ہیں گویا فرماتی ہیں کہ تو ہم میں سے ہے اور ہمارا ہمان ہے اور اس سے قبل کثرت عنایات کے اعتبار سے ایسا ہی معاملہ حضرت صدیقہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کے وقت پیش آیا تھا۔

جب جنت البقیع سے فارغ ہو کر مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچے اور حضرت فاطمہ زہرا کے بحر نسبت میں مستغرق تھے کہ حضرت صدیقہ حبیبہ کی ”نسبت علیہ“ نے ظہور کا شرف فرمایا، اور وہ چھا گئی اور ”تحقیق و استہلاک“ اور پہلی حالت کے باوجود



حضرت صدیقہ جلیلہ کی نسبت شریفہ کا استغراق بھی حاصل ہو گیا اور پھر ہر مقام پر یہ دونوں بزرگ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہما بہ نفس نفیس ظہور فرماتی رہیں اور خود ہی متوجہ کرتی رہیں، حضرت فاطمہ زہرا دائیں طرف سے اور حضرت صدیقہ بایں جانب سے ظہور فرماتیں اور نمازِ مغرب سے عشا تک ہی معاملہ رہا۔ اس کے بعد ”مسجد شریف“ میں ایسا معلوم ہوا کہ نسبتِ حضرت زہرا بتول غالب آگئی ہے اور ان کی نسبت کو ”بیاض“ کی مانند اور نسبتِ صدیقہ جلیلہ ”حجرہ“ کی صورت میں نظر آئی۔ اس کے بعد حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”مواجهہ شریفہ“ پر حاضر ہوئے تو یہی معاملہ وہاں بھی ظاہر ہوا کہ دونوں میں سے ہر ایک کی نسبت مجھے اپنی طرف کھینچتی تھی، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شریف میں حضرت صدیقہ کی نسبت نے قوت اور غلبہ پیدا کر لیا، گویا دونوں نسبتوں کی بنیاد ایک ہی ہو گئی ہو۔

عشا کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم واپس اپنے مسکن میں آئے تو مخدوم زادگان کبار کے ساتھ ان حکایات کا بیان ہوا۔ فرمانے لگے کہ اس وقت تک وہی معاملہ ہے اس مسکنِ ضعیف پر ان دونوں روحانی بادشاہوں کی کثرتِ عنایات کے باعث اس وقت میں ایسی فرحت اور سرور میں ہوں کہ اس سے اعلیٰ کا ہرگز تصور نہیں کیا جاسکتا۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ طالت حیوۃ و دامت برکاتہ ۱۶ جمادی الاول کو نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے گئے اور ”مواجهہ کریمہ“ کے قریب کھڑے ہو کر فرمانے لگے جب میں صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہوا تو مجھے ایک خلعت عنایت ہوا، اور ایسا محسوس کیا کہ یہ خلعت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایات میں سے ہے۔ اس کے بعد اسی مجلس اور مقام پر اپنے اوپر دوسرے خلعت کو پا کر سمجھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہربانیوں میں سے ہے، ان دونوں خلعتوں



کے الگ الگ رنگ تھے۔ اول سُرخ اور دوم زرد فام تھا اور اس مقامِ متبرکہ سے اسی کے وقت بسز رنگ کے تیسرے خلعت نے مجھ پر نزول فرمایا تو القا ہوا کہ یہ حضرت خیر البریہ علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوة والسلام و تحیة کا عطیہ ہے۔

### یا قوتیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، "استغناءِ محبوبی" اور آپ کی رحمت عامہ کے بیان میں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود شریف "تمام عالمیان" کا مرکز ہے اور "دورۂ عرش" سے لے کر مرکزِ فرش (زمین) تک تمام مخلوقات فرشتے، حوریں، انسان، جن اور اللہ جل شانہ کی مخلوق کے تمام طبقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں اور یہیں سے فیض پاتے ہیں، بیشک حقیقی فیض رساں وہابِ مطلق (اللہ تعالیٰ) ہے، لیکن تمام قسم کے فیوض جو لوگوں کو پہنچتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے "توسلِ شریف" سے ہوتے ہیں، ملک و ملکوت کی تمام مہمات آپ کے اہتمام سے انجام پذیر ہوتی ہیں اور اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ روضہ مطہرہ حضرت نبی اکرم علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام والتحیة سے شب و روز تمام مخلوقات پر انعامِ ربانی کا عمل اس طرح جاری ہے گویا آپ کے ساتھ ان کا دائمی رابطہ (سبیل الاتصال) ہے (کہ انوارِ فیوض کی ایک سبیل یا سبیلِ رواں ہو) جیسے مشکیزوں کے منہ کھول دیتے گئے ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔" فرماتے تھے کہ "یہ رحمتِ عامہ" "شمولِ شفقت"، "استغناء و عظمتِ محبوبیت" کے مقامِ خاصہ کا لازمہ ہے جو بہ تحقیق ثابت ہے۔ لہذا جناب کے حضور اپنی حاجات کا عرض کرنا دراصل احتیاج میں وسیلہ کے طور پر ہے اور کسی مشکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کے بغیر امور کے حل کے لیے انتخاب کرنا نافرمان برداری و گستاخی ہے۔



## یا قوتیہ

۲۱ جمادی الاول شنبہ کی رات کو عشا کی نماز سے فراغت کے بعد عالی مقام مخدوم زادے (اللہ ان کی عمر و راز کرے) خلوت میں حضرت خواجہ سلمہ سبحانہ سے مصروف افادہ ہوئے۔ گزشتہ شب جو کہ جمعہ کی رات تھی گویا ظہورِ اسرار اور بحرِ انوار میں موجوں کا تلاطم تھا۔ آج مجھ پر جو اسرار وا ہوئے جن کی طرف میں نے اشارہ بھی نہیں کیا اور اگر ان میں سے کچھ ظاہر ہو جائے تو حلق میں لقمہ اٹک جائے اور گلے کٹ جائیں۔ ہاں اگر اس میں سے کچھ اشارہ کسب جاسکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ شیخ کامل اور مستعد مرید کے مابین اثبات کیا جاسکتا ہے یعنی جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات کو ایک مرید صادق میں منتقل کر دے تو ایسا ممکن ہے اور وہ خود غائب ہو کر مرید میں ظاہر ہو جائے گا اور اس دوران مرید پر مرشد کا مکمل ”رنگ“ چڑھ جاتا ہے، اور اس پر دقائق و حقائق متحقق ہو جاتے ہیں۔

فرماتے تھے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس معاملہ میں حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی نسبت کا اثبات کیا تھا۔ اس وقت اس فقیر کے ساتھ بھی یہی عظیم معاملہ درپیش ہوا کہ جناب عالی کی نسبت کو اپنے میں محسوس کیا۔ اور ”معاملہ“ یہاں تک پہنچا کہ نہ میں اپنی آنکھوں سے کچھ دیکھتا تھا اور نہ ہی اپنے کانوں سے سُننا تھا۔ فرماتے تھے کہ اس وقت جو نعتیہ اشعار اور مدحیہ قصیدے قدیم طریقے پر پڑھے جاتے تھے وہ میں سب اپنی طرف منسوب کرتا تھا۔ اس اشارے میں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ نے حضرت خواجہ کی خدمت میں سوال کیا کہ آیا یہ ”کون“ وہی اس طبقہ صوفیہ میں متعارف ”فنا و بقا“ ہے یا اس سے بالاتر ”امر ہے؟“ فرمایا کہ یہ ”معاملہ“ فنا و بقا کے علاوہ ہے اور وہ ایسے ”نصائص“ سے ممتاز ہے جو وہاں نہیں پائے جاسکتے۔ حضرت خواجہ دامت برکاتہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس پر اکثر روحوں اور آسمانی مخلوقات وغیرہ کی حاضری کا مشاہدہ ہوتا ہے۔



خاص طور پر قبۃ مبارکہ کے اُوپر اور مسجد شریف کے باہر ”جنود اللہ“ (عساکر الہی) کا آتنا اجتماع ہوتا ہے کہ اندر اس طرح دیکھنے میں نہیں آتا۔

اس راز کے معنی یہ ہیں کہ (مقاماتِ محبتِ سہ کے) اندرونی انوار میں جو تلاطم ہوتا ہے انسان ان کے ادراک سے قاصر ہے لیکن اس کے برعکس باہر یہ انوار اندر کی نسبت بہت کم ظاہر ہوتے ہیں۔

### یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ قبۃ الاولیاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مجھے اسرارِ خفیہ سے آگاہ کیا تھا اور میں اپنے میں ہر چند ان معاملات کو پاتا تھا اور ان اسرار و معاملات کے انتہائی بلند ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی ندامت ہوتی تھی اور تردد بھی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ”حجرۃ منورۃ مطہرہ“ میں ان اسرار سے نقاب ہٹا دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ ”مطلوب“ تک پہنچنے کے لیے میرے لیے دو طریقے ہیں۔ اول وہ طریقہ ہے کہ اصالت کے اعتبار سے جس کا حصول ممکن ہے اور وہ ”طریقۃ احسار“ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی کے ”توسط اور ضمنیت“ سے سلوک کی منازل طے کی جائیں۔ اسے ”طریقۃ انابت“ کہتے ہیں، لیکن پہلا طریقہ جیسا کہ ظاہر ہے وصول کے قریب ترین ہے اور طریقہ ثانی میں حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف و عنایات حد سے زیادہ ہیں۔

### یا قوتیہ

۶ جمادی الاخریٰ بروز دوشنبہ حضرت خواجہ اہلِ بقیع کی زیارت کے لیے گئے، واپس آ کر فرمایا کہ قبورِ متبرکہ میں سے ہر اُس قبر پر جہاں میں بیٹھا صاحبِ قبر کی عنایات کا اپنے اندر مشاہدہ کیا۔ اسی طرح دیگر اہلِ قبور جن کی زیارت کا ارادہ تھا، کو منتظر پایا اور میری

۱۔ احسار کے لغوی معنی ”پینا“ ہیں۔ چونکہ کسی بھی چیز کے پینے کے لیے صرف ذاتی حرکت درکار ہوتی ہے۔ گویا اس میں توسط اور ضمنیت نہیں ہوتی۔



ملاقات کے لیے ان کا اجتماع بالکل اسی طرح تھا جس طرح ایک مہمانِ عزیز کے لیے کیا جاتا ہے اور ان حضرات کی غایت درجہ عنایات کے مسلسل ورود کو محسوس کیا۔

جب امیر المؤمنین حضرت عثمان علیہ الرضوان کے مزار کی زیارت سے فارغ ہوا تو اپنے اوپر ایک تازہ خلعت کو پایا، معلوم ہوا کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ جب سیدنا ابراہیم علی ابیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ میری طرف تشریف لا کر مجھے اپنے ساتھ نسلک کر لیا۔ کبھی میرے پہلو میں آتے اور کبھی بہت مہربانی کرتے ہوئے مجھ سے معاف فرماتے اور آپ مجھے خالص نور نظر آتے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس جگر گوشہ کے حق میں آنحضرت علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔

فرماتے تھے حضرت ابراہیم (جگر گوشہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت کے ظہور اور عنایات کی جو لذت میں نے پائی ہے اور ان کے القار نسبت کی جو لذت ہے وہ مجھ سے جدا ہونے والی نہیں ہے۔ اسی طرح وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس روضہ منورہ میں مدفون ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سبھی تشریف لاتے اور بشمار عنایات و مہربانیوں کے ساتھ میرا احاطہ کر لیا۔ اس کے بعد امام اہل مالک بن انس کے مرقد پر پہنچا تو آپ بجلت تمام میری طرف تشریف لاتے اور عرب کی رسم ملاقات کے مطابق انتہائی لباشت اور فرحت سے ملاقات کی کیونکہ ان کی ملاقات انتہائی مسرت میں ہے اور یہ طریقہ ملاقات کسی اور میں نہیں، اس کے بعد ازواجِ مطہرات کی بے حد عنایات و مہربانیوں کو محسوس کیا۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ ماں کی شفقت اپنے بیٹے کے لیے ہوتی ہے۔ خصوصاً حضرت صدیقہ جیبیہ کہ جن کی عنایات محض مخصوص وقت کے لیے نہیں تھیں بلکہ میں نے خود کو ان کے ساتھ نسلک پایا، حضرت زہرا بتول علی ابیہا و علیہا الصلوٰۃ والسلام کے کثیر الطاف کا ظہور، اہل بیت کی بناتِ مطہرات کی شفقتیں،



امیر المؤمنین حضرت عباس اور حضرت حسن اسی طرح آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عنایات  
لا تعداد کا علم ہوا۔

جب میں عارف ربانی خواجہ محمد یار سا قدس سرہ کے مزار مبارک پر پہنچا تو وہ  
انتہائی خندہ پشیمانی اور ”خصوصیت“ سے باہر آئے اور نہایت گرمجوشی و کرم فرمایا، اس  
وقت میں نے ان کی نسبت کو کمال درجہ ”صفا اور لطافت“ کے ساتھ ”فوقِ ظلال“  
پر پایا۔

جب بقیع سے باہر آئے تو کچھ دیر قلعہ کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر امام اسماعیل  
بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ قلعہ کے اندر دفن ہیں، کی روحانیت پر متوجہ ہوئے۔  
حضرت امام بڑی شان اور نہایت لطف و احسان کے ساتھ حضرت خواجہ پر ظاہر ہوئے۔  
یہ مخفی نہ رہے کہ جامع رسالہ ہذا (حضرت مخدوم زادہ محمد عبید اللہ) نے حقائق آگاہ  
شیخ آدم (بنوڑی) کے احوال اصل (عربی) رسالہ (ہذا) میں اس طرح لکھے ہیں جن کا میں  
(مترجم) اقتدار کرتے ہوئے انہیں الفاظ میں نقل کر رہا ہوں :  
اگرچہ شیخ آدم کے بعض احوال انشاء اللہ الگ ورق پر لکھے جائیں گے لیکن آنا سنا  
ہے کہ حضرت خواجہ جب کبھی بقیع جاتے تو شیخ مذکور کی ”تربت“ پر ضرور جاتے اور مراقبہ  
بھی کرتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہے اور اس سلسلہ میں بہت غور فرمایا ہے۔

ذیل (یا قوتیہ ہذا) = ان کلمات کے القار کے بعد حضرت خواجہ دامت برکاتہ نے  
فرمایا کہ بقیع کے بقعات مبارک اور مزارات متبرک کی زیارت نے میری نسبت میں ”عجب  
ظہور“ اور انوکھی جلا پیدا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنے قرب و منزلت کا  
مشاہدہ کیا تو محسوس ہوا کہ سارا عالم میری اس نسبت سے پُرم ہو گیا ہے۔ اور مخلوقات عالم  
میرے سامنے صف بستہ کھڑی ہے کبھی لباس میں اور کبھی میرے گردا گرد نمودار ہوتے  
ہیں اور میں ان کے درمیان امام ہوں۔ اور ایسا نظر آیا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے گوناگوں



فیوض و برکات جو تمام خلایق تک پہنچتے ہیں، وہ تمام اس درویش (حضرت خواجہ) کے توسط سے بھیجے جاتے ہیں اور تمام مخلوق خواہ اولیاء ہوں یا عام لوگ حصول برکات اور ترقیات (باطنی) کے لیے اس ضعیف کے منتظر ہیں۔ ملکی مہات کی تصحیح کے لیے قلم و دوات کو اکثر اپنے نزدیک حاضر پایا، گویا ایک سلطان ذی شان کے دربار میں وزیر اعظم کا جو تعلق اور اختیار ہوتا ہے، اپنی یہی کیفیت میں نے اس مقام پر محسوس کی۔ یہ جلیل القدر خدمت جو مجھے مرحمت کی گئی، اس سے بھی عجیب اسرار کے ظہور کے باوجود اصالت و محبوبیت کے اسرار جو اس سے بلند تر ہیں عطا ہوئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگرچہ اس نسبت نے مجھ پر ظہور و غلبہ کر لیا تھا تو میں متعجب و نادم تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حضور اس دوسری نسبت کے ظہور کی کیا گنجائش تھی؟ (تو معلوم ہوا کہ) یہ حالت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات کا اثر اور برکات کا جز ہے اور یہ سب کچھ ان اکابر کے طفیل ہوا۔ اس طرح مجھے تسلی و خوشی ہوئی۔

### یا قوتیہ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ بقیع کے مزارات کی زیارت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان مزارات متبرکہ سے جو بکثرت خلعت حاصل ہوتے ہیں وہ دراصل ان صاحب مزارات کی نسبتوں کا حصول مراد ہے، متعجب ہوں کہ مختلف نوع کے رنگارنگ خلعت جو ایک دوسرے سے ممتاز بھی تھے، کو اپنے اوپر پایا اور ان کے انوار کی درخشندگی سے فرحت ہوئی، اس کے بعد زبان گوہر نشاں سے فرمایا کہ حضرات شیخین (سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہما و افاض علینا برکاتہما نے جناب سروری علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلامات میں اس قدر "فنا و الحاق" کر لیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "حضور شریف" میں اپنا درجہ اتنا کم کر لیا ہے کہ عام زائرین کے لیے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ظہور عنایات



اور اخذ فیوض کی درخواست کرنا بہت دشوار ہے۔ مگر وہ شخص جس پر آنحضرت کا بہت زیادہ الطاف ہو وہ بہت ہی غور کے بعد حصول عنایات کا امیدوار ہوتا ہے چنانچہ نہایت ہی کمال و کرم سے اپنے خاص خلعت اس حقیر (حضرت خواجہ) کو مرحمت کیے بخلاف حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ فاصلے پر مدفون ہیں، کا ظہور جدا ہے۔ لہذا میں جب بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا تو معاملات و اسرار کا ذکر ضرور ہوا۔

### یا قوتیہ

۱۴ جمادی الاخریٰ بروز پنجشنبہ کو حضرت خواجہ مدفونین بقیع کی زیارت اور اس مقام کے اکابر (مدفونین) سے رخصت کی اجازت لینے گئے، اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے قریب جا بیٹھے اور معدن حیا حضرت عثمان سے وداع ہونے کے بعد دوسرے مزارات پر بھی گئے، فرمایا کہ امیر المومنین کمال الطاف و مہربانی سے الوداع کہنے کے لیے باہر تشریف لاتے، مجھے بوسہ دیا اور مختلف قسم کے خلعت پہنائے اور رخصت فرمایا۔ اسی طرح ہر مزار سے بہت ہی "عنایات" اور بے شمار "الطاف" کا مشاہدہ کیا۔

اس کے بعد بروز دوشنبہ اہل بقیع سے اجازت رخصت کے لیے دوسری مرتبہ گئے، فرمایا کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے رخصت لینے کے بعد میں بڑا مغموم و نامم ہوا اور معدن حلم کے مزار پر انوار پر بیٹھ کر دل میں خیال آیا کہ اس سے قبل تو رخصت کے وقت "خلعت" حاصل ہوا تھا لیکن آج فقط "صحبت حضور" ہی کا نصیب ہوا ہے، لیکن "برخواست" صحبت کے بعد دوسرا خلعت مرحمت ہوا جو "لطافت" میں پہلے خلعتوں سے بہت بہتر تھا۔ فرمانے لگے کہ مزارات متبرکہ میں سے حضرت امیر المومنین کا "معاملہ" سب سے جداگانہ ہے اور اپنی منزلت و مرتبہ کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز ہیں۔ اگرچہ بعض اہمات المومنین بزرگی اور انوار میں آپ کے برابر ہیں لیکن اس قسم کے افاضات و عطیات اور کثرت عنایات



جو کہ خلافتِ نبوی کا ثمرہ ہے اور جداگانہ حقیقت بھی۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سید الشہداء امیر المؤمنین حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا مرقد شریف جبل اُحد کے قریب مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے، کی زیارت کے لیے دو مرتبہ گئے، آپ جناب سرور علیہ الصلوٰت والسلام والتحمیات کی ”نسبتِ شریف“ اور ”قرب منزلت“ کے ساتھ حضرت خواجہ پر ظاہر ہوتے اور ان کی عنایات والطف کو محسوس کیا۔

فرماتے تھے کہ بعض اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اس قدر عنایات اور الطاف و دلجوئی کا احساس و مشاہدہ ہوا کہ کیا بیان کیا جائے؟ اور بقیع متبرک میں حضرت امیر المؤمنین عثمان، صدیقہ حبیبہ، سیدنا ابراہیم، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود جو کہ روضہ سیدنا ابراہیم میں مدفون ہیں، امام اسمعیل بن امام جعفر صادق اور محمد زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس حقیر کو اس قدر الطاف سے فائز کیا جو دوسروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ نے اپنے دونوں عالی درجہ مخدوم زادوں یعنی حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت محمد عبید اللہ (مؤلف کتاب ہذا) سلمہ اللہ سبحانہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں کے لیے جناب سرور کائنات علیہ و علیٰ آلہ الف الف صلوٰت والسلام کی طرف سے ”سیم وزر“ سے مرصع دو دستار مرحمت ہوئی ہیں، چونکہ ان دونوں مخدوم زادوں نے پورے قرآن پاک کا ختم کیا تھا اور اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ معلیٰ میں بطور ”ہدیہ و تحفہ“ پیش کیا تھا جس کے صلہ میں یہ خلعت عطا ہوئے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ فجر کی نماز کے بعد مواجہہ کریمہ آنحضرت علیہ الصلوٰة والسلام



میں حاضر ہوئے۔ محرابِ حضرت عثمان میں اپنے اصحاب سمیت قاعدہ کے مطابق ”حلقہ ذکر“ منعقد کیا۔ ایک دن نماز اشراق سے فراغت کے بعد فرمایا کہ آج مشاہدہ ہوا کہ گویا حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ الصلوٰت والسلام والتحیۃ روضۃ منورہ سے باہر اس حلقہ کی طرف دبدبہ سلطنت اور خدام و افواج کے ساتھ تشریف لارہے ہیں اور بعض خواصانِ جنہیں ”منزلت و مکانت“ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہے، بھی ہمراہ باہر آتے ہیں میرے فرزندِ ارجمند محمد عبید اللہ بھی شاندار لباس اور زیور سے آراستہ ان خواص میں شامل ہیں اور نزدیک آگئے ہیں۔ لہذا سبجائز الحمد۔

### یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں خواتین میں سے حضرت خدیجہ کبریٰ، عائشہ صدیقہ اور زہرا بتول رضی اللہ عنہن علیحدہ علیحدہ شان کی مالک ہیں اور حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کے قرب و منزلت کے باعث دوسروں کو یہ ”شان و منزلت“ میسر نہیں ہے، اور یہ تینوں بزرگ مستورات ”علو شان“ میں ایک دوسرے پر سبقت کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔ اس قدر مشاہدہ ہوا کہ حضرت صدیقہ کو ”معاملاتِ وارودہ“ میں دوسروں سے زیادہ مداخلت کا وصف حاصل ہے اور حضرت خدیجہ و حضرت زہرا کا کمال درجہ کے قرب کی وجہ سے پورے وقار اور مسکنت سے ظہور ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لیے ایک وجہ فضیلت ہے۔ حقیقی علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ کے مدینہ منورہ میں اقامت کے دوران ایک روز مولانا بدر الدین سلطانپوری سے، جو کہ آپ کے اجل خلفاء اور عظیم علماء میں شمار ہوتے ہیں، خلوت میں متوجہ تھے کہ سیدنا حلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام حضرت خواجہ پڑھا رہے تھے اور حضرت



ابراہیم خلیل علیہ السلام نہایت کرم سے بہت مسرت کے ساتھ مولانا کے عقب سے حجاب سے باہر تشریف لائے اور مولانا کو اپنی گرفت میں لے کر بخشش فرمائی، اس سے پہلے جبکہ مولانا ”دارہ ولایت ابراہیمی“ میں داخل ہو کر اس ولایت سے بلشر ہوتے تھے، یہی معاملہ پیش آیا تھا۔ نیز ایک روز حضرت خواجہ مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اعتکاف کے ایام میں مولانا کے ہمراہ مواجہہ شریفہ میں ”مجلس سکوت“ میں تھے، مجلس ختم ہونے کے بعد فرمایا کہ انہیں ”خلعت“ مرحمت ہو گئی ہے۔ الحمد للہ سبحانہ علی ذلک۔

### یا قوتیہ

عالی درجات مخدوم زادوں سے منقول ہے کہ بروز دو شنبہ ۲۰ جمادی الاخریٰ کو مدینہ سکینہ سے رخصت کی اجازت کے لیے حضرت خواجہ حضور فخر موجودات و سرور کائنات خواجہ دین و دنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکات میں گئے، فرمایا کہ نماز ظہر میں ہی محراب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک مجھ پر جدائی کے غم سے گریہ طاری تھا۔ اسی غم و اندوہ کے عالم میں تھا کہ روضہ معطرہ سے آفتاب رسالت کے انوار سطوت و شہادت سے طلوع ہوئے اور حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کمال شان و عظمت سے حجرہ کریمہ سے باہر تشریف لائے، مجھ پر نزول فرمایا اور نہایت کرم سے خلعت اور تاج شاہی جو ایسی شان و رفعت والا تھا کہ ہرگز اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا، اس حقیر کو پہنایا۔ ایسا محسوس ہوا کہ اس تاج پر طرہ شاہی ہے اور اس کے اوپر نعل و جواہر چڑھے ہوئے ہیں، معلوم یہ ہوا کہ یہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”بدن شریف“ کا خلعت خاص ہے، جو (عطا شدہ) خلعتوں کی طرح نہیں ہے۔ اس کے بعد اپنے ان فرزندوں کے لیے بھی جو اس سفر میں ہمراہ تھے، جناب عالی حضرت میں التجا کی، تو کمال بندہ نوازی سے ہر ایک کے لیے کئی خلعت مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد مواجہہ شریفہ پر حاضر ہوا تو اس معاملہ کا مشاہدہ کیا۔ فرمانے لگے کہ ان دونوں مقامات یعنی محراب خاصہ



اور مواجہہ کریمہ میں ایک دوست پہلو میں کھڑا اور حصولِ اجازت کے لیے ہمراہ آیا تھا، میں نے اس کے لیے بھی خلعت کی التجا کی تو یہ درخواست قبول نہ ہوئی۔ تو مزید التجا و تضرع کے بعد اس کے لیے بھی خلعت کی قسم کی کوئی چیز عطا ہوئی۔ چنانچہ اس وقت اُسے دستار سے ممتاز کیا گیا۔

یہ حقیر (مترجم محمد شاکر) عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ مکاشفہ دراصل اس واقعہ کی تعبیر ہے کہ حضرت خواجہ نے اس سفر کے دوران شاہ جہان آباد کے راستے میں مشاہدہ کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نماز میں امامت کر رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ آپ کی اقتدار میں صف بستہ ہیں۔ میرے دونوں بڑے بھائی خواجہ محمد صادق و خواجہ محمد سعید قدس سرہما، صفِ اول میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد عین نماز کی حالت میں ہی فرمانے لگے کہ ہمیں محمد معصوم کی طرف سے یہ پہنچا اور یہ بھی پہنچا گویا گنتی فرماتے تھے۔

اسی طرح دونوں بڑے بھائیوں نے بھی کہا کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانی کو فلاں فلاں ملا۔ اس اثنا میں حضرت وہاب عز شانہ کی طرف سے آپ کو ”مجدد الف ثانی“ کا خطاب ملا کہ اس کی آرائش کی جائے گویا حضرت مجدد عرض کر رہے ہیں کہ کس قسم کی آرائش کی جائے؟ حکم ملا کہ لعل و جواہر سے آراستہ تاج ان کے سر پر رکھا جائے اور جو لعل و جواہر اس پر لگے ہوئے ہیں ان کی روشنی سر سے لے کر قدموں تک ہے، گویا نورِ علیٰ لوز ہے۔

### یا قوتیہ

فرماتے تھے کہ خلعت کے عطا ہونے سے مراد ہے ”نسبت خاصہ“ کا افاضہ اور معاملہ مخصوصہ جس کی اولین دلیل مشاہدہ ہے جو عطا کرنے والے کی کامل عنایت سے بندہ کی نظر کشفی میں اس عطیہ کو خلعت کی صورت میں متمثل کر دیا، وہ عنایات جو اس خصوصیت کی حامل نہیں تھیں وہ خلعت کی صورت میں نمودار نہ ہوں یہی وجہ ہے کہ ”مواجہہ شریفہ“ میں اپنے مخصوص مریدین کے لیے حصولِ خلعت کے لیے جو التجا کی تھی اس کا اثر ظاہر نہیں



ہوا تھا۔ اگرچہ ان اصحاب پر انفات و عنایت کا احساس ہوا تھا مگر بعض فقیر زادوں کو محض اللہ کے فضل و کرم سے خلعت عنایت ہوتے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ جب حرمین الشریفین کے متبرک مقامات پر پہنچے تو ان مقامات کی محبت کا آپ پر آنا غلبہ ہوا کہ دیار ہند کی طرف واپس جانے میں خاصا توقف اور تردد فرمایا۔ جب قافلہ کے مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ خواجہ کریمہ و روضہ منورہ پر حاضر ہوئے کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی مبارک معلوم کریں کہ بندہ کی درگاہِ معلیٰ پر اقامت منظور ہے یا وطن واپسی؟ تو کمالِ رضا کے ساتھ واپسی کا امر ہوا اور رخصت کا واضح اشارہ فرما دیا۔

اس اشارہ میں حضرت خواجہ کے دل میں آیا کہ سلطانِ وقت (شاہ جہان) کا بڑا بیٹا (داراشکوہ) جو شریعت کا دشمن اور تشیع اصحاب خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک اور خاندانِ حضرت مجدد الف ثانی سے خاص عداوت رکھتا ہے، اور اس جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے، تو تردد ہوا۔ اس لیے اس معاملہ میں آپ نے جناب معلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں التجا کی۔ فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام دست مبارک میں برہنہ تلوار لیے ہوئے ظاہر ہوئے اور دار کے قتل کے لیے اشارہ فرمایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اشارہ فرمایا تھا، ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ سے چند سال قبل حضرت خواجہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت مسرت و شادمانی کے ساتھ روضہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (سرخس شریف) میں اس معاملہ کے ظہور کی امیر المؤمنین اورنگ زیب کو بشارت دی تھی۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوا جس کا مشاہدہ کیا گیا تھا۔ یہ حضرت خواجہ کی کرامت بھی ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی۔



### یا قوتیہ

جب حضرت خواجہ مدینہ منورہ کی حدود سے باہر نکلے اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آپ کو جوڑوں کے درد کی شکایت ہو گئی۔ ایک روز شدتِ مرض میں فرمایا کہ حضرات عالیات زہرا بتول، صدیقہ حبیبہ اور ابراہیم بن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات تشریف لائے تھے، گویا میری عیادت کے لیے آئے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کا ظہور بھی ہوا، حضرت صدیقہ و امیں جانب سے اور حضرت ابراہیم میرے سینے سے نمودار ہوئے۔ ان تمام بزرگوں نے بے شمار عنایات و الطاف فرمائے خصوصاً حضرت صدیقہ نے لاتعداد مہربانیوں، عطیات اور الطاف سے نوازا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر تشریف لاتی تھیں۔

### یا قوتیہ

جب وادی صفر<sup>۱</sup> میں پہنچے تو نماز عصر کے بعد حضرت ابوذر غفاری کے مزار پر گئے کچھ دیر مراقبہ کیا تو ان کی نسبت شریف ”کمالِ لطافت“ سے ظاہر ہوئی، فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے اپنی نسبت میں ان کے کسی ”ہدیہ“ کے عطا ہونے کا احساس نہ ہوا، لیکن جب نماز سے فارغ ہوا تو اپنے اوپر خلعت جدید کو پا کر معلوم ہوا کہ یہ آنجناب کا تحفہ ہے۔

### یا قوتیہ

حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ جب خلیص<sup>۲</sup> کے نواح میں جو کہ مکہ مبارکہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے، میں پہنچے تو فرمانے لگے کہ مشاہدہ ہوا ہے کہ اس وادی کے تمام مقامات متبرکہ کعبہ حسنا کے انوار سے پر ہیں اور فرشتوں و ارواح کا اس صحرائیں ہجوم محسوس ہوا۔

۱ وادی صفر۔ مدینہ کے نواح میں ہے۔ زراعت اور پیداوار کے اعتبار سے حجاج کے لیے مفید ہے

(یا قوت ۳/۴۱۳، مراد الاطلاع ۲/۸۴۴)

۲ خلیص۔ مکہ اور مدینہ کے مابین ایک قلعہ ہے (یا قوت: بحجم البلدان ۲/۳۸۴، مراد الاطلاع ۱/۴۴۹)



اس کے بعد فرمایا کہ کعبہ مبارکہ کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے مجھ پر الطاف کا احساس ہوا۔

### یا قوتیہ

جتنا حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ حریم محترم سے نزدیک ہو رہے تھے اتنا ہی معلوم ہوتا تھا کہ اطراف و اکناف سے ”انوار عظیمہ“ نے مکہ مکرمہ کو گھیر لیا ہے اور طواف کے دوران ”حضرت کعبہ“ سے عظیم عنایات ہوتیں، فرماتے تھے جب مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو گناہ طواف ادا کیا تو حضرت خلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ والصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا۔ اس مقام اعلیٰ پر ”حضور خاص اور اتفاق عجیب“ محسوس کیے اور اسرارِ خلقت نے شرف ظہور کیا۔ فرمانے لگے، سارے مقام کو ان اسرارِ خلقت سے مملو پایا۔ جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ کے مدینہ منورہ سے مراجعت کے بعد مکہ شریفہ میں جو معاملات ہوئے ان کا تفصیلی ذکر فصل اولیٰ میں کیا جا چکا ہے۔

## خاتمہ

(عنایات کے) ان تتموں اور ضمیموں کا بیان جو حضرت خواجہ پر عرب میں ظاہر ہوئے۔ یہ خاتمہ چار لیاقیت پر مشتمل ہے۔

### یا قوتیہ

۲۷ رمضان المبارک کی شب کو بندرگاہ مخا پر مخدوم زادہ عالی منزلت حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (مؤلف رسالہ ہذا) نماز تراویح میں امامت کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ پر دافر برکات و کثیر عنایات کا ظہور ہوا، اس مخدوم زادہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت میں تم بھائیوں پر متوجہ ہوا اور بارگاہ الہی میں التجا کی تو دیکھا کہ اسی وقت تم



پر برکات کا نزول ہونے لگا۔ اس کے بعد دوسرے اصحاب کے لیے توجہ کی تو ان پر بھی باران برکات ہوئی۔ چنانچہ وہ ہر ایک پر برسی اور اس کے قطرے دوسروں پر بھی پڑے۔ گویا سخیوں کے جام سے زمین کے لیے بھی حصہ ہوتا ہے۔

### یا قوتیہ

اللہ جل شانہ کی عنایت سے سمندری سفر طے ہو گیا اور بندرگاہ سورت میں پہنچ گئے تو بے شمار طالبان حق مردوں اور عورتوں نے حصولِ طریقت (بیعت) کے لیے هجوم کیا۔ اور حلقہ ذکر میں عجیب قسم کا اجتماع ہوا۔ گویا اس آیت کا عملی ظہور ہوا۔ اور تو لوگوں کو گروہ درگروہ دین میں داخل ہوتے ہوتے دیکھے۔“

ایک روز خلوت میں مخدوم زادوں سے فرمانے لگے۔ آج رات سحر کے قریب اس حالت میں فکر مند تھا کہ شغلِ ارشاد اور بندگانِ خدا کے معاملات میں میرا اس قدر تصرف کرنے میں اللہ جل شانہ کی رضامندی ہے یا نہیں؟ اس کے بعد میں نے اسے ترک کرنے کا عزم کر لیا اور گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہی، اور تمہیں بھی ترکِ ارشاد کی وصیت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب ایک ساعت اسی حالت میں گزر گئی اور میں اس ارادہ کا عزم کیے ہوئے تھا کہ اللہ تعالیٰ عز بہانہ و نعم النعمہ کی لاتعداد عنایات و الطاف ظاہر ہوتے اور تجلی خاص ظہور مخصوص واقع ہوا کہ اس قسم کی تجلی بہت کم ظہور پذیر ہوتی ہوگی۔ الہام ہوا کہ ارشاد کا معاملہ اور اس سلسلہ میں جو کچھ تم سے صادر ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہم کرتے ہیں تمہاری طرف سے درمیان کچھ اثر نہیں ہے۔“

فرماتے تھے کہ اس وقت یہ مشاہدہ ہوا کہ جو کچھ مجھ سے سرزد ہو رہا ہے وہ میں سب کچھ اس ذات سبحانہ و تعالیٰ سے منسوب کرنے لگا حتیٰ کہ طالبانِ حق کو کلاہ اور شجرہ دینے کے عمل کو بھی اس سے ”مخصوص و منسوب“ پایا۔

صاحب اسرار مخدوم زادہ عالی درجہ (مؤلف رسالہ ہذا) نے اصل عربی رسالہ میں



اس مکاشفہ کے اختتام پر یہ عبارت تحریر کی ہے :  
 راقم الحروف، اللہ تعالیٰ اُسے نخطا اور لغزش سے محفوظ رکھے، کہتا ہے کہ یہ صحیح اور  
 صریح الہام ہے، ہر اس شخص کے لیے مکمل بشارت ہے جس نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور ان  
 کے طالبوں کا مرتبہ اور ان کے مریدوں کا مقام سمجھا جاتا ہے، کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف  
 بلا واسطہ منسوب ہے تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جو رب العالمین ہے۔

### یا قوتیہ

ہم حرمین الشریفین کے عطیات کو دو عنایات کے ذکر پر ختم کرتے ہیں جو ہمارے  
 امام اور قبلہ سید شیخ (خواجہ محمد معصوم) نے بارگاہ عالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیں۔  
 ایک خود حضرت خواجہ کے حق میں اور دوسری آپ کے شیخ، دُنیا کے امام مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے۔

اول، ایک روز حضرت خواجہ اپنوں اور پرائیوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ  
 دیکھا کہ حضرت سید الاولین والآخرین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان سے  
 نزول فرمایا اور کمال شان اور کمال نورانیت کی شعاعوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی ہیبت مبارک متشخص نہیں تھی گویا "نور صرف" متمثل ہے۔ رحمت سروری حضرت  
 نے بوسہ دیا اور پھر آسمان کی طرف عروج فرمایا۔

دوسرے یہ کہ ایک روز سرسند کی اقامت کے دوران "واقعہ" میں دیکھا کہ حضرت  
 محبوب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی  
 کے گھر میں کھڑے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انوارِ عظیم اُٹ رہے ہیں اور حضرت  
 مجدد الف ثانی اس کے صحن میں ایک کونے میں کھڑے اپنی نسبت میں مستغرق ہیں  
 حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کمال بندہ نوازی سے حضرت مجدد  
 کی تعریف میں بہت سے کلمات فرما رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ ان لوگوں



کے درمیان اور اس جہان میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس قسم کے بندہ کو پابند کر رکھا ہے کہ اللہ سبحانہ کے مقرب فرشتے اس کے پاس آتے ہیں لیکن وہ ان کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتا۔

### یا قوتیہ

یہ رسالہ شریفہ جب مکمل ہو گیا تو حضرت خواجہ سلمہ اللہ سبحانہ کے حضور پیش کیا گیا۔ آپ نے سارا رسالہ پڑھا کر سنا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے روضہ منور پر حاضر ہوئے اور مخزن اسرار مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ جامع رسالہ ہذا سے فرمایا کہ میں اپنے حضرت پیر دستگیر (حضرت مجدد) کے حضور اس لیے گیا اور متوجہ ہوا تھا کہ آیا ان تمام معارف کا تحریر کیا جانا آپ کی مرضی ہے یا نہیں؟

حضرت مجدد قدس سرہ ظاہر ہوتے اور ایسی مہربانی و عنایات فرماتے کہ اس وقت تک اس قسم کی بہت کم عنایات کا ظہور ہوا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کمال مہربانی سے میرے گرد چکر لگا کر فرحت و سرور کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اس صبح نماز کے بعد حلقہ ذکر میں مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ دو اندر و جنہوں نے دو خواں ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے مسجد کے دونوں دروازوں سے اندر داخل ہو کر میرے سامنے آگئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ واضح نہ ہو سکا کہ وہ کیا لاتے اور میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ ان میں جواہر و یواقیت کی مانند درخشندہ چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ اسی اثنا میں اس شخص نے ایک جواہر سے مرصع تلج میرے سر پر رکھا۔ انتہا۔

راقم حروف عفی عنہ کہتا ہے کہ اس رسالہ کی وجہ تسمیہ ”یواقیت“ اسی معرفت کے مطابق ہے اور اس نام کے تجویز کرنے کے لیے یہی موزوں ترین وجہ بھی تیرے رب کی ذات پاک ہے۔ وہ عزت والا پروردگار پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں، اور رسولوں پر سلام ہے، اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔



# ماخذ مقدمہ و حواشی

## مخطوطات

۱۔ بابو، سلطان بابو : کلید التوحید۔ کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران

پاکستان، راولپنڈی۔ پاکستان نمبر ۲۰۸۶

۲۔ بدشی، محمد امین : نتائج الحرمین۔ کتب خانہ انڈیا آفس لندن نمبر ۶۵۲۔ نسخہ ۱، کتب خانہ

مدرسہ رفیع الاسلام بہانہ ماڑی۔ پشاور۔ پاکستان

۳۔ ایضاً : المفاضلہ بین الانسان والکعبہ۔ کتب خانہ بہانہ ماڑی۔ پشاور

۴۔ بدرالدین سرہندی : سنوات الاقبار۔ کتب خانہ خاتقاہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوی

قصور۔ پاکستان

۵۔ توکل بیگ : نسخہ احوال شاہی (حالات پلاشاہ بدشی) کتب خانہ بٹیش میوزیم نمبر ۳۲۰/۱۳۰

۶۔ صفرا احمد معصومی : مقامات معصومیہ (حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی) مرتبہ

محمد اقبال مجددی۔ زیر طبع

۷۔ عبداللہ خوشگی عبدی قصوری : معارج الولايت۔ ذخیرہ آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

لاہور۔ نمبر ۲۵۔ ایچ

۱۔ ایتھے نے فہرست مخطوطات فارسی انڈیا آفس (۱۱/۳۱۷) میں اس کا نام مناقب الحضرات اور اس

کے مولف کا نام محمد مراد بن حبیب اللہ بن سعدی کشمیری بتایا ہے جو سرسرت غلط نہیں ہے۔ دراصل یہ نسخہ

نتائج الحرمین کی تیسری جلد ہے، اس نسخہ کے آخر میں اس کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ عہد حاضر کے بعض مؤلفین

نے ایتھے کے اس بیان پر بلا تردید یقین کر لیا ہے اور اس جلد کو محمد مراد کی تالیف سمجھ دیا ہے۔ ہم نے ایک

مقالہ میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔



۸ - عبدالفتاح بن محمد عثمان: مفتاح العارفين (تذکرہ صوفیہ بترتیب سنہ وفات) ذخیرہ شیرانی

کتب خانہ دانشگاہ پنجاب - لاہور نمبر ۱۶۱۳/۴۳۶۳

۹ - کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ - پنجاب پبلک لائبریری - لاہور، نمبر ۶۹،

۲۹۷ - احسا

۱۰ - محمد اشرف شطاری لاہوری: تحفۃ الحسینی - ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم - نیشنل میوزیم

کراچی -

۱۱ - مروج الشریعت، محمد عبید اللہ: رسالہ فی قرأت خلف الامام - کتب خانہ خالقاہ مجددیہ -

کابل (افغانستان)

۱۲ - بلاشاه بدخشی: کلیات بلاشاه - کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نمبر ۸ SPI VI

۱۳ - منزوی، احمد منزوی: فہرست نسخہ های خطی - جلد ہفتم - مملوکہ جناب احمد منزوی - تہران

ایران -

۱۴ - ایضاً (مرتب) فہرست مشترک نسخہ های خطی کتابخانہ های پاکستان - مملوکہ کتاب خانہ

گنج بخش - راولپنڈی -

۱۵ - وحدت، عبدالاحد سرہندی: لطائف المدینہ (در حالات و مکاشفات و رواد سفر

حرمین حضرت خواجہ محمد سعید ابن حضرت مجدد الف ثانی، مرتبہ محمد اقبال مجددی

زیر طبع

### مطبوعات عربی

۱۶ - ابن جوزی: صفۃ الصّفوة (۴ جلد) بیروت ۱۹۷۹ء

۱۷ - ابن عربی، شیخ اکبر جی الدین: فصوص الحکم مرتبہ ابوالعلاء العینی بیروت ۱۹۸۰ء

۱۸ - اصہبہانی، ابوالتعمیم حافظ: حلیۃ الاولیاء (عشر مجلداً) بیروت ۱۹۸۰ء

۱۹ - احمد سعید مجددی: اثبات المولد والقیام - مرتبہ محمد اقبال مجددی - مکتبہ سراہجیہ،

موسی زئی - ۱۹۷۹ء



- ۲۰۔ بغدادی، اسماعیل پاشا: ہدیۃ العارفین (ذیل کشف الظنون)۔ بیروت
- ۲۱۔ سلمی عبدالرحمن شیخ: طبقات الصوفیہ۔ مرتبہ نور الدین شریبہ۔ دارالکتب مصر۔ ۱۹۵۳ء
- ۲۲۔ عبدالحئی حسنی: نزہۃ الخواطر (۸۔ جلد) حیدرآباد۔ دکن ۱۹۴۲۔ ۱۹۴۰ء
- ۲۳۔ قشیری، امام ابوالقاسم: رسالۃ قشیریہ۔ مصر (س۔ ن)
- ۲۴۔ کاشی، عبدالرزاق: اصطلاحات الصوفیہ۔ مرتبہ سپرنگر۔ لاہور ۱۹۴۲ء
- ۲۵۔ کمالہ، عمر رضا: معجم المؤلفین (۱۵۔ جلد) بیروت (۱۹۵۷ء کا عکس)
- ۲۶۔ محیی، محمد بن فضل اللہ: خلاصۃ الاثر۔ بیروت (طبع قدیم عکسی طباعت)
- ۲۷۔ محمد منظر مجددی: رشتحات عنبریہ (حالات حضرت شاہ احمد سعید مجددی) مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ دارالمبلغین شہرقیور۔ ۱۹۴۹ء
- ۲۸۔ مرادی، محمد علیل: سک الدرر۔ مکتبۃ المثنیٰ۔ بغداد۔ (طبع عکسی سن۔ ن)
- ۲۹۔ نبہانی، یوسف بن اسمعیل شیخ: جامع کرامات الاولیاء۔ مصر ۱۳۲۹ھ (طبع عکسی جدید بیروت)
- ۳۰۔ ونسک: المعجم المفہرس للفاظ الاحادیث۔ طبع بریل (۷۔ جلد) ۱۹۳۶۔ ۱۹۴۹ء
- ۳۱۔ یاقوت حموی: معجم البلدان۔ (۵۔ جلد) بیروت (سن۔ ن)

### مطبوعات فارسی

- ۳۲۔ آزاد، غلام علی بلگرامی: آثار الکرام۔ لاہور ۱۹۷۱ء
- ۳۳۔ احمد ابوالخیر کی: ہدیۃ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی) کانپور ۱۳۱۳ھ
- ۳۴۔ انصاری، خواجہ عبداللہ ہروی: طبقات الصوفیہ مرتبہ عبدالحئی حبیبی۔ کابل ۱۳۴۱ھ
- ۳۵۔ بختاور خان: مرآۃ العالم۔ مرتبہ ساجدہ علوی۔ لاہور ۱۹۴۹ء
- ۳۶۔ بدر الدین سرہندی: حضرات القدس۔ مرتبہ محبوب الہی۔ لاہور ۱۹۷۱ء
- ۳۷۔ برہان الدین شطاری برہانپوری: ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان الدین



شطاری، جامع عاقل خان رازی - مطبع شمس الاسلام، حیدرآباد، دکن -

۳۸ - برہمن، چندر بھان : دیوان برہمن - مرتبہ عبد الحمید فاروقی - احمد آباد - گجرات ۱۹۶۷ء

۳۹ - تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیمات قلندریہ (مجموعہ مکتوبات صوفیہ سلسلہ قلندریہ)

لکھنؤ (سن - ن)

۴۰ - تقی علی قلندر کاکوری : روض الازہرنی آثار القلندریہ - رام پور ۱۳۳۶ھ

۴۱ - جامی، مولانا عبدالرحمن : نفحات الانس - طبع نوکشتور - ۱۳۱۷ھ

۴۲ - ایضاً : نقد النصوص - مرتب ولیم چیتیک - تہران - ایران ۱۳۹۸ھ

۴۳ - جہان آرا بگیم بنت شاہ جہان : رسالہ صاحبیہ (حالاتِ ملا شاہ بدشی) مرتبہ محمد اسلم

جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان جلد ۱۶ - شماره ۴، جلد ۱ - شماره ۱

۴۴ - حجتہ اللہ، محمد نقشبند ثانی : وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول - مرتب غلام مصطفیٰ احسان -

حیدرآباد - سندھ ۱۹۶۲ء

۴۵ - خانی خان، محمد ہاشم : منتخب اللباب - جلد دوم، حصہ دوم - ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال

کلکتہ ۱۸۷۲ء

۴۶ - داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء - نوکشتور - کانپور ۱۹۰۰ء

۴۷ - ایضاً : سکینۃ الاولیاء - مرتبہ تارا چند - جلالی نائینی - تہران ۱۹۶۵ء

۴۸ - ایضاً : حسانت العارفين - مرتبہ مخدوم رہین - تہران ۱۳۵۲خ

۴۹ - ایضاً : مجمع البحرين - مرتب محفوظ الحق - ایشیاٹک سوسائٹی - کلکتہ ۱۹۲۹ء

۵۰ - ایضاً : جوگ بشت - مرتبہ امیر حسن عابدی - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ۱۹۶۸ء

۵۱ - ایضاً : سر اکبر (ترجمہ اپنشد) مرتبہ تارا چند - جلالی نائینی - تہران ۱۹۶۱ء

۵۲ - ایضاً : دیوان داراشکوہ - مرتبہ احمد نبی خان - ریسرچ سوسائٹی - لاہور ۱۹۶۹ء

۵۳ - دبستان مذاہب - بیتی ۱۲۷۷ھ



- ۵۴۔ رحمن علی مولوی : تذکرہ علمائے ہند۔ لکھنؤ نو لکھنور ۱۹۱۴ء
- ۵۵۔ سجادی، سید جعفر : فرہنگ لغات و اصطلاحات و تعبیرات عربیہ۔ تہران ۱۳۵۲خ
- ۵۶۔ سیف الدین خواجہ : مکتوبات سیفیہ۔ طبع غلام مصطفیٰ خان۔ کراچی (سن۔ سن)
- ۵۷۔ طاہر نصر آبادی : تذکرہ تہران۔ ۱۳۱۷۔ بخ
- ۵۸۔ عاقل خان رازی : واقعات عالمگیری۔ مرتبہ عبداللہ چغتائی۔ لاہور ۱۹۳۹ء
- ۵۹۔ عبدالحق دہلوی شیخ محدث : جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ نو لکھنور ۱۹۱۶ء
- ۶۰۔ عطاردی قویچانی، عزیز اللہ : مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ۔ تہران ۱۳۴۶خ
- ۶۱۔ غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاعنیاء۔ مطبع ٹرینڈیکٹو ۱۸۷۳ء
- ۶۲۔ غلام علی دہلوی : رسائل سبغہ سیارہ۔ مطبع علوم ۱۸۸۴ء
- ۶۳۔ ایضاً : مقامات مظہری۔ مطبع احمدی۔ دہلی ۱۲۶۹ھ
- ۶۴۔ ایضاً : ملفوظات شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی جامع مولانا غلام محی الدین  
قصور مرتبہ محمد اقبال مجددی، روح ترجمہ اردو اقبال احمد فاروقی۔ لاہور ۱۹۷۸ء
- ۶۵۔ فانی، محسن فانی کشمیری : تلویحات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی۔ اکیڈمی آف کلچر۔  
جموں و کشمیر ۱۹۶۳ء
- ۶۶۔ قابل خان، ابوالفتح : آداب عالمگیری مرتبہ عبدالغفور چودھری۔ ریسرچ سوسائٹی  
لاہور ۱۹۷۱ء
- ۶۷۔ کاشفی، علی بن حسین : رشحات عین الحیات۔ تہران ۱۹۷۷ء
- ۶۸۔ کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح مرتبہ وحید قریشی و دیگر۔ لاہور ۷۲۔ ۱۹۷۷ء
- ۶۹۔ لودھی، شیرخان : مرآۃ الخیال۔ مطبع فتح الاخبار کول (علی گڑھ) ۱۸۴۸ء
- ۷۰۔ مجدد الف ثانی امام ربانی : مکتوبات۔ مرتبہ نور احمد نوری۔ طبع عکسی کراچی ۱۳۹۲ھ
- ۷۱۔ ایضاً : مکاشفات غیبیہ (جامع خواجہ محمد معصوم سرہندی) مرتبہ غلام مصطفیٰ خان حیدرآباد  
شده۔ ۱۹۷۵ء



۱۳۵۱ - ایضاً : معانی الدینیہ - بکینہ ۱۳۵۱ء  
 ۱۳۵۲ - ایضاً : عیار و معاد - لاہور ۱۳۵۲ء  
 ۱۳۵۳ - ایضاً : ترویج انصاف - مرتب غلام مصطفیٰ خان - مستنبول - بمبئی ۱۳۵۳ء  
 ۱۳۵۴ - نور انعم دیدہ مرقی کشمیری : واقعات کشمیر (مادح کشمیر) خطیبی - مرتب مفتی سعادت -  
 مقبولہ کشمیر ۱۳۵۵ء

۱۳۵۵ - محمد پانچا بخاری : توابہ : رسالہ قدسیہ مرتبہ احمد ظاہری عراقی - تہران ۱۳۵۵ء  
 ۱۳۵۶ - محمد حسن جان مجددی : انساب الانجاب - سندھ ۱۳۵۶ء  
 ۱۳۵۷ - محمد ساقی مستعد خان : آثار عالمگیری - ایشیاٹک سوسائٹی - کلکتہ ۱۸۷۱ء  
 ۱۳۵۸ - محمد سعید خواجہ : مکتوبات سعیدیہ مرتبہ عبدالحمید سیفی - لاہور ۱۳۵۸ء  
 ۱۳۵۹ - محمد فضل اللہ مجددی : عمود المقامات - سندھ سائیں دار - سندھ ۱۳۵۹ء  
 ۱۳۶۰ - محمد کاظم شیرازی : عالمگیری نامہ - ایشیاٹک سوسائٹی - کلکتہ ۱۸۶۸ء  
 ۱۳۶۱ - محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ - اکمل المطابع دہلی ۱۳۶۱ء  
 ۱۳۶۲ - محمد معدوم سرہندی : مکتوبات معدومیہ - جلد اول، دوم - مرتب غلام مصطفیٰ احسان  
 جلد سوم مرتب نور احمد قرسری - حیدرآباد - سندھ ۱۹۶۶ء  
 جلد اول - مطبع نظامی - کانپور ۱۳۰۴ء

۱۳۶۳ - محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات - نو لکھنور - ۱۳۰۶ء  
 ۱۳۶۴ - مروج الشریعہ محمد عبید اللہ : خزینۃ المعارف - مرتب غلام مصطفیٰ خان - حیدرآباد - سندھ  
 ۱۹۶۳ء

۱۳۶۵ - نجیب اشرف ندوی (مرتب) : رقعات عالمگیری - دار المصنفین - اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء  
 ۱۳۶۶ - نعمت خان عالی : وقائع محاصرہ گولکنڈہ - نو لکھنور ۱۹۲۸ء  
 ۱۳۶۷ - وزیرہ گنیش داس : چار باغ پنجاب - مرتبہ کرم پال سنگھ - امرتسر ۱۹۶۵ء



- ۸۹۔ وکیل احمد سکندر پوری : ہدیہ مجددیہ۔ مطبع مجتباتی۔ دہلی ۱۳۰۹ھ  
۹۰۔ ہجویری، حضرت داتا گنج بخش لاہوری : کشف المحجوب۔ شرفند۔ ۱۹۱۰ء

### مطبوعات اُردو

۹۱۔ ابوالحسن علی ندوی : تاریخ دعوت و عزیمت جلد چہارم (حالات حضرت مجدد الف ثانیؒ)

کراچی ۱۹۸۰ء

۹۲۔ احمد حسین خان امر وہوی : جواہر معصومیہ (سوانح حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ)

لاہور (سن۔ ن)

۹۳۔ اکرام، ایس ایم : روڈ کوثر۔ لاہور ۱۹۶۸ء

۹۴۔ بدر عالم میرٹھی : ترجمان السنہ۔ ندوۃ المصنفین۔ دہلی ۱۹۴۸ء

۹۵۔ بدشتی، محمد امین : مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ (مترجم نامعلوم) لاہور

(سن۔ ن)

۹۶۔ ڈار، محمد ابراہیم : جہان آرا کی ایک غیر معروف تصنیف "صاحبیہ"۔ اورنٹیل کالج

میگزین۔ اگست ۱۹۳۷ء

۹۷۔ راشد، محمد طبع اللہ : بڑھانپور کے سندھی اولیاء۔ حیدرآباد۔ سندھ ۱۹۵۷ء

۹۸۔ رافت رون احمد مجددی : جواہر علویہ۔ لاہور (مترجم نامعلوم، سن۔ ن)

۹۹۔ زوار حسین : حضرت مجدد الف ثانی۔ کراچی ۱۹۷۲ء

۱۰۰۔ زید ابوالحسن فاروقی : رسالہ وحدت الوجود تالیف ملا عبدالعلی بحر العلوم۔ ندوۃ المصنفین

دہلی ۱۹۷۱ء

۱۰۱۔ ایضاً : مقامات خیر (سوانح حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی)۔ دہلی ۱۳۹۲ھ

۱۰۲۔ سراج احمد خان : مکتوبات امام ربانی کی دینی و معاشرتی اہمیت حیدرآباد سندھ، ۱۹۷۷ء



- ۱۰۳۔ شبلی نعمانی : مضامین عالمگیر۔ کانپور۔ ۱۹۱۱ء  
 ۱۰۴۔ ایضاً : مقالات شبلی۔ جلد ہفتم۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ ۱۹۳۸ء  
 ۱۰۵۔ صباح الدین عبدالرحمن : بزم تموریہ۔ دارالمصنفین۔ ۱۹۴۸ء  
 ۱۰۶۔ ایضاً : ہندوستان کے سلاطین، علما اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر۔ دارالمصنفین

۱۹۴۴ء

- ۱۰۷۔ ایضاً : اورنگ زیب اور اس کے معاصر مشائخ۔ مقالات یوم عالمگیر۔ کراچی ۱۹۴۴ء

۱۱۰-۸۶

- ۱۰۸۔ ظہور الدین احمد : پاکستان میں فارسی ادب۔ جلد دوم۔ لاہور۔ ۱۹۷۴ء  
 ۱۰۹۔ غلام سرور لاہوری مفتی : حدیقتہ الاولیاء مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ لاہور ۱۹۷۵ء  
 ۱۱۰۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ۔ لاہور ۱۳۳۵ھ  
 ۱۱۱۔ گریوال، شیر محمد : محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر (مقالہ شامل اردو دائرہ

معارف اسلامیہ۔ ج ۱۸/۲)

- ۱۱۲۔ لال بابا و داراشکوہ : مقالہ لال بابا و دارا۔ لاہور (سن۔ ن)  
 ۱۱۳۔ محمد اسلم : اورنگ زیب کی تخت نشینی میں علما و مشائخ کا کردار۔ مقالہ مشمولہ تاریخی مقالات

لاہور۔ ۱۹۷۰ء، ۲۲۴-۲۲۲

والمعارف۔ لاہور۔ اگست ۱۹۶۸ء

- ۱۱۴۔ ایضاً : داراشکوہ کے مذہبی رجحانات۔ مقالہ شامل سرمایہ عمر۔ لاہور ۱۹۷۴ء ۱۷۵-۱۹۷  
 ۱۱۵۔ محمد اقبال مجددی : احوال و آثار عبداللہ خوشی کی تصویر۔ لاہور ۱۹۷۲ء  
 ۱۱۶۔ ایضاً : مقامات مظہری تالیف شاہ غلام علی دہلوی۔ تحقیق و تعلق و ترجمہ۔ لاہور  
 ۱۱۷۔ ایضاً : شیخ محمد اورنگ کشمیری۔ (مضمون شامل نور اسلام شہر قنوج۔ اولیٰ نئے نقشبند نمبر

(۱۹۷۹ء)



۱۱۸— ایضاً: حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں۔ (مقالہ شامل)

معارف اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء

۱۱۹— محمد ایوب قادری: آثار الامراء تالیف مصمم الدولہ شاہ نواز خان۔ لاہور ۱۹۴۸-۱۹۵۰ء

۱۲۰— ایضاً: فرحتہ الناظرین از محمد اسلم سپروی۔ کراچی ۱۹۷۲ء

۱۲۱— ایضاً: تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمن علی، کراچی۔ ۱۹۶۱ء

۱۲۲— محمد عمران، قاضی ٹونکی: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف۔ مقالہ مشمولہ

معارف مارچ ۱۹۶۷ء

۱۲۳— ملکاپوری، عبدالجبار: محبوب ذی المنن۔ حیدرآباد۔ دکن ۱۳۳۱ھ

۱۲۴— نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر۔ دارالمصنفین، اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء

۱۲۵— نظامی، خلیق احمد: تاریخ مشائخ چشت (جلد چہارم) لاہور ۱۹۷۱ء

۱۲۶— ایضاً: تاریخی مقالات۔ ندوۃ المصنفین۔ دہلی ۱۹۶۶ء



## ENGLISH:

- Agrawal, C, M: Wazirs of Aurangzeb, Gaya (India), 1978.
- Annes Jahan, S: Aurangzeb in Muntakhab-Al-Lubab, Bombay, 1977.
- Athar Ali, M: Mughal Nobility under Aurangzeb, Aligarh, 1970.
- Basham, A, L: (Ed.) Cultural History of India, Oxford University Press, London, 1975.
- Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891.
- Bilimoria, J. H: Letters of Aurangzeb (Ruka'at-i-Alamgiri) Dehli, 1972.
- Faruki, Zahiruddin: Aurangzeb and his Times, Lahore, 1977.
- Friedmann, Yohanan: Shaykh Ahmad Sirhindi McGill University, Montreal, Canada, 1971.
- Fuja Singh: — The Martyrdom of Guru Tegh Bahadur. Punjab Past and Present. (Panjabi University Patiala) Vo. IX, Part I, No. 17, April, 1975, pp. 137—157. (Guru Tegh Bahadur Commemoration Volume)
- Ganda Sing: — Banda Singh Bahadur, Amritsar, 1935.
- Ghauri, Iftikhar Ahmad: War of Succession Between the sons of Shah Jahan, Lahore, 1964.
- Hasrat, B. J: Dara Shikuh, Life and Works, Allahabad, 1953.
- Ishwardas Nagar: Futuhat-i-Alamgiri, (Trans.) Tasneem Ahmad, Delhi, 1978.



- Khushwant Singh: History of the Sikhs, Oxford University Press, Delhi, 1977.
- Lane-Pole: Aurangzeb, Delhi (n.d)
- Manucci, N: Travels through Mughal India, (trans.) W. Irvine, Lahore, 1976.
- Muhammad Yasin: Social History of Islamic India, Lucknow, 1958.
- Mujeeb, M: The Indian Muslims, London, 1967.
- Nizami, K, A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics, Islamic Culture, H. Deccan. Vol. 39 (No. 1) January, 1965. pp. 41-52.
- Refai, Ghulam Muhammad: Aurangzeb and Dara Shikoh, Conflict of Ideologies, (included, Essays in Indian History, in honour of C. C. Davies, Ed., Donovan Williams, Bombay, 1973, pp. 137-151.
- Riazul Islam: Indo-Persian Relations, Tehran, 1970.
- Rizvi, S. Athar Abbas. Muslim Revivalist Movements in Northern India, Agra University, Agra, 1965.
- Ibid: — Religious and Intellectual History of the
- Ibid: — Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975.
- Ibid: — Shah Wali-Allah and his Times, Australia, 1980.
- Ibid: — Islam in Medieval India, (Cultural History of India, Ed, Basham, Oxford, 1975. pp. 281-293)
- Ibid: — India and the Medieval Islamic World. (Cultural History of India, pp. 461-469).



- Pearson, J, D: Index Islamicus (1906-1975) London.
- Qanungo, K: — Dara Shikoh, Calcutta, 1935.
- Qureshi, I, H: — Ulama in Politics, Karachi, 1974.
- Saran, P: — Provincial Government of the Mughals, Lahore.
- Sarkar, J. N: History of Aurangzeb. (5. Vols) Calcutta, 1925.
- Sharma, S, R: Religious Policy of Mughal Emprors, Lahore, 1975.
- Sheo Narain, P: Dara Shikoh as an Author, J. Punjab Historical Society (1913-14) Vol. II, pp. 21-38.
- Smith, W. C: — The Crystallization of Religious Communities in Mughal, India (Yad Nama-ye-Irani-ye-Minorsky, Tehran, 1969, pp. 197-220)
- Srivastava, M. P: Social Life under the Great Mughals, Allahabad, 1978.
- Tara Chand: — Influence of Islam on Indian Culture, Lahore, 1979.
- Tasneem Ahmad: Futuhat-i-Alamgiri by Ishwardas Nagar, (Trans-Notes) Dehli, 1977.
- Yar Muhammad Khan: The Deccan Policy of the Mughals, Lahore, 1971.
- Yusuf Hussain Khan: Glimpses of Medieval Indian Culture, Bombay, 1962.
- Zubaid Ahmad: — Contribution of Indo-Pakistan to Arabic Literature, Lahore, 1968.



# اشعار

حرفیہ

محمد سعد سراجی مرشد بابا

ایم اے (گولڈ میڈلسٹ) بی ایڈ















۲۳۱، ۲۲۲، ۲۲۱، ۱۸۲

شیخ میر ۱۲۲

(حضرات) شیخین (حضرات ابوبکر و عمر) ۱۸۸، ۱۸۷

۲۲۶، ۲۳۵، ۱۹۸

## ص

صاحبزادگان (ریک مخدوم زادگان سرسندی) ۲۲۲

۲۳۳، ۱۵۱، ۳۷، ۲۵

صالح بن محمد حسینی ۲۵

صباح الدین عبدالرحمان ۱۰۸، ۱۰۵

صبغت اللہ خواجہ ۱۳۹، ۱۲۷

صحابہ کرام ۲۳۴، ۲۲۴، ۲۳۵، ۱۹۷، ۱۸۴

صفراحمہ معصومی، میر ۱۵، ۱۴، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۷

۲۸، ۲۹، ۴۴، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۴۵

۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۷

۱۴۸، ۱۵۱، ۱۷۰

صفیہ (دختر خواجہ محمد معصوم سرسندی) ۱۷

صمصام الدولہ شاہ نواز خان ۱۲۸

## ط

طیب سرسندی ۱۰۲، ۹۵، ۸۸

## ظ

ظہور الدین احمد ڈاکٹر ۸۹، ۷۵

## ع

عائشہ (دختر خواجہ محمد معصوم سرسندی) ۱۷

## س

شائین گاس ۲۲۱

سجادول سرسندی اخوند ۱۶

سرکار، چادونا تھ ۱۰۶، ۱۰۲

سرد ۱۳۵، ۸۶

سعد الدین، شیخ ۱۲۶، ۱۱۹

سفیان بن عیینہ رض ۱۷۲ - ۲۲۵، ۱۷۵

سلطان بابو ۱۳۶

سلمی (عبدالرحمن شیخ) ۱۷۵

سلیمان مصری، قلندر ۱۰۹، ۱۰۷، ۹۲

سیف الدین خواجہ ۱۳۹، ۱۱۲، ۳۱، ۱۷، ۵

۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳

۱۵۵

سیفی، عبدالحمید، حکیم ۲۱

## ش

شاه جهان (بادشاہ) ۷۲، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶

۱۱۲، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۴۸

۱۵۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۵۲

شاه میر ۸۸

شہلی نعمانی ۱۰۵

شجاع (شہزادہ) ۷۳

شرف الدین عباسی ہفتی ۱۵۳

شرف عبدالحکیم قادری ۱۲

شیر محمد قادری سید ۱۳۶، ۱۲۸

شیخ اکبر (ابن عربی) ۷۸ - ۹۳، ۹۹، ۱۲۷، ۱۷۱



(حضرت) عبداللہ بن مسعودؓ ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۲۲، ۲۲۸

عبداللہ حجابی ۱۸۷، ۲۹

عبدالوہاب قاضی ۱۲۳، ۱۳۸

عبدی، عبداللہ خوشگی قصوری ۸۱

عبید اللہ احرار، خواجہ ۱۳۸

عبید اللہ بیگ داراشکوہی ۱۵۲

عبیدہ بن حارثؓ ۱۸۴، ۲۳۵

(حضرت) عثمان (خلیفہ راشد ثالث) ۱۸۷، ۱۹۰

۱۹۵، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۳۴، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۷

عرفان احمد خان انصاری ۵۸

عزالدین احمد، شیخ ۱۵۱

عزیزان سرہند (رک مخدوم زادگان سرہند) ۲۲

عطاردی قوجانی، عزیز اللہ ۴۷

عفیضی، ابوالعلا ۱۸۲

علامی، سعد اللہ خان ۱۱۹

شیخ علی ۲۷، ۲۷

علی اکبر کروڑی ۵۹، ۶۰

علی اکبر اردستانی (رک علی اکبر کروڑی) ۶۰

(حضرت) عمر فاروق اعظم (خلیفہ راشد دوم) ۱۹۲

عمر و شافعی مینیؓ ۲۹

عوض، خواجہ ۱۵۳

عیدروس علی عرب ۱۵۳

غ

غزالی امام ۱۳۰

غضنفر داراشکوہی ۱۵۲

غلام سرور لاہوری ۵۵

(حضرت) عائشہ صدیقہؓ ۱۸۷، ۱۸۸

۱۹۱، ۱۹۱، ۲۰۰، ۲۳۴، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۲

۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۳

عابدی، امیر حسن ۷۸، ۸۳، ۸۹، ۹۳، ۹۴

۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۱۰

عادت نوشاھی ۱۹۶

عادفہ (دختر خواجہ محمد معصوم سرہندی) ۱۷

عاقل خان رازی ۱۱۶

عاقفہ (دختر خواجہ محمد معصوم سرہندی) ۱۷

عالی، نعمت خان ۱۵۵

عباسؓ (حضرت) ۱۹۰، ۱۹۲، ۲۳۹، ۲۴۵

عباس ثانی، شاہ ۱۱۲

عبدالاحد فاروقی، شیخؓ ۲۲، ۵۶

عبدالحق، میرٹ ڈپلویؓ ۱۳۴، ۱۵۲، ۱۸۴، ۱۹۹

عبدالحق قصوری ۱۲۸

عبدالرحمان، خواجہ ۵۰

عبدالرحمان بن ابوبکر صدیقؓ ۱۷۲، ۲۲۲

عبدالرحمان بن عوفؓ ۱۹۹، ۲۴۸

عبدالرحیم، خواجہ ۵۰

عبدالرحیم خیر آبادی ۷۸

عبدالصمد، خواجہ ۱۵۳

عبداللطیف بہان پوری ۱۱۴، ۱۱۸

عبداللطیف سلطان پوری ۱۱۹

عبداللطیف شیخ ۱۲۲

عبدالعلیم، سید ۱۲۶

عبدالفتاح ۲۵

عبدالقدوس قلندر ۹۲



## ک

کلمیم اللہ، جہاں آبادی شیخ ۸۲  
 کمالہ، عمر رضا ۲۷  
 کمال الدین صالح حسینی ۲۵  
 کمال الدین محمد احسان ۲۲، ۲۵، ۲۴، ۲۸  
 ۲۹، ۳۴، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۶، ۴۹، ۵۰  
 ۵۱، ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۱۱۷، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۷۰

کنبوہ، محمد صالح ۸۹

## گ

گنیش داس و ڈیرہ ۸۹  
 گنڈ اسنگم ۵۳

## ل

لال دیال (ریک بابالال) ۹۰، ۸۸  
 لودھی شیرخان ۸۱، ۸۲، ۱۳۵

## م

محمد سرور انبیا خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و  
 اصحابہ وسلم لہ

۴۸، ۷۱، ۷۲، ۸۱، ۸۷، ۱۱۷، ۱۲۷، ۱۲۹  
 ۱۳۰، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۸  
 ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹  
 ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶

غلام علی دہلوی، شاہ ۶۳، ۷۷

غلام محمد، خواجہ ۳۷، ۴۲

غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۸، ۲۹

۵۰، ۵۸، ۱۵۰

غلام قادر، مرزا ۱۲، ۱۸۲

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی ۵۸، ۱۲۷

غوری افتخار احمد، ڈاکٹر ۸، ۱۱۵، ۱۲۳، ۱۲۹

## ف

فاروقی، ظہیر الدین ۱۲۲

فاطمہ زہرا تبول، حضرت ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۱

۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۳

۲۴۹، ۲۵۳

فتح علی قلندر ۸۰، ۹۲، ۹۴

فرید لاہوری ۱۰۰

فضیل بن عیاض رضی ۱۷۴، ۲۲۵

فوجا سنگھ، ڈاکٹر ۹۴

فیضی ۱۵۲

قابل خان ابوالفتح ۱۲۳

قاسم بن محمد امیر المؤمنین صدیق رضی ۵۶

قانون گو ۱۰۲

قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ ۲۴

قطب الدین خوشیگی ۱۲۸

قمیص قادری، شاہ ۵۵

قیوم اول (ریک مجدد الف ثانی) ۳۶

قیوم ثانی (ریک خواجہ محمد معصوم سرسندی) ۳۶، ۴۰

لہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء و القاب متنوعہ اسی ایک اسم مبارک اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت جمع کئے گئے ہیں۔



محمد اسلم پسروری ۱۵۳	۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵
محمد اشرف، شیخ سرہندی ۱۷، ۱۱۹، ۱۲۴، ۱۲۷	۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴
محمد اشرف بن محمد مرید شطاری ۱۳۴	۲۲۴، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۳۴
محمد اشرف نقشبندی، مترجم ۵۸	۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲
محمد اعظم دیدہ مری ۱۵۳	۲۴۴، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۷
محمد اعلیٰ، حاجی ۶۶	۱۹۵
محمد افضل سرہندی ۶۰	مجتباً قلندر لاهور پوری، شاہ ۹۲-۹۳
محمد اقبال مجددی ۱۲، ۱۳۲، ۱۳۹	مجدد الف ثانی حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی
محمد اقبال ملک ۱۹۶	۵، ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵
محمد اولیاسیہ ۲۲	۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۴
محمد ایوب قادری، ڈاکٹر ۱۵۳	۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۲
محمد باقر لاهوری ۱۵۳	۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۷۳
محمد بن ادیس شافعی (موسس فقہ شافعیہ)	۲۰۲، ۲۰۸، ۲۱۴، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۵
۱۹۹، ۲۳۸	۲۲۴، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۵۱
محمد بن امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی ۵۶	۲۵۲، ۲۵۶، ۲۵۷
محمد بن فضل اللہ محبی ۳۴	مجدوب شیرازی ۹۳
محمد بن محمد عامری تہامی ۱۸۷	محبت اللہ آبادی ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸
محمد پارسا، خواجہ ۳۲، ۵۰، ۳۰، ۱۳۸، ۱۹۶	۹۳، ۹۴، ۱۳۵
۲۴۵	محبوب الہی ۵۷، ۵۸
محمد حبیب پروفیسر ۱۲۹	مجتبی = محمد بن فضل اللہ
محمد حسن جان مجددی ۱۷، ۵۰	محسن فانی کشمیری ۷۸، ۷۹، ۸۲، ۸۳، ۸۴
محمد حنیف، مولانا ۲۰، ۲۱	محمد، شیخ (پسر بدرالدین سرہندی) ۶۰
محمد دلربا، شاہ ۸۸، ۹۴، ۹۷، ۱۰۲	محمد شیخ (عم بدرالدین سرہندی) ۵۷
محمد رشید جون پوری ۸۱	محمد ابراہیم ڈار ۷۷
محمد زبیر، خواجہ ۲۸	محمد ابراہیم مجددی، ضیاء المشائخ ۴۸
محمد زکی ۱۹۹، ۲۳۸	محمد اختر چیمہ ۱۹۶
محمد زمان میر ۱۵۳	محمد اسلم، پروفیسر ۷۷، ۱۱۳



محمد فرخ مجددی سرسندی ۱۱۹، ۳۰  
 محمد فضل اللہ مجددی قندھاری ۱۷۰، ۱۲۷، ۱۷  
 محمد فضل اللہ شیخ سرسندی ۶۱  
 محمد قنوجی، میر سید ۱۲۸، ۱۱۹، ۸۲  
 محمد کاظم شیرازی ۱۲۳، ۱۳۷، ۱۲۵، ۱۰۶، ۱۰۵  
 محمد مراد ٹنگ کشمیری ۶۵، ۶۱، ۲۷  
 محمد مراد شامی ۱۸۷، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵  
 محمد معصوم سرسندی، خواجہ ۱۵، ۱۴، ۱۰، ۱۰، ۱۰، ۱۰  
 ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۲۹  
 ۳۱، ۳۲، ۳۵، ۳۴، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱  
 ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹  
 ۷۱، ۹۴، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰  
 ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶  
 ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵  
 ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۱۹  
 ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸  
 ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴  
 ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴  
 ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۲  
 ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۷  
 محمد معقول، حاجی ۲۶  
 محمد موسیٰ امرتسری حکیم ۱۲  
 محمد نوحان بدخشی ۵۲، ۲۲  
 محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ ۱۷، ۱۷، ۵۱، ۸۲، ۱۲۸  
 ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۹۳، ۲۰۲، ۲۱۹  
 ۲۲۸، ۲۲۲، ۲۲۸  
 محمد یادی، شیخ ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵

محمد ساقی مستعد خان ۱۵۱، ۱۲۵، ۱۲۱، ۱۲۰  
 محمد سالم، شیخ ۵۰  
 محمد سعید، خواجہ ۳۰، ۲۵، ۲۴، ۲۰، ۱۶، ۵  
 ۳۱، ۳۲، ۳۷، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۱، ۱۱۵  
 ۱۱۸، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۱  
 ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۷۰، ۱۷۷، ۱۷۹  
 ۲۲۰، ۲۲۸، ۲۵۰  
 محمد سیف الدین، خواجہ ۲۲۸، ۱۸۰  
 محمد شاکر (مترجم فارسی کتاب ہذا) ۴۱، ۴۰، ۵۵  
 ۶۲، ۶۸، ۷۱، ۱۴۳، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۵۱  
 محمد شریف بخاری ۱۴۰  
 محمد صادق خواجہ ۲۲۰، ۲۰۲، ۱۸۱، ۱۷۰، ۱۶۹  
 ۲۵۱، ۲۳۰  
 محمد صادق بخاری ۲۹  
 محمد صبغۃ اللہ، شیخ ۲۸  
 محمد صدیق بدخشی ۱۷، ۱۹  
 محمد طاہر لاہوری ۱۵  
 محمد طاہر، مفتی ۲۷  
 محمد عارف، میر ۱۵۳  
 محمد عبدالحمید فاروقی، ڈاکٹر ۸۷، ۸۹، ۹۰  
 محمد عبید اللہ مروج الشریعہ (جامع کتاب ہذا) ۱۷، ۱۷  
 ۲۴، ۲۵، ۲۴، ۲۴، ۲۸، ۲۹، ۵۰، ۵۲، ۵۳  
 ۵۴، ۵۶، ۵۷، ۱۴۳، ۱۵۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸  
 ۱۷۰، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۸  
 ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۵۷، ۲۵۸  
 محمد عمر، شیخ سرسندی ۱۵۱  
 محمد عمران، قاضی ۱۳۷

Marfat.com



- محمد ہاشم بدخشی کشمی ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۸، ۵۸، ۱۴۹، ۱۹۴
- محمد ہاشم جان مجددی ۵، ۴۴، ۷۱
- محمد ہاشم گیلانی، میر ۱۱۹
- محمد یحییٰ خواجہ ۲۵، ۳۴، ۳۷، ۳۳، ۱۳۳، ۱۴۳
- محمد یونس، ڈاکٹر ۱۵۷
- محمد شیرانی، حافظ ۵
- محمدی شیخ ۸۲
- محمی الدین (رک اور نگزیب عالمگیر) ۱۱
- محمی الدین، خواجہ ۱۱۸-۱۴۴
- محمد مزادگان برہنہ ۳۳، ۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۲
- ۱۶۴، ۱۸۴، ۱۹۳، ۲۰۶، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۲۶
- ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۵۵
- مدقق لاہوری (طلانور محمد) ۱۳۸
- مرادی، محمد خلیل ۲۵، ۲۴، ۲۷، ۲۸، ۳۴
- مرادی، محمد مشقی ۲۸
- مرشد بابا محمد سعد سراجی ۱۰، ۱۱
- مصطفیٰ، شیخ ۲۸
- مصطفیٰ اطبا طبائی ۸۶
- منظر جانجاناں، میرزا ۶۶
- معظم (شہزادہ) ۵۳
- معین الدین خاوندی ۱۳۶
- مقصود علی حافظ ۱۵۳
- ملا شاہ بدخشی ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۷۷، ۸۸
- ۹۴، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۳۴
- ۱۳۵
- ملا شور بازار ۴۸
- ملاعوض و جہہ آخستگی ۱۴۸
- ملکا پوری، عبد الجبار ۱۱۶
- منوچی (سیاح) ۱۲۴
- (حضرت) موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ۱۷۸، ۱۸۱
- ۲۲۳، ۲۲۷
- مولف حنات الحرمین (رک محمد عبید اللہ مروج الشریعہ)
- ۶۵
- مولف روضۃ القیومیہ (رک کمال الدین محمد احسان)
- ۵۳، ۲۷
- مولف عمدۃ المقامات (رک - فضل اللہ مجددی)
- ۲۱
- مولف مقامات معصومی (رک صفرا احمد معصومی)
- ۱۸
- موہن بہاری، ملا ۱۱۹
- میاں باری ۸۸، ۹۱، ۹۷، ۱۰۹
- میاں میر لاہوری ۷۴، ۷۵، ۱۰۰
- میتھا، عبدالرحمان ۵۶
- میر اسمعیل ۵۲
- میرزا خان ۲۰
- میر منصور ۱۷۶
- ن
- نائینی، محمد رضا جلالی ۸۴، ۱۰۵
- نجیب اشرف ندوی ۷۹، ۸۰، ۹۷، ۱۰۲، ۱۱۵
- ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴
- نصر آبادی محمد طاہر ۷۶
- نظام الدین اولیا، خواجہ ۲۴



۱۳۰، ۱۲۲، ۶۱، ۵۲  
 وکیل احمد سکندر پوری ۱۷۶  
 واعظ کاشفی ۱۹۶، ۱۹۵

نظامی، خلیق احمد پرنسپل ۱۵۷، ۱۳۸، ۸۱، ۷۹  
 ۱۵۸

نظامی گنجوی ۵۵  
 نظر بہادر خویشتگی قصوری ۱۲۸  
 نقشبند بہار الدین، خواجہ

۵  
 (حضرت) ہارون علیہ السلام ۲۲۳  
 ہجویری، داتا گنج بخش ۱۷۵  
 ہر رائے (سکھ گردو) ۹۵

و  
 وحدت، عبدالاحد سرہندی ۵۱، ۳۰، ۲۵

## کتاب

اورنٹیل کالج میگزین ۷۶-۷۷  
 انڈوپریشین ریٹیشنرز (انگریزی) ۱۱۴، ۱۰۲

### ب

بانڈہ سنگھ بہادر ۵۳  
 بخاری شریف ۱۱۹  
 برہان پور کے سندھی اولیاء ۱۱۶  
 بزم تیموریہ ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۲۱  
 بیاض حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی ۲۱  
 بیضاوی ۵۷

### پ

پاکستان میں فارسی ادب ۸۳، ۸۲، ۷۷، ۷۵  
 ۱۳۲، ۸۹، ۸۴

### آ

آداب عالمگیری ۱۲۳  
 ابن ماجہ ۱۸۵  
 البداؤد ۱۸۵  
 اپنشد ۱۰۲  
 اہربن بید ۱۰۲  
 اثبات المولد والقیام ۱۸۵  
 احوال و آثار عبداللہ خویشتگی قصوری ۱۷۷، ۱۸۱  
 احیاء علوم الدین ۱۲۰  
 اذکار معصومیہ ۲۰  
 انبکیت ۱۰۲  
 انجیل ۱۰۲  
 انڈو ایرانیکا (مجلہ) ۸۶  
 انساب الانجاب ۱۷



حنات المقرین ۴۱، ۴۵، ۴۷

حضرات القدس ۱۵، ۲۲، ۳۱، ۵۵، ۵۷

۵۸، ۶۱، ۱۲۷، ۱۵۴، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۰

۱۷۷

۵۵ حدیقۃ الاولیاء

۱۷۴، ۱۷۵ حلیۃ الاولیاء

۵۲ حجة الاحوال

خ

خزینۃ المعارف ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۵۰

۵۳، ۶۴، ۱۳۰، ۱۵۱

خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی والعشر ۳۴

د

دلسان مذاہب ۷۸، ۸۵، ۸۶

۲۶ درۃ التاج

دیوان برہمن (چندربہان) ۸۹، ۹۰

۹۰ دیوان داراشکوہ

ر

رسائل سبعہ سیارہ ۱۷۷

رسالہ تسویہ ۸۱، ۹۳، ۱۳۶

رسالہ حق نما ۹۸

رسالہ در جواب شبہات در بارہ تصوف ۵۲

رسالہ در رد فخر الدین رازی ۲۹

رسالہ فی قرأت خلف الامام ۴۷، ۵۰، ۵۳

رسالہ قدسیہ ۱۳۸، ۱۹۶

ت

تحفۃ الساکین ۱۳۷

ث

ثمرات الحیات ۱۱۶

ج

جامع المفردات ۲۷، ۲۸

جذب القلوب ۱۸۶، ۱۹۰، ۱۹۵، ۱۹۹

جنگ تخت نشینی (انگریزی) ۱۱۵

جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان ۷۷

جواہر علویہ ۱۵، ۶۳

جوگ بشٹ ۸۹، ۹۳، ۹۴، ۱۰۲، ۱۰۳

۱۰۴، ۱۰۷، ۱۰۸

چ

چار باغ پنجاب ۸۹

ح

حنات الحرمین ۵، ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۷، ۲۱

۲۲، ۲۴، ۲۷، ۲۸، ۳۱، ۳۲، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۵

۴۶، ۴۸، ۴۹، ۷۰، ۹۲، ۱۰۵، ۱۲۹، ۱۳۸

۱۴۷، ۲۰۹، ۲۱۳

حنات العارفين ۷۵، ۷۷، ۷۸، ۸۸، ۹۱

۹۲، ۹۵، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۷

۱۰۸



سفينه الاولياء ٩٤، ٤٢  
 سكينه الاولياء ٩٨، ٨٤، ٤٤، ٤٥، ٤٢  
 ١١٣، ١١١  
 سلك الدرر ٢٤، ٢٨، ٢٤، ٢٥  
 سمودر سنم ١٠٠  
 سنوات الاقياد ٥٩ - ٥٠  
 سير احمدى ٥٨، ٥٤

ش

شرح مواقف ٥٤

ص

صاحبيه (رساله در.....) ٤٤  
 صحيح مسلم ١٨٠  
 صفة الصفوة ١٤٥

ط

طبقات الصوفية سلمى ١٤٥، ١٤٢  
 طبقات الصوفية بهوى ١٤٥

ع

عالمگير نامه ١٢٣، ١٣٤، ١٢٥، ١٠٤  
 عبادات الخواص ٤٨  
 عضدى ٥٤  
 عقائد الخواص ٤٩  
 عمدة المقامات ١٤٠، ١٢٤، ٢١، ١٤  
 عمل صالح ٨٩

رساله مكاشفات ٩٣، ٣٠  
 رساله وحدت الوجود ٤٣  
 رساله فى آداب الطريقة النقشبندية ٢٤  
 رشحات عين الحيات ١٩٤، ١٤٥  
 رقعات عالمگير ١١٥، ١٠٤، ٤٩، ١١، ٨  
 ١٣٣، ١٢٠

رگ بيد ١٠٢

رواخ ٥٨

رود كوثر ٢٢

روض الازهر فى ماثر القلندر ٩٣

روضه القيومية ٢٤، ٢٥، ٢٢، ١٤، ١٤

٢١، ٢٠، ٣٩، ٣٤، ٣٥، ٢٩، ٢٨، ٢٤

٤٢٢، ٥٣، ٥٢، ٥١، ٢٩، ٢٤، ٢٢، ٢٣

١٣٠، ١٢٤، ١٢٢، ١١١، ٨٢، ٤٤، ٤٥

١٩٤، ١٨٠، ١٤٤، ١٤٥، ١٤١، ١٤٠، ١٤٠

روضه النواظر ٥٨

رياض الشعراء ٨٤

ز

زهرة المقامات ١٣٤، ١٢٤، ٥٨، ٢٢

١٩٢، ١٤٩

زبور ١٠٢

زين العلم شرح عين العلم ١٥٣

س

ساقم بيد ١٠٢

سراکبر ١٠٨، ١٠٥، ١٠٢



## م

- آثار الامراء ۱۲۸ ، ۸۶  
 آثار الصديقين (سنوات الاتقياء) ۵۹  
 آثار عالمگیری ۱۳۰ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۲۸ ، ۱۵۱  
 مبداء و معاد ۱۹ ، ۱۷۷  
 رشتنوی (مصدر الآثار) ۸۳  
 مثنویات فانی ۱۸۴  
 مجله دانشکده ادبیات و علوم انسانی ۱۹۴  
 مجمع الاولیا ۵۹ ، ۶۰  
 مجمع سجاد الانوار ۱۲۳  
 محبوب ذی المنن ۱۱۶  
 مخزن اسرار ۵۵  
 مخطوطات فارسی در مدینه منوره (فہرست) ۶۷  
 مرآة الخيال ۸۱ ، ۸۲ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۱۳۴ ، ۱۳۵  
 مرآة العالم ۱۱۶ ، ۱۳۳ ، ۱۵۲  
 مرصد الاطلاع ۲۵۳  
 مسند امام احمد بن حنبل ۱۸۵  
 مطول ۳۷  
 معارج الولايت ۸۱  
 معارف (مجله) ۳۴ ، ۱۳۷  
 المعارف (مجله) ۱۱۳  
 معجم البلدان ۱۷۵ ، ۲۵۳  
 المعجم المنفہرس لالفاظ الحدیث نبوی ۱۸۱ ، ۱۸۵  
 معجم المؤلفین ۲۷  
 معدن الجواهر ۱۲۷  
 معین بن محمد کشمیری اور انکی تصانیف (مقالہ) ۱۳۷

## ف

- فناوی عالمگیری ۱۲۱  
 فتوحات مکیہ ۱۹۸  
 فتوح الغیب ۵۸  
 فخرۃ الناظرین ۱۵۳  
 فصل الخطاب ۱۹۶  
 فصوص الحکم ۷۸ ، ۸۰ ، ۹۸ ، ۱۸۲  
 فہرست نسخہ ہائے خطی (منزوی) ۶۷

## ق

- قرآن مجید ۱۰۴ ، ۱۱۹ ، ۱۴۴ ، ۱۸۲ ، ۱۹۲  
 ۲۰۹ ، ۲۰۶

## ک

- کرامات الاولیاء ۵۸  
 کلیات ملا شاہ ۷۷  
 کلید التوحید ۱۳۶  
 کنز الہدایات ۱۵۳  
 کواکب دریہ ۵۲  
 کیمیائے سعادت ۱۲۰

## ل

- لطائف المدینہ ۳۰ ، ۶۱ ، ۱۲۴ ، ۱۳۰ ، ۱۷۹  
 لمعات ۹۸  
 لوامع ۹۸



مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۱۵، ۱۸، ۳۱

مناقب احمدیہ و مقامات حضرات المعصومیہ

۳۱، ۳۲

منتخب اللباب ۱۱۴، ۱۳۹

منتهی الارب ۲۲۱

المنجد ۲۲۰

مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم ۳۲

ن

نتائج الحرمین ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۴، ۳۸

۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۱۳۹

نسخہ احوال شاہی ۷۸

نصوص الدقائق ۵۲

نفحات الانس ۱۶۵

نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص ۱۸۲

نور اسلام (اولیائے نقشبندیہ) ۲۷، ۱۹۶

و

وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ۱۵۰

وصال احمدی ۵۷، ۵۸

و

ہدایہ ۳۷

ہدیہ احمدیہ ۱۷

ہدیۃ العارفين ۲۷

ہدیۃ محبہ دویہ ۱۷۵، ۱۷۶

ہفت احکام ۷۸

المغالطہ العامہ ۷۹

المفاضلۃ بین الانسان والکعبہ ۳۳

مفتاح العارفين ۴۵

المفردات القرآنیہ ۲۷

مقالات شبلی نعمانی ۱۰۵

(مقالہ) رسالہ صاحبیہ ۷۶

(مقالہ) شخصیت عرفانی و علمی خواجہ محمد یار سا ۱۹۶

مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ (اردو ترجمہ) ۱۳۰

مقامات المجدد (رک حضرت القدس) ۶۱

مقامات خیر ۱۷

مقامات غوث الثقلین ۵۸

مقامات نظری ۷۲، ۹۶

مقامات معصومیہ ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۳، ۲۴

۲۵، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۴، ۵۲، ۵۳، ۵۵

۳۳، ۴۷، ۵۱، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۴

۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۷۰، ۱۹۴

مقدمہ رقعات عالمگیر ۱۰۳، ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۳۴

مکاشفات غیبیہ مجددیہ ۲۰

مکتوبات سعیدیہ ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۲۵، ۱۴۱، ۱۴۲

۱۷۷

مکتوبات سیفیہ ۱۱۲، ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۵۳

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ۵، ۱۴، ۲۷

۳۴، ۹۶، ۱۴۹، ۱۷۰، ۱۷۷

مکتوبات معصومیہ ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۸، ۲۹

۳۴، ۴۶، ۴۷، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۳۰، ۱۴۴، ۱۴۵

ملفوظات شریف ۶۳

مناظر اخص الخواص ۷۸







خانہ کعبہ در رک بیت اللہ  
خلیص ۲۵۳، ۲۰۵

د

دارالمصنفین ۱۱۵، ۱۰۵، ۷۹

دارالمورخین ۱۲

دانشگاہ پنجاب ۱۳۴

دانشگاہ فردوسی ۱۹۴

دکن ۱۵۰، ۱۱۴

دمشق ۲۶

دہلی ۱۲۳، ۱۰۳، ۷۲، ۶۶، ۱۷

دہلیان پور ۸۹

ط

د

ڈیرہ اسماعیل خان ۱۰

ر

رام پور ۹۳

راولپنڈی ۱۴۹، ۱۳۶، ۱۳۳، ۱۳۲، ۵

روضہ رسول اللہ ۱۸۹، ۱۶۷، ۱۶۳، ۶۹

۱۹۲، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۵۲

روضہ منورہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۵، ۲۲۸

روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی ۲۰۸، ۶۲

۲۵۷

روم ۲۶

ج

جامع ابی ایوب خالد انصاری ۲۶

جہول ۷۸

جنت البقیع ۲۴۶، ۲۳۹، ۱۸۸، ۱۹۱، ۳۴

۲۴۹

جہان آباد (شاہ جہاں آباد) ۲۰۲

چ

چاہ زمزم ۱۵۰

ح

حجاز مقدس ۶۲، ۲۷

حجر اسود ۲۲۱، ۱۷۱، ۱۱۲

حجرہ مطہرہ ۲۵۰، ۲۴۳، ۱۹۴، ۱۸۸

حجون ۱۷۵

حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) ۲۲، ۱۸، ۱۶

۳۴، ۳۳، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۶، ۲۵

۱۶۵، ۱۶۹، ۱۶۷، ۱۶۵، ۶۵، ۶۴، ۶۲، ۶۱

۱۶۶، ۲۰۷، ۲۱۸، ۲۵۲، ۲۵۶

حیدرآباد (دکن) ۱۵۱، ۸۴

حیدرآباد (سندھ) ۱۷۴، ۱۵۰، ۱۷۰

خ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ ۱۲، ۱۰

خانقاہ کاکوری ۹۳

خانقاہ مجددیہ (قلعہ جواد کابل) ۵۰، ۴۸



## ق

قسطنطنیہ ۲۶

قصور ۵۹

قندھار ۹۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۸

## ک

کابل ۵۰، ۴۸

کاشان ۸۴

کانپور ۷۴، ۴۷، ۱۷

کتبخانہ گنج بخش ۵، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۶

۱۴۹

کتب خانہ انڈیا آفس = انڈیا آفس

کتب خانہ دانش گاہ پنجاب ۴۵، ۸۱

کتب خانہ سعیدیہ ۱۳۷

کتب خانہ عارف حکمت ۶۶

کتب خانہ لینن گراڈ ۶۷

کراچی ۱۹، ۵۰، ۱۳۶، ۵۳

کشمیر ۱۰۰، ۲۷

کشمیر (مقبوضہ) ۱۵۲

کعبہ حناء مکرمہ (ریک بیت اللہ) ۱۴۹، ۱۷۰

۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۳، ۲۰۵، ۲۱۶

۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۲

کلکتہ ۷۸، ۸۴، ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۳۵، ۱۴۳

کیشورائے (مندر) ۱۰۶

## گ

گجرات (احمد آباد) ۸۷

## ز

زبیدہ ۲۲

## س

سرحدہ (موضع) ۹۱

سروخ ۱۲۵

سریند ۱۵، ۱۴، ۱۸، ۲۳، ۲۸، ۳۳، ۳۶

۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۳، ۴۴، ۵۲

۵۹، ۶۱، ۶۲، ۸۹، ۹۰، ۱۱۵، ۱۳۱، ۱۳۲

۱۵۱، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲۰۴، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۵۲

سمرقند ۲۵، ۲۶

سندھ ۱۷، ۵۰، ۱۱۶، ۱۲۷، ۱۵۰

سہرند = سریند

سیالکوٹ ۵۸

## ش

شاہجہان آباد ۲۵۱

## ص

صفا (وادئ) ۲۰۵

## ع

عدن ۲۲۰

عربستان ۱۷، ۲۹، ۳۴

عرب ملک (نیز عربستان) ۱۷۶، ۲۳۴، ۲۳۵

علی گڑھ ۷۹، ۹۳، ۱۰۴، ۱۲۹



گوکٹنڈہ ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۲

ل

لاہور ۱۱۳، ۸۴، ۸۴، ۷۷، ۳۱، ۲۱

۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۰، ۱۳۱

۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۴۱، ۲۲۱

لندن ۱۲۳، ۴۶، ۷۳، ۶۰

لکھنؤ ۱۶۹

م

ماوراءالنہر ۱۷

مخا (بندگاہ) ۲۵۴، ۲۲۰، ۱۷، ۱۴، ۵

مدینہ نقشبندیہ ۲۶

مدینہ منورہ ۱۸۶، ۱۲۹، ۴۷، ۴۶، ۳۴

۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۳۴

۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۴

مرکز تحقیقات فارسی ۱۲۹، ۱۳۴، ۱۳۳، ۵

مزارات صحابہ کرام ۱۸۶

مسجد حرام (ریک بیت اللہ) ۱۸۳

مسجد خیف ۲۲۲

مسجد نبوی ۲۵۰، ۹۳۹، ۲۰۱، ۱۹۰

مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) ۱۰۴

مشہد  
مصلائے مالکی ۲۳۲، ۲۲۹

معلی (جنتہ) ۱۷۴

مکتبہ سراجیہ ۱۲، ۱۰-۹

مکتبہ نعمانیہ ۵۸

مکر مکرہ ۱۸۱، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۱۲

۱۸۵، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۳۴

۲۵۴

ملتان ۹۲

ملک حیدر (بستی) ۱۵

منی ۲۲۳، ۲۲۲

مواہبہ کریمہ ۲۵۱

موسیٰ زئی شریف ۱۰، ۱۲، ۱۸۵

مقہرا ۱۰۶

ن

نیشنل میوزیم کراچی ۱۳۳

و

ہندوستان ۹۳، ۸۴، ۷۳، ۶۲، ۳۴

۹۹، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۹، ۱۳۷، ۲۰۳





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلاة والسلام

على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلاة والسلام

على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلاة والسلام